تاریخ جرم و سزا

(انگلستان)

ذخیرۂ کتب محمد احمد ترازی

امداد صابری

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

138651

تاریخ جرم و سزا کی اس تیسری جلد کو

میں اپنے اُستاد محترم

حضرت نواب سراج الدین احمد خاں سائل مرحوم

کے نام معنون کرتا ہوں

جنکی نوازشوں اور محنت نے مجھ کو

ادبی خدمت کے قابل بنایا

امداد صابری

چوڑیوالان - دہلی

یکم دسمبر ۱۹۴۵ء

Marfat.com

کتب ماخذ

تاریخ جرم و سزا جلد سوئم کو ترتیب دینے کے لئے جو کتابیں میرے مطالعے میں رہی ہیں یا جن کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں یا جن سے ماخوذ کیا گیا ہے۔ ان کی فہرست حسب ذیل ہے :-

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا

اسٹارٹ ہسٹری آف دی انگلش پیپلز

امپریزمینٹ

تاریخ جدید انگلستان - کیوڈر

لنڈن لائف

ہسٹری آف پینل میتھڈ منیفڈ

مڈلینڈ کسی ٹیوشنل ہسٹری

آزادی رائے پر سزائیں

انگلش پرنس ٹوڈے

نیل ڈسیلن

بک فور پرزنرز

اسٹیٹ آف دی پرزن

انگلش پرزنس

فیس ٹرائلز آف انگلینڈ

Marfat.com

انگلینڈ جیل ایکٹ ۱۸۷۷ء انگلینڈ جیل ایکٹ ۱۸۹۸ء

اخلاقی انصاف کا انتظامی ایکٹ ۱۹۱۴ء

سالانہ رپورٹ کمشنران جیل انگلینڈ و ویلز ۱۸۹۵ء تا ۱۹۲۱ء

رپورٹ کمشنران اور ڈائرکٹران جیل ویلز اور انگلینڈ ۱۸۹۵ء تا ۱۹۲۱ء

۱۸۹۹ء کی جیلوں کے قاعدے و ضابطے

قاعدے اور حکم برائے غیر اخلاقی قیدیاں ۱۹۱۱ء

جوڈیشل قانون برائے ۱۹۰۵ء تا ۱۹۱۹ء

رپورٹ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی ۱۸۹۴ء

رپورٹ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی ۱۸۹۶ء بابت تعلیم و اخلاقی حالت

رپورٹ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی ۱۸۹۹ء بابت خوراک جیل

رپورٹ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی ۱۹۰۰ء

رپورٹ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی ۱۹۱۱ء بابت کتابیں مہیا کرنا۔

روئداد پانچویں اور چھٹی بین الاقوام کانگریس ۱۹۰۶ء

رپورٹ ساتویں بین الاقوام کانگریس ۱۹۰۶ء

رپورٹ انگلش بین الاقوام کانگریس ۱۹۱۱ء

انگلش پریزن سسٹم مصنفہ میجر ایچ۔ ایس رڈگرس

رپورٹ ہاورڈ ایسوسی ایشن ۱۸۹۵ء تا ۱۹۲۰ء

رپورٹ پینل ریفارم لیگ ۱۹۰۷ء تا ۱۹۲۰ء دی ہاورڈ لیگ فور پینل ریفارم

جنرل ایسوسی ایشن برائے امداد قیدیاں ۱۹۱۲ء تا ۱۹۲۱ء

سالانہ رپورٹ بورسٹل ایسوسی ایشن ۱۹۱۰ء تا ۱۹۲۱ء

Marfat.com

انگلستان کے عہدِ قدیم کی جُرم و سزا

بنیادِ عدل

بنیادِ عدل جس طرح دیگر اقوامِ عالم میں اور افراد کے عمل ذاتی سے قائم ہوئی ہے اسی طرح انگریزوں میں بھی اسکی ابتدا پانچویں صدی عیسوی میں اعمال ذاتی سے ہوئی ہے۔

انگریزی تمدن کی قدیم ست قدیم جو کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اشخاص کے ذاتی حقوق اور عام لوگوں کے حقوق انصاف ہر شئی روز افزوں خواہش سے محدود ہوتے جاتے تھے شخصی انتقام کو حد معین

Marfat.com

پر لانے کے لئے قبیلے کی طرف سے پہلی متفق کوشش یہ ہوئی کہ ضرر جسمانی کیلئے معاوضہ نقدی کا دستور جاری کیا گیا۔ اس دستور کے مطابق آزاد شخص کی جان اور اس کے ہر عضو کے لئے ایک قانونی قیمت مقرر کی گئی۔ روایتی ضابطہ میں سرسری طور پر آنکھ کے بدلے آنکھ اور عضو کے بدلے عضو کا قاعدہ معین کیا گیا اور دوسرے جسمانی ضرروں کے لئے بھی ایسا کچھ طریقہ بنایا گیا۔ مگر ایک دوسرے قدیم رواج سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے نقصانات کے تسلیم کئے جانیکا بھی آغاز ہو گیا تھا۔ جس سے شخص واحد کا نہیں بلکہ مجموعی طور پر قوم کا ضرر متصور ہوتا ہو۔ اس صورت میں خود مجرم براہ راست جان یا عضو کی قیمت ضرر رسیدہ شخص کو نہیں دیتا تھا بلکہ مجرم کا خاندان ضرر رسیدہ شخص کے خاندان کو تاوان ادا کرتا تھا۔ اس طرح انگریزی قوم کی ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی جماعت میں امن و انتظام کی بنیاد خاندانی رشتہ پر قائم ہو گئی تھی۔ اور یہ رشتہ تمام انگریزی خاندانوں کے باہمی وابستگی کا سبب تھا۔ ہر زیادتی کا ارتکاب مجرم کے تمام اہل خاندان کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اور یہ ظلم مظلوم کے تمام خاندان کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ زیادتی کرنے والوں کو ایسے وسائل سے روکنا جنہیں ابھی تک خود قبیلہ بحیثیت مجموعی عمل میں نہیں لا سکتا تھا۔ صرف خاندانی رشتہ ہی کے اثر سے ممکن تھا۔ اور اسی سے انگریزوں میں اول عدالت کا ایک ہیولیٰ قائم ہوا۔ ہر رشتہ دار اپنے دوسرے رشتہ داروں کا کفیل تھا۔ اس کا فرض تھا کہ عزیزوں کے ظلم و تعدی سے ان کو بچائے۔ خود زیادتی کرنے سے انہیں باز رکھے۔ اور ظلم واقع ہونے کی صورت میں ان کے ساتھ تکلیف برداشت

Marfat.com

کرے۔ اور ان کی طرف سے تاوان ادا کرے۔ یہ اصول ایسا مسلم تھا۔ کہ اگر کسی شخص پر اس کے اہلِ قبیلہ کے روبرو الزام لگایا جاتا تو بھی اس کا فیصلہ عملاً رشتہ داروں پر ہی موقوف ہوتا تھا۔ کیونکہ اس کی بے گناہی و خطا کاری کا یقین اس کے معززاہلِ خاندان کی قسم پر تھا۔ اور اس کا بچنا یا سزا پانا اسی بات پر منحصر ہوتا تھا[1]

نظریہ سزا

اس دور میں سزا دینے کا نظریہ یہ تھا کہ جو سزا بآسانی دی جاسکتی ہے دی جائے۔ چنانچہ مجرموں کو سزا دی جاتی تھی اور کبھی کوڑے مارے جاتے تھے۔ اور کبھی موت کے گھاٹ اتارا جاتا تھا۔ اور کبھی جسم کا کوئی عضو کاٹ لیا جاتا تھا۔ اسی کے ساتھ مجرموں کو غلاموں کی طرح فروخت کرنے کا عام رواج بھی تھا۔ جرمانہ لینا، سماجی بائیکاٹ کرنا شہری حقوق سے محروم کرنا اور جلاوطن کرنا بھی دستور تھا[2]

اینگلوسیکشن قانون

عدالتوں کے لئے انگلستان میں جو قانون رائج ہوا ہے۔ اور عہدِ قدیم میں جب قانون نے زور پکڑا تھا وہ قانون زیادہ تر جرمنی قانون سے ماخذ تھا۔ عہدِ قدیم میں مجرموں کو تدریجاً تین قسم کی سزائیں دی گئی ہیں۔ جرمانہ، قصاص، جلاوطنی۔

کینٹ کے راجہ ایتھل برٹ متوفی سنہ ۶۱۶ء کے زمانہ میں ہر ایک مجرم کو ہر بڑے چھوٹے جرم پر جرمانہ کی سزا دی جاتی تھی۔ چنانچہ جو شخص کسی کی ناک پر مکا رسید کرتا تھا تو اُس پر تین شلنگ اور اگر آنکھوں کو

---

[1] لے نارٹ ہسٹری آف دی انگلش چنل ص ۲، ۵ ۔ [2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۷

Marfat.com

نقصان پہنچاتا تو پچاس شلنگ جرمانہ ہوتا تھا۔ جو مضروب کو دیا جاتا تھا۔ اسی طرح اگر خون ہوتا تو خونی پر جرمانہ کیا جاتا تھا۔

بادشاہ آسنے (متوفی ۶۲۵ء) کے قانون سے معلوم ہوتا ہے کہ خونی سے بھی معاوضہ لیا جاتا تھا۔ اور جو آدمی مرجاتا اس کے ورثا کو معاوضہ دیا جاتا تھا۔ اور اس کے لئے ایک تعداد مقرر تھی۔ اور ہر ایک نظام حکومت میں علیحدہ علیحدہ تعداد کا تقرر تھا۔ مارسیا۔ میں دو شلنگ اور تھنگس میں ایک ہزار دو سو شلنگ تھی۔

جرمانہ کا طریقہ قصاص کے رواج کے بعد رائج ہوا تھا۔ اس طریقہ میں فسادات زیادہ ہوتے تھے۔ اور پیڑھیوں تک خاندان سے بدلے لئے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ جو بدمعاش یا ڈاکو ہوتا تھا اس کی حفاظت کی ذمہ داری قانون نہیں لیتا تھا۔ اور اس کو اگر کوئی مار ڈالتا تو اس کے قاتل کو سزا نہیں دی جاتی تھی۔ اور تلقین کی جاتی تھی کہ ان کی زمینوں کو برباد کردو۔ چھین لو۔ ان کے مکانوں کو جلادو۔ ان کا پیچھا کرو۔ اور ان کے سروں پر ڈنڈے برساؤ۔ جس طرح کہ شکار کو مارا جاتا ہے۔

عام طبقے کے لوگ جرم کرتے تھے تو ان کو بید کی سزا دی جاتی تھی یا ان کو قتل کردیا جاتا تھا۔

مفلسوں کی درگت

غریب ومفلس غلامی کے لئے پیدا ہوئے ہیں یہ اس وقت کا عام نظریہ تھا چنانچہ ان کو آزادی کے ساتھ غلام بنایا جاتا تھا۔ ان سے اٹھارہ گھنٹے کام کراکر

Marfat.com

صرف کھانا کھلایا جاتا تھا۔ اور خاندان کی اُترن ان کو پہنائی جاتی تھی۔ اور بدترین جگہ ان کے رہنے کے لئے مقرر کیجاتی تھی [1]

مقتل گاہ

خود بھی انگریز چھوٹی چھوٹی بستیوں میں رہتے تھے جنکی چھوٹی چھوٹی ریاستی عملداریاں قائم تھیں۔ اور جسمیں ہر ایک کی حدبندی کے لئے خاص نشان مقرر ہوتے تھے۔ یعنی وہ جنگل ویرانہ یا جھاڑی سے محصور رہتی تھیں۔ یہ نشان نصابات کے درمیان حد فاصل ہوتے تھے۔ اور ان میں مشترک سمجھے جاتے تھے۔ آبادکاروں میں سے کسی کا ان پر خاص تصرف نہیں ہوتا تھا۔ البتہ کبھی کبھی ان سے مقتل کا کام لیا جاتا تھا۔ اور یہیں مجرموں کو ان کے جرم کی سزا دیجاتی تھی۔

اگر کوئی اجنبی اس جنگل یا ویرانے سے گذرتا تو روا تھا اس پر لازم آتا کہ اس میں قدم رکھتے ہی اپنا قرنا بجادے ورنہ اگر وہ خفیہ طور سے داخل ہوتا تو دشمن سمجھا جاتا تھا۔ اور ہر شخص اسے قتل کر دینے کا مجاز تھا۔

سزا مدعی کے مشورہ سے دیجاتی تھی

ان لوگوں میں دو طبقے تھے، عوام اور خواص، موخرالذکر ہی کو اپنی شرافت ونسب کی وجہ سے اہل نصب میں ممتاز اور موروثی اعزاز کا مستحق سمجھا جاتا تھا۔ وہی بزرگوں کے بیان کردہ رواج کے مطابق کاشتکاروں کے تنازعات باہمی کے فیصلے مجرم کا انصاف اور اس کے جرمانے کی تشخیص اس کے رشتہ داروں کے توسط سے

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔

Marfat.com

کرتے تھے۔ یہ ایک ہی نسل سکس کے دو طبقے تھے۔ خواص کے طبقے کے لوگ جرم کرتے تھے تو ان پر صرف جرمانہ ہوتے تھے۔ یا ان کو غلام بنا دیا جاتا تھا۔ عام طبقے کے لوگ جرم کرتے تھے تو ان کو بید کی سزا دیجاتی تھی یا ان کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ قید خانہ اس وقت کوئی نہ تھا۔ سزا کے فیصلے تک قیدیوں کو تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا تھا۔

غلاموں کی کثرت

کرڈک سنہ ۵۰ء کے عہد میں انگریزوں میں نزاعات باہمی ہونیکی وجہ سے غلاموں کے فرقہ کی تعداد زیادہ بڑھ گئی۔ اسیران جنگ میں سے کوئی کیسا ہی بلند مرتبہ شخص کیوں نہ ہو غلامی سے بچ نہیں سکتا تھا۔ بلکہ اکثر خود بھی قتل کے خوف سے غلام بن جانا غنیمت سمجھتا تھا۔ ایک امیر کا قصہ ہے کہ وہ انگریز قبائل کی کسی جنگ میں زخمی ہو کر گر گیا تھا ایک قریب کا رہنے والا ملازم شاہی اسے غلام بننے کے اقرار پر اپنے ہاں اٹھا کر لے گیا۔ امیر نے اپنے آپ کو کسان ظاہر کیا۔ مگر مالک اس حیلے کی تہ کو پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا کہ تم موت کے سزاوار ہو۔ کیونکہ اس جنگ میں میرے تمام بھائی اور کل اقربا کام آئے۔ مگر محض اپنی قسم کی وجہ سے اس نے قیدی کی جان چھوڑ دی اور لندن میں اسے ایک باشندہ فریزلینڈ کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ غالباً یہ ان سوداگروں میں سے کوئی سوداگر ہوگا جو اس زمانے میں انگریز قیدیوں کو روم کے بازاروں میں لیجاتے تھے۔

قرضہ کی عدم ادائیگی کی سزا غلامی

صرف جنگ ہی اس فرقہ غلامان کی کثرت کا باعث

Marfat.com

نہیں تھی۔ قرض اور جرمانوں سے غیر آزادوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا تھا۔ صاحب قحط بھی لوگوں کو مجبور کر دیتے تھے۔ کہ وہ پیٹ بھرنے کے لئے خط غلامی پر اپنا سر جھکا دیں۔ جو قرضدار اپنا قرضہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔ آزادی کو خیر باد کہہ کے تلوار و نیزہ زمین پر ڈال دیتا۔ مزدور کی کدال ہاتھ میں لیتا۔ اور غلاموں کے مانند اپنی گردن کسی مالک کے ہاتھ میں دے دیتا تھا جس مجرم کے رشتہ دار جرمانے ادا نہ کرتے وہ بادشاہ کا جرمی غلام ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات ضرورت سے تنگ آ کر لوگ خود اپنے بچوں کو غلامی میں فروخت کروا لیتے تھے۔

غلام کی اولاد بھی غلام

غلام کا شمار بھی ایک طرح پر مویشیوں میں تھا۔ اور مویشیوں کی ہی طرح اس کا نسب نامہ بھی محفوظ رکھا جاتا تھا۔ مرتے وقت مالک اپنے گھوڑے بیل کی طرح اسے بھی جس کے نام چاہتا وصیت کر جاتا۔ غلام کی اولاد بھی اس کے مانند غلام ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آزاد شخص کی جو اولاد لونڈی سے ہوتی تھی۔ اس کی پیشانی پر بھی ماں کی غلامی کا داغ لگ جاتا تھا۔ انگریزی مثل تھی کہ گائے کا بچھڑا میرا ہے"

غیر آزاد شخص کے جھونپڑے دولتمند زمینداروں کے مکانات کے گرد و پیش اسی طرح ہوتے تھے جس طرح کسی وقت رومی امیر کے محلات کے گرد ہوا کرتے تھے۔ چرواہے، لکڑہارے، کھیتوں کے جوتنے والے، مکھیاں جمع کرنے والے، بکری، گائے، بیل اور سور پالنے والے، سب کے سب زیادہ تر غلام ہی ہوتے تھے۔ یہی حال مویشی خانوں میں کام کرنیوالی لڑکیوں کا تھا۔

Marfat.com

غلام کی جان لینے کا اختیار آقا کو تھا

غلام کا مار ڈالنا مالک کے اختیار میں تھا۔ اس کی حیثیت اثاث البیت سے زیادہ نہیں تھی۔ نہ عدالت انصاف میں اس کا عُذر تھا۔ اور نہ اس کا کوئی وارث تھا جو اس کے انتقام کا خواہاں ہو۔ اگر کوئی غیر اس کو مار ڈالتا تو اس کا مالک اس سے تاوان وصول کرتا۔ وہ خود اگر کسی کو نقصان پہنچاتا تو تازیانہ تھا اور اس کا جسم تھا۔

مفرور باندی کی سزا قتل

غلام بھاگ جاتا تو شکاری درندوں کی مانند اس کا تعاقب کیا جاتا اور اس جرم کی پاداش میں کوڑوں سے اس کی جان لیجاتی۔ اور اگر عورت ہوتی تو آگ میں جلا دیجاتی[۱]

دیواروں میں انسانوں کو چننا

انگلستان کے عہد حکومت میں ہاتھ پاؤں ناک کان، اور اُوپر کا ہونٹ کاٹا جاتا تھا۔ اور آنکھیں نکال دی جاتی تھیں۔ اور دیواروں میں زندہ انسانوں کو چُن دیا جاتا تھا۔ تاکہ ان کی رُوحیں بھٹکتی نہ پھریں۔ اور محفوظ ہو جائیں[۲]

مقدمہ میں وکیل سے مشورہ لینا جرم تھا

چوتھی صدی سے سولہویں صدی تک یورپ کے ہر شعبۂ زندگی پر لاطینی مسیحیت غالب تھی۔ پاپائیت نہ صرف

---

[۱] لے نارٹ ہسٹری آف دی انگلش پیپل [۲] امپریزنمنٹ

Marfat.com

جسم پر حکومت کرتی تھی بلکہ ذہنوں اور رُوحوں میں اس کا قبضہ تھا۔ کوئی ہمت نہیں کرسکتا تھا کہ پاپائیت کی مخالفت کرے۔ لاطینی پاپائیت اپنے ہر لفظ کو الہام سمجھتا تھا۔ اس الہام کے خلاف کوئی زبان کھولتا تو اس کو احتساب کے محکمہ کے پنجے کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ ہر معترض و نکتہ چیں اور مخالف نذر آتش کر دیا جاتا تھا۔ ملزم پر الزام لگانے والے کا نام ظاہر نہیں کیا جاتا تھا۔ احتساب کے فیصلوں کا اپیل نہیں ہو سکتا تھا۔ ملزم کسی وکیل سے اپنے مقدمہ میں مشورہ نہیں لے سکتا تھا۔ مشورہ لینا جرم تھا۔

اصلاحی رجحان

الفرڈ ۸۸۶ء میں اصلاح کی طرف متوجہ ہوا۔ وسیکس برسوں کی مہلک کشمکش سے بالکل ختم ہو گیا تھا۔ اس کے قانون نظم و نسق عدالت و حکومت کا ڈھیر، قزاقوں کے طوفان رستخیز میں ڈھیلا ہو چکا تھا۔ ضرورت تھی کہ مادی و اخلاقی دونوں حالتوں کو از سر نو زندہ کیا جائے۔

عدالتِ عامہ کی ترتیب جدید میں اس نے خاص کام یہ کیا کہ عوام و خواص دونوں کو ہنڈرڈ موٹ (مجلس حلقہ) اور شائر موٹ (مجلس ضلع) کے فیصلہ جات کی اطاعت پر مجبور کیا۔ فوک موٹ (مجلس قبائلی) میں یہ لوگ بہ شدت ایک دوسرے کی مخالفت کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ الارین (سرپنچ) اور حکام جو فیصلہ کرتے تھے بمشکل ان میں سے کوئی اس فیصلے کو قبول کرتا تھا۔ الفرڈ کی موجودگی میں ملک کے اندر جس قدر فیصلے ہوتے تھے۔ وہ ان سب کی جانچ کرتا تھا۔ کہ آیا وہ انصاف پر مبنی ہیں یا نہیں۔

Marfat.com

اور اگر وہ ان میں کسی طرح کی بد اعمالی اور بد دیانتی دیکھتا تو خود حجوں سے جواب طلب کرتا تھا۔ اس کا سوانح نگار لکھتا ہے۔

وہ شبانہ روز مقامی ناانصافیوں کی درستگی میں منہمک رہتا تھا کیونکہ اس تمام سلطنت میں جو بادشاہ کی ذات کے سوا شاید ہی کوئی غریبوں کا مددگار ہو تو ہو۔

نئے قانون وضع کرنے کا بادشاہ کو مطلقاً خیال نہیں تھا۔ اس نے ایک عام قومی قانون کا خیال پیدا کیا اور جداگانہ گروہوں کو جداگانہ قبائلی رسوم و رواج کو متروک ٹھہرایا۔ اور سیکس، مرسیا، اور کنٹ کے ضوابط تمام انگلستان کی ایک مشترک قانونی کتاب میں شامل ہوگئے [1]

ملکہ کا گرم لوہے سے چہرہ داغنا

بادشاہ ایڈوی (۹۳۰ء) ایک حسین و جمیل شاہی خاندان کی عورت پر فریفتہ ہوگیا۔ اس نے اس سے شادی کرنے کے لئے اپنے وزراء اور مشیروں سے مشورہ لیا۔ چونکہ اس کا رشتہ اس عورت سے اس قسم کا تھا کہ وہ قانون شرعی کے مطابق اس سے شادی نہیں کرسکتا تھا۔ اس بنا پر اس کے مشیروں نے شادی سے اس کو منع کیا۔ لیکن نہ مانا۔ تخت نشینی کے روز وہ اپنی بیوی کے کمرے میں گیا۔ اور اس سے تفریح میں مشغول ہوگیا۔ پادری ڈن سٹن کو معلوم ہوا تو اس نے اس کو ملامت کی۔ اور اس فعل قبیحہ کے ارتکاب کرنے سے منع کیا۔ بادشاہ نہ مانا۔ پادری سے بعض لوگ جلتے تھے۔ پادری کے خلاف بادشاہ

---

[1] ۔ انگلش پیپل

Marfat.com

کو اس کے مخالفوں نے بھڑکایا۔ بادشاہ نے گذشتہ بادشاہ کی سلطنت کا اس سے حساب مانگا۔ اس نے حساب دینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے ڈن سٹن سے تمام ملکی و مذہبی اختیارات چھین کر اس کو جلا وطنی کی سزا دی۔ اس سزا دینے پر لارڈ پادری بادشاہ سے بگڑ گیا۔ اور اس نے فتویٰ دیا کہ بادشاہ نے جس عورت سے شادی کی ہے اور جس کو ملکہ بنا رکھا ہے وہ ناجائز اور خلافِ شرع ہے۔ اس لئے بادشاہ کو چاہیے کہ وہ اس کو فوراً طلاق دیدے۔

بادشاہ لارڈ پادری کے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کر سکا۔ اور اس کے حکم پر عمل درآمد کر کے ملکہ کو طلاق دیدی۔ اور محل میں سپاہی بھیجکر ملکہ کو گرفتار کرایا۔ اور اس کے چہرے کو گرم لوہے سے داغا۔ اور آئرلینڈ میں جلا وطن کرنے کا حکم دیا۔

ملکہ کی پیروں کی رگیں کاٹنا

ملکہ کا جب زخم اچھا ہو گیا تو وہ بادشاہ کے پاس آئی۔ لیکن مخالفین نے ان کو وہاں جمنے نہیں دیا۔ پھر دوبارہ گرفتار کرایا۔ اور بے رحمی سے اس کے پاؤں کی رگیں کاٹ کے اس کے جسم کو قیمہ قیمہ کر کے نعش کو پھینک دیا۔

عیاش بادشاہ

ایڈوی کا چھوٹا بھائی ایڈگر سنہ ۹۴۰ء میں تخت نشین ہوا۔ تو وہ بڑے بھائی کی طرح عیاش تھا۔ اس نے سردار ڈیوی شائر کی بیٹی الیفرائڈ نہایت خوبصورت تھی

Marfat.com

تو تحقیقات کے لئے اپنے مقرب اور قابلِ اعتماد افضل والد کو بھیجا۔ یہ شخص اس حسینہ کے گھر پر گیا۔ جو تعریف سُنی تھی اس سے بڑھ چڑھ کر پایا۔ اور خود دل دے بیٹھا۔ بادشاہ کے حکم کا خیال دل سے نکل گیا۔ اس کے باپ سے طالب ہوا کہ مجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے۔ اس کو بادشاہ کا مصاحب خاص سمجھ کر انکار کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ شادی ہوگئی دربار میں واپس آیا تو تردید کی۔ کہ اس عورت کی جو تعریف کی جاتی ہے غلط ہے۔ وہ تو معمولی شکل و صورت کی عورت ہے۔ حُسن و جمال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کو اپنے مصاحب کی شرارت کا علم ہوگیا۔ بہت برافروختہ ہوا۔ لیکن غصّہ کو دبا گیا۔ اور اس کو اپنے ہمراہ لے کر اس کے گھر پہنچا۔ اور اس سے خواہش ظاہر کی کہ میں نے سُنا ہے کہ تیری بیوی بہت خوبصورت ہے۔ اس لئے اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ مصاحب نے بہت بہانے تراشے لیکن جب وہ زچ ہوگیا تو اندر لے گیا۔ بادشاہ نے اس کو دیکھا۔ ہزار جان سے عاشق ہوگیا۔ لیکن کچھ نہ بولا۔ سمجھ گیا کہ مصاحب نے دھوکہ دیا۔ بدلہ لینے کی دھن و فکر میں پڑگیا۔ کچھ لوگ اس لئے مقرر کئے۔ کہ جہاں مصاحب نے جلد ختم کر دو۔ چنانچہ انہیں لوگوں کے ہاتھوں افضل والد قتل ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایلفرائڈ سے نہایت دھوم دھام کے ساتھ شادی کی۔

بادشاہ کی عیاشی سے قوم بھی مجرمانہ ذہنیت کی فضا میں گھری ہوئی

Marfat.com

تھی۔ افسرانِ شریف و حسین لڑکیوں کو دیکھنے اور ان کے گھروں میں جھانکتے پھرتے تھے۔ بادشاہ کے دلال چھوٹے ہوئے تھے۔ حسین لڑکیوں کو بھگا کر یا اڑا کر لانا ان کا پیشہ تھا۔

والدین اولاد بیچتے تھے

تھیوڈر (۹۷۵ء) نے آدمیوں کے بھگا لے جانے والوں کے واسطے تدفین کی مذہبی رسومات بند کر دی تھیں۔ اور والدین کے لئے سات برس کی عمر کے بعد لڑکوں کا بیچنا ممنوع قرار دے دیا تھا۔ اگرٹ (اسقف یارک) بچے کسی اور ذمہ دار کے بیچنے والے کو اس جرم کی پاداش میں خارج الملت کر دیتا تھا۔ کسی آقا یا مالک کا اپنے غلام کو مار ڈالنا اگرچہ سلطنت کی نظر میں کوئی جرم نہیں تھا۔ مگر کلیسا نے اسے گناہ ٹھہرا کر اس کے لئے کفارہ لازم قرار دے دیا تھا۔ اتوار اور تعطیل کے دنوں میں غلاموں کو کام سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا۔ کہیں کہیں وہ زمین سے وابستہ ہو گئے تھے۔ اور صرف زمین ہی کے ساتھ فروخت کر سکتے تھے۔ اکثر ایسا ہی ہوتا کہ وہ زمین کا کوئی قطعہ حاصل کر لیتے اور انہیں اجازت مل جاتی تھی کہ خود اپنی آزادی خرید لیں۔ انگلستان نے جرم کی باہمی ذمہ داری کے اصول کو جو طبقہ آزاد کا خاص بنیادی نظام تھا، غلاموں کے طبقوں میں وسعت دیگر ملک میں ان کا نیا درجہ قائم کر دیا۔ لیکن کلیسا کے لئے اس تدریجی ترقی پر قانع رہنا بہت دشوار تھا۔ ولفرڈ نے اپنی جاگیر سلسی کے ڈھائی سو غلاموں کو آزاد کر کے ایک نیا راستہ کھول دیا۔ غلاموں کے آزاد کرنے کی وصیتیں بہت کثرت سے ہونے لگیں۔ کیونکہ پادریوں نے یہ ذہن نشین کر دیا تھا کہ اس قسم کی نیکی کرنے والے کی روح کے لئے باعث

Marfat.com

رحمت ہے۔ چلسی کی مذہبی مجلس میں اسقفوں نے عہد کیا کہ ان کی جاگیروں میں جو لوگ افلاس یا جرم کی وجہ سے غلام بن گئے ہیں انہیں وہ اپنے مرتے وقت آزاد کر دیں گے۔ غلام بالعموم گرجا کے سامنے آزاد کئے جاتے تھے۔ اور کتاب مقدس کے حاشیوں پر ان کی آزادی کی یادداشتیں ثبت کر دی جاتی تھیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ مالک اپنے غلام کو چوراہے پر لے جا کر اسے اجازت دیتا تھا کہ جدھر جائے چلا جائے۔ قانون کی زیادتی پابندی منظور ہوئی۔ تو مالک یہ کرتا تھا۔ کہ ضلع کی بھری مجلس میں غلام کا ہاتھ پکڑ کر کھلی سڑک اور دروازے کی طرف اشارہ کرتا اور آزاد شخص کی طرح اسے نیزہ تلوار دے دیتا تھا۔ انگریزی بندرگاہوں سے غلاموں کی تجارت ممنوع ہو چکی تھی۔ مگر یہ امتناع بہت دنوں تک بے اثر رہا۔ ڈلغنٹن کے سو برس بعد تک انگلستان کے امرار کی نسبت اکثر یہ کہا جاتا تھا۔ کہ غلاموں کی تجارت سے یہ دولت پیدا ہوئی ہے پہلے نارمن بادشاہ کے عہد میں جا کر یہ ہوا کہ ڈ غنٹن کے وعظ اور لیفرنیک کے اثر سے اس تجارت کا خاتمہ ہوا۔ اور اس کے آخری مرکز (بندر برسٹل) سے غلاموں کی روانگی بند ہوئی۔

جدید طبقہ کے امرار کے باعث اسی دور میں شخصی فرماں برداری کا طریقہ پیدا ہوا۔ اور یہ دستور صرف دربار تک محدود نہیں رہا بلکہ اسے عام وسعت حاصل ہو گئی۔ الفرڈ کے وقت میں یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ ہر شخص کے لئے ایک آقا ہونا ضروری ہے۔ ڈین کی لڑائیوں کی شدید تباہی اور طویل بدامنی کی وجہ سے آزاد کسانوں کے لئے ضروری ہو گا۔ کہ وہ کسی نہ کسی شاہی خادم کی

Marfat.com

حفاظت میں آجائیں۔ ان کسانوں نے ایک نہ ایک شاہی خادم کو اپنا آقا تسلیم کرکے اپنی آراضیات اس کے سپرد کردیں۔ اور حفاظت کے عوض انہیں اراضیوں کو خدمات سے زیر بار کرکے بطور جاگیر کے واپس لیا۔ رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ جس شخص کا کوئی مالک نہ ہو وہ سلطنت میں ایک طرح کا خارج الذمہ شخص قرار دیا جاتا تھا آزاد شخص آراضی کسان کے پابند ہوگئے۔ اور آزادخیل کے بجائے جو خدا اور قانون کے سوا کسی کو اپنے آپ سے بالاتر نہیں سمجھتے تھے وہ ایسے کاشتکار بن گئے۔ جنہیں اپنے آقا کی خدمت کرنے اس کے ساتھ میدان جنگ میں جانے۔ انصاف کے لئے دربار میں حاضر ہونے اور ایام مقررہ میں اس کی کاشت خاص پر کام کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ جب اس طرح انہوں نے اپنی قدیم آزادی کھودی تو بتدریج حکومت میں بھی انکا حصہ زائل ہوگیا۔

تمام شہر کو جلا کر خاکستر کرنا

غیر ملکی حکومت کے دور میں الفرڈ کے ہمراہیوں میں سے ہر دسواں شخص قتل کردیا گیا۔ اور بقیہ غلاموں کی طرح بیچ ڈالے گئے۔ خود الفرڈ کو اندھا کرکے چھوڑ دیا گیا۔ ہارتھا کینوٹ شاہ سابق سے بھی زیادہ وحشی ثابت ہوا۔ اس نے اپنے بھائی کی نعش تک نکالا دلدل میں پھینک دی۔ اور دوسرے برس اس کے خانگی سپاہی اور شہر والوں میں جھگڑا ہوگیا تو اس نے یہ سزا دی کہ سارے شہر کو جلا کر خاک کردیا۔

نورمنز کے آنے سے قبل ہر ایک قصبہ میں ایک پنچایت ہوتی تھی۔ جس کو ٹاؤن موٹ کہتے تھے۔ اس چھوٹی پنچایت میں آپس کے معمولی جھگڑوں کا

Marfat.com

فیصلہ ہوتا تھا۔

بہت سے پرگنے ملکر ایک تحصیل بناتے تھے جسکو ہنڈریڈ موٹ کہتے تھے ڈاؤن موٹ کی طرح یہاں بھی ایک فیصلہ کن پنچایت ہوتی تھی۔ جس کو ہنڈریڈ موٹ کہتے تھے۔ اس کا ماہانہ اجلاس ہوتا تھا۔ اس پنچایت میں ہر ایک پرگنے سے چار نمائندے شامل ہوتے تھے۔ اس پنچایت کے سامنے دیوانی اور فوجداری دونوں قسم کے مقدمے پیش ہوتے تھے۔

بہت سی تحصیلوں کو ملا کر ایک ضلع بنتا تھا جس کو شائر کہتے تھے۔ یہاں کا انتظام شائر موٹ کے ہاتھ میں تھا۔ اس پنچایت کا کام امن وامان قائم رکھنا اور بیرونی حملوں سے بچانے کا انتظام کرنا تھا۔ علاوہ اس کے ٹاؤن موٹ اور ہنڈریڈ موٹ کے اپیل بھی شائر موٹ میں ہی ہوتے تھے۔

حلف کا طریقہ

فوجداری معاملات میں فیصلہ کرنے کے دو طریقے تھے۔ یا تو ملزم کی برادری کے کچھ معتبر آدمی اس کی بیگناہی کا حلف اٹھاتے تھے۔ یا ملزم خود لوہے کی گرم کی ہوئی سلاخوں پر ننگے پیر چلتا تھا۔ اگر مقررہ وقت میں ٹھہر جائے تو قصوروار قرار دیا جاتا تھا۔ پہلے طریقہ کو پنچایتی اور دوسرے کو قدرتی کہتے تھے۔

مجرموں کو اپاہج کر دیا جاتا تھا

ولیم نارمن [1] کے دور میں مجرموں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ان کو اپاہج کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ اگر وہ زندہ رہیں تو دوسروں کے لئے باعث عبرت بنیں۔

---

[1] ہسٹری آف پبلک ہیتھ ڈز

Marfat.com

ہنری اول کا طریقہ انصاف

ہنری اول نے انصاف کا حق اہلِ شہر کو تفویض کر دیا تھا۔ شہر کی عدالت کا اجلاس ہر ہفتہ ہوا کرتا تھا۔ شہر کے باشندے کو یہ حق تھا کہ عدالت میں اپنے ہی اہلِ شہر کے ذریعہ انصاف کا خواہاں ہو وہ صرف حلفی تصفیہ کے پُرانے انگریزی طریقے کے پابند تھے۔ مگر نارمنوں نے اب جنگ کے ذریعہ سے بھی تصفیہ معاملات کی ایک نئی صورت نکالی تھی۔ اور جو شخص حلفی کارروائی کے طریقے سے بچنا چاہتا تھا وہ اس طریقہ کو اختیار کر سکتا تھا۔

محکمہ عدل

ہنری اول ۱۱۰۵ء پر نوبیں اپنے حکام مقرر کرتا تھا۔ اور ان کا سرکردہ چانسلر (صاحب الدیوان) کے خطابات سے ملقب ہوتا۔ اور ان سب سے بالا تر جسٹیسر یا نائب السلطنت جو بادشاہ کی عدم موجودگی میں ولی کی حیثیت سے سلطنت کا تمام کاروبار انجام دیتا تھا۔ اس کا عملہ محل شاہی کے متعلقہ بیرنوں میں منتخب ہوتا تھا۔ اور یہی عملہ عدالت عالیہ کا کام دیتا تھا اور اس کو عدالت شاہی بھی کہتے تھے۔ شاہی مجلس شوریٰ کی حیثیت سے وہ قوانین پر نظر ثانی کرتی اور انہیں باضابطہ درج کرتی تھی۔ یہ عدالت عدالت مرافعہ بھی تھی۔ وہ ہر ایک عدالت ماتحت سے مقدمے اپنی عدالت میں طلب کر سکتی تھی۔ اس کا ایک ایک رکن شیر مَن کی چند عدالتوں پر نگراں ہوتا تھا۔ اور اس طرح مقامی عدالتوں سے اس کا قریبی تعلق رہتا تھا۔ مالی جماعت کی حیثیت سے اس کا کام محاصل کی تشخیص و وصولی تھا۔ اس اعتبار سے وہ عدالت مال (کورٹ آف اکسچیکر) کہلاتی تھی۔ یہ نام اس وجہ سے پڑا کہ اس کے

Marfat.com

عہدہ دار بساط شطرنج کی ایک چار خانہ دار میز کے گرد بیٹھتے تھے۔ اسی میز پر روپیہ گنا جاتا تھا۔

اولاً اس کے ارکان گشت محض مالی ضروریات کی وجہ سے لگاتے مگر بعد میں دادرسی کی ضروریات سے بھی گشت ہونے لگے۔ اور ججوں کے گشتی حلقے قائم ہو گئے لہ

رئیس خانقاہ کی حکومت

سنٹ اڈمنزبری کے رہنے والے تمام لوگ رئیس خانقاہ کے زیر علم تھے۔ کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو رئیس خانقاہ کے خزانے میں اپنا نذرانہ نہ داخل کرتا ہو۔ ان حدود کے اندر آب وخاک سب پر اسی کی حکومت تھی۔ اراضی عام پر مویشیوں کے چرانے کے لئے اہل قصبہ کو محصول دینا پڑتا تھا۔ دھوبی اگر اپنے کپڑے عارضیتاً دینے سے انکار کرتے تو خانقاہ کا داروغہ توشہ خانہ انہیں تالابوں پر کپڑے نہیں دھونے دیتا اور جہاں کہیں پاتا ان کے کپڑے ضبط کر لیتا۔ خانقاہ کے شارعین پر کسی قسم کا محصول نہیں لگایا جاتا تھا۔ دکانوں اور سوشی خانوں کے سامنے قانوناً خریداروں کو اس وقت تک انتظار کرنا پڑتا تھا۔ جب تک کہ رئیس خانقاہ کے ملازم اپنے پسند کی چیزیں نہ خرید لیں ان دقتوں کے تدارک کی کوئی صورت نہیں تھی۔ کیونکہ اہل قصبہ اگر مجلس قبا کی میں شکایت کرے تو مجلس کے وقت بھی رئیس خانقاہ کے عہدیدار موجود رہتے۔ اگر وہ الڈرمین سے فریاد کرتے تو وہ بھی رئیس خانقاہ کا نامزد کردہ

لہ انگلش جیل اول

13865

Marfat.com

ہوتا۔ اور اسے اپنے عہدہ کا نشان یعنی زنار رئیس خانقاہ ہی کے ہاتھوں سے ملتا تھا۔

ہمسایوں کی قسم سے فیصلہ

سنٹ اڈمنزبری میں اہل قصبہ کے اجتماع کا دستور بحال خود برقرار تھا۔ انصاف کا عملدرآمد اہل قصبہ کے روبرو ہوتا تھا۔ اور ملزم اپنے ہمسایوں کی قسم کی بنا پر بری یا سزایاب ہوتا تھا۔ لیکن قصبہ کے حدود کے باہر نارمن طریقہ نافذ تھا۔ اور دیہاتوں کے مشاجرے خانقاہ کے داروغہ توشہ خانہ کی عدالت میں مقدمات لاتے تھے ان کا فیصلہ طریقہ جنگ کے ماتحت ہوتا تھا۔ ایک بار اس جاگیردارانہ طریق انصاف کے مطابق ایک کسان "کٹل" کو پھانسی دی گئی اس کا جرم بظاہر ظاہر نہیں تھا۔ مگر ڈوئل کا نتیجہ اس کے خلاف ہوا۔ اور عین قصبہ کے دروازے کے روبرو اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ قصبہ کے لوگ کہنے لگے اگر کٹل قصبہ کے اندر کا رہنے والا ہوتا تو اپنے ہمسایوں کی قسم سے چھوٹ جاتا۔ کیونکہ یہ آزادانہ حق ہمیں حاصل ہے۔ راہبوں تک پر اس کا یہ اثر پڑا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے کاشتکار آزادی انصاف میں اہل قصبہ کے مساوی ہوں۔ قصبہ کے حق آزادی کو قصبہ کے باہر خانقاہ کے دیہاتی مقبوضات میں وسیع کر دیا گیا۔ کسان محصول خانے میں اپنے نام الڈرمین کی فہرست میں درج کراتے۔ اور حق شہریت کا نذرانہ ادا کرتے تھے

اندھیری کوٹھری میں مقروض کو بند کرنا

اس جاگیرشاہی زمانہ میں جاگیردار مالک مطلق

Marfat.com

تصور کیا جاتا تھا۔ جبراً چار دیواری اور اندھیری کوٹھری میں معترض کو بند کر دیتے تھے۔ اور اپنے پنجے میں مضبوطی کے ساتھ غریب کو کس لیتے تھے۔ شخصی آزادی کوئی چیز نہیں تھی۔ قید کے لئے کوئی مدت نہیں تھی۔ بلا جھجک بلا روک ٹوک بے انصافی کی جاتی تھی [۱]

معمولی سے جرم پر عمر بھر جیل

مطلق انصافی کا راج تھا۔ ذرا سی شکایت پر عمر بھر قید میں سڑنا پڑتا تھا۔ کوئی طاقت نہیں تھی جو رہائی دلا سکے [۲] زمین ہی بڑی دولت مانی جاتی تھی اور اس لئے زمیندار ہی سب کاموں میں قوم کے لیڈر ہوتے تھے۔ کاشتکار سے لگان نقد نہیں لیا جاتا تھا۔ انہیں اپنی زمین کے حصہ کے بدلے زمیندار کی کسی طرح سے خدمت کرنی پڑتی تھی۔

جاگیردار کی ذاتی کچہری ہوتی تھی

ہر ایک زمیندار کی ایک ذاتی کچہری ہوتی تھی۔ اور اس کی زمین کے سب کاشتکاروں کے معاملوں کا وہیں فیصلہ ہوتا تھا۔ کاشتکاروں پر اس زمینداری کچہری کا یہاں تک دباؤ ہوتا تھا کہ بغیر اس کی اجازت حاصل کئے کوئی کاشتکار اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادی بھی نہیں کر سکتا تھا [۳]

پادریوں کی عدالتیں

گیارھویں صدی میں تمام یورپ میں یہ لہر دوڑ گئی کہ چرچ اور ریاست میں کوئی تعلق نہیں

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا [۲] ایضاً [۳] تاریخ جدید انگلستان کپور

Marfat.com

ہونا چاہئے اور چرچ کا اہتمام بالکل جداگانہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ پادریوں نے اپنی عدالتیں بھی علیحدہ قائم کرلیں۔ اور ان عدالتوں کے علیحدہ علیحدہ قانون بھی بنوائے۔ پادریوں کو سزا چرچ ہی کی عدالتوں میں دی جاسکتی تھی۔ اور پوپ کے علاوہ وہ کسی کو اپنا حاکم نہیں مانتے تھے۔

ہنری دوئم

ہنری دوئم نے جو انتظامی کام شروع کئے تھے انہیں ہنری دوئم نے مکمل کیا تھا۔ انگلستان کے عدالتی قانون سازی کی ابتدا آسائزآت کلیرنڈن سے شروع ہوئی ہے جس کی غرض یہ تھی کہ ملک کے انتظام کے لئے قدیم انگریزی دستور کے مطابق حفاظتِ باہمی کے طریقے کو از سر نو جاری کرے۔ کوئی اجنبی شخص سوائے قصبے کے اور کہیں ٹھہر نہیں سکتا تھا اور وہاں بھی صرف ایک رات کے لئے۔ البتہ جب اس کے عمدہ چال چلن کی ضمانت دیجاتی تو اس حالت میں وہ زیادہ قیام کرسکتا تھا۔ اجنبیوں کی فہرست گشتی ججوں کے سامنے پیش کیجاتی تھیں۔ ان ادجرائم کی ان دفعات میں ہمیں پنچایتی فیصلے کے طریقے کی ابتدا نظر آتی ہے۔ جسے اکثر قدیم زمانہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ہر حلقے میں بارہ یا پندرہ قانونی اشخاص سے (جن کے ساتھ ہر قصبے سے اور چار چار شخص شامل کئے جاتے تھے) قسم لیجاتی تھی کہ وہ اپنے ضلع کے معلوم و مشہور مجرموں کو قانونی کارروائیوں کے لئے عدالت میں پیش کرینگے۔ اس طرح پنچ صرف گواہی نہیں ہوتے تھے بلکہ انہیں یہ حلف اٹھانا پڑتا تھا کہ وہ جانچنے کے لئے منصف کا کام دینگے۔ اور ہنری کی گرینڈ جیوری (مہا پنچایت) کے طریق کارروائی میں چلا آرہا ہے۔ جس کا ایک فرض یہ بھی

Marfat.com

ہوتا ہے کہ گواہوں کے اظہار لینے کے بعد مجرموں کو کارروائی کے لئے پیش کرے۔

ایڈورڈ نے انصاف کو سستا بنانے کے لئے ایک کونسل اعظم کی جگہ تین سرکاری عدالتیں قائم کیں۔

شاہی عدالت جس میں بادشاہ خود حصہ لیتا تھا۔ اور بڑے بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کے مقدمات پیش ہوتے تھے کیونکہ جاگیرداروں کے رعب سے چھوٹی عدالتیں ان کے مقدمات کی اچھی طرح سماعت نہیں کر سکتی تھیں۔

کورٹ آف کامن پلیز جیسے ہنری دوئم نے سرکل جج مقرر کئے تھے اسی طرح ایڈورڈ نے جسٹس آف پیس (محافظ امن) جو اپنے حلقہ میں دورہ لگاتے رہتے تھے۔ اس طرح انصاف سستا اور نزدیک رہنے لگا تھا۔

کورٹ ایکچیکر اس عدالت میں چھوٹی عدالتوں کے اپیل پیش ہوتے تھے اور معاملہ زمین کی تحصیل اس کے ذمہ تھی۔

گواہوں کی حیثیت پنچوں کی سی ایڈورڈ اول کے وقت جو گواہ کسی خاص واقعہ زیر بحث سے آگاہی رکھتے تھے وہ اس مقدمہ میں عام پنچوں کے ساتھ شامل کر لئے جاتے تھے۔ زمانہ مابعد میں ان دو قسم کے پنچوں میں فرق کر دیا گیا۔ موخر الذکر بلا کسی قسم کے عدالتی اختیار کے محض گواہ قرار دیے گئے۔ اور اول الذکر گواہی سے بالکل الگ جو کہ بیان کردہ شہادت کی بنا پر فیصلہ کرانے والے قرار پائے۔ اور اس طرح ان کی

Marfat.com

حیثیت قائم ہوگئی۔ جو اس زمانہ میں ہے۔ اس ضابطہ کے مطابق "حلفی صفائی" پیش کرنیکا قدیم ترین انگریزی دستور برطرف کر دیا گیا۔ حلفی صفائی کے دستور میں ملزم اپنے ہمسایوں اور عزیزوں کے حلف پر جرم سے بری ہو سکتا تھا۔ مگر ضابطہ کلیرنڈن نے اسے منسوخ کر دیا۔ اور آئندہ پچاس برس تک جہاں جیوری (گرینڈ جوری) کی تحقیقات کے بعد سوائے آرڈیل (طریقۂ ابتلا یا خدائی فیصلے) کے کوئی دوسری کارروائی نہیں ہو سکتی تھی۔ بے گناہی اس طرح ثابت کیجاتی تھی کہ ملزم ہاتھ میں گرم گرم لوہا اُٹھائے اور ہاتھ نہ جلے۔ یا پانی میں پھینک دیا جائے۔ اور ڈوب جائے۔ کیونکہ تیرتے رہنا جرم کا ثبوت سمجھا جاتا تھا۔

عجیب و غریب سزائیں

یہ دَور پادریوں کی من مانی کارروائیوں کے کرنیکا تھا۔ جو سزائیں پادری مذہبی باغیوں کو لندن میں دیتے تھے وہ انتہائی ذلت آمیز اور تکلیف دہ ہوتی تھیں۔ ان سزاؤں سے ملک کے مقتدر حضرات بھی نہیں بچ سکتے تھے۔

پادریوں کی سزائیں ذلت آمیز ہی نہیں بلکہ عجیب وغریب بھی ہوتی تھیں مجرموں کے ساتھ ان کی بیویوں کو بھی سزائیں دیجاتی تھیں۔

بددیانت ٹکسالی کی سزا ہاتھ کاٹنا

سنہ ۱۱۲۹ء میں کچھ لوگوں نے چاندی سونے کے سکوں میں کھوٹ ملا دیا تھا۔ اس سے سکوں کی قیمت کم ہوگئی تھی۔ خفیہ تحقیقات کرنے پر ٹکسال کے کئی کام کرنے والے مجرم قرار دئے گئے۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر ان ملزمان پر مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ بلکہ تعجب کی بات یہ ہوئی کہ انکو

Marfat.com

بشپ آف سالس بری سے دعوت نامے موصول ہوئے۔ اور ان کو بڑے دن پر ونچسٹر ہال کی دعوت دیگئی اور بڑا اعزاز بخشا گیا۔ لیکن جب وہ وہاں پہنچے تو معاملہ برعکس نظر آیا۔

ان کے آتے پران کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے۔ اور کچھ عرصے بعد ان کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ اور ان کو بتایا گیا کہ لوگوں کے پاس سونے کے سکے موجود ہونے کے باوجود وہ اس کو استعمال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ تم نے اس میں کھوٹ ملایا ہے۔ اور تباہی مچائی ہے۔ اس لئے یہ سزا دیگئی ہے۔

شراب میں پانی ملانے والے کی دلچسپ تشہیر

جو دکان دار کم تولتے تھے

یا ملاوٹ کرتے تھے ان کی بُری گت بنائی جاتی تھی۔ ایک ذرمتی واٹرز نامی نے شراب میں پانی ملانے کے جرم کا ارتکاب کیا۔ تو اس کو یہ سزا دیگئی کہ شراب کے بڑے اور گول شراب کے پیپے کا ڈھکنا اور تلا نکال کر انہیں پہنا دیا گیا جس سے وہ چل پھر سکتے تھے اور ان کی شکل دکھائی دیتی تھی۔ اس شکل میں انکو تین یا سات دن یا اس سے زیادہ دنوں تک بازار میں پھرایا جاتا اور یوں ذلت کے ساتھ تشہیر کرائی جاتی تھی۔ اور خاص طور پر ان بازاروں میں یہ گشت لگتا تھا۔ جہاں مجرم شراب والے کی دکان ہوتی تھی۔

مجرم کے آگے طبلچی ڈھول بجاتا جاتا تھا۔ تاکہ بے خبر وانجان لوگ واقف ہوجائیں اور ان کے جرم کی خوب شہرت ہو جائے [1]

---

[1] لندن لائف

Marfat.com

Marfat.com

شراب میں پانی ملاکر فروخت کرنے کی سزا
شراب کے پیپے کا قلعہ توڑ کر پیپے میں مجرم کو پھنسا دیا گیا ہے - آگے آگے ڈھنڈورچی
جرم کی تشہیر کرتا جا رہا ہے -

Marfat.com

کم وزن روٹی بیچنے کی سزا

نانبائی اگر وزن سے کم روٹیاں بیچتا تھا تو اس کو یہ سزا دی جاتی تھی کہ اسکی دکان کے سامنے اس کو کھڑا کر کے انہیں روٹیوں کو اس کی گردن میں باندھ دیا جاتا تھا۔ اور گلے میں سائن بورڈ لکھ کر آویزاں کر دیتے تھے تاکہ گاہک اور راہ گیر اس کے جرم سے آگاہ ہو جائیں۔ اس کے ساتھ اعلانچی بھی کھڑے ہو کر لعن طعن کرتا تھا اور دغاباز اور جعلساز کے خطابات دیتے تھے۔

کانوں میں کیلیں ڈالکر کیواڑوں میں ٹھوکنا

اکثر اوقات ایسے مجرموں کے کانوں میں کیلیں گذار کر دروازوں میں ٹھوک دی جاتی تھیں تاکہ وہ اپنا چہرہ گھٹنوں میں نہ چھپا سکیں۔ اس دور میں امیروں کو بھی کافی سخت سزائیں دیجاتی تھیں مثلاً ان کو ببول پر سلایا جاتا تھا۔ اور ہمینل فقیروں کے آگے گڑگڑانے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

مجرموں کو زہریلے جانوروں میں چھوڑنا

ڈاکٹر کفوس برلے ہم" نے سرانگول برے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ اس نواب نے اپنے ایک دامن بردار ملازم اور بیوی کو قتل کر دیا تھا جس کی سزا اس کو یہ دیجگی کہ وہ ایک بڑی خانقاہ بنوائے جس کے اندر بھول بھلیاں نما گول راستے ہوں۔ اور باوریوں اور نوکروں کے رہنے اور کھانے کا انتظام ہو ان کی موجودگی میں نگرانی میں نواب کو رکھا جائے۔ اور اس صورت میں اس کو نہانے دھونے اور شراب پینے کی قطعاً اجازت نہیں

Marfat.com

دی جائے۔ اور جنگل پھل کھلائے جائیں۔ نیز زہریلے جانوروں میں اس کو چھوڑا جائے۔ اور کوڑے لگاکر ڈرایا جائے [1]

سرکل جج

سٹیفن اور مٹیلڈا کے زمانہ میں جاگیرداروں اور گرجے کے پادریوں کو اپنی نج کی عدالتیں قائم کرنے کا موقعہ مل گیا۔ مگر یہ لوگ رعایا کو بہت تنگ اور پریشان کرتے تھے۔ رشوت خوری کا بازار گرم تھا۔ اور لوگوں کو انصاف کرانے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑتی تھیں۔ ہنری دوم نے ان خرابیوں کو دُور کرکے جاگیرداروں کی عدالتوں کو ختم کردیا۔ اور سرکل جج مقرر کئے جو اپنے حلقہ میں سال میں تین دفعہ چکر لگاتے تھے۔ اس حلقے کے ذیلداروں اور نمبرداروں کا فرض تھا کہ مقامی حالات کو ان سرکاری ججوں کے سامنے رکھیں اس طرح ملک کے ہر کونے میں انصاف سستا ہونے لگا۔

اسائز آف جیوری

ہنری دوم نے شاہی فرمان جاری کرکے ہر ایک بڑے گاؤں اور قصبے میں وہاں کے سربرآوردہ اشخاص کی ایک پنچایت قائم کی۔ جس کے ذمے وہاں کے چھوٹے چھوٹے مقدمات کی سماعت تھی۔ ان پنچایتوں میں حصہ لینے سے لوگوں کو سرکاری معاملات سے واقفیت ہوگئی اور لوگ سیاسی معاملات میں دلچسپی لینے لگے۔

آگ پانی کا حلف

ان دنوں چکا نیکا طریقہ یہ تھا کہ لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھتے یا اس کا ہاتھ کھولتے ہوئے پانی میں ڈلواتے۔ اگر اس کا ہاتھ جل جاتا تو وہ قصوروار ٹھہرتا اور اس کو سزا دی جاتی۔

---

[1] لندن لائف

Marfat.com

کشتی کا حلف

دیوانی مقدمات فریقین کی کشتی کرانے سے طے ہوتے تھے۔ جو مر جاتا وہ گنہگار سمجھا جاتا تھا۔ اور خیال کیا جاتا تھا کہ اسے خدا کی طرف سے سزا ملی ہے۔ اس طریقہ کو ہنری نے بند کیا اور پنچایتوں کو فیصلے کے لئے مقرر کیا جو زمین اصلی مالک کو دلوانی تھی کشتی نہیں کراتی تھی۔ کشتی کرانے میں کمزور ہمیشہ نقصان میں رہتا تھا۔

اختیارات عدالت کلیسا اور بادشاہ

۱۱۶۴ء میں ہنری دوئم نے دستور کلیرینڈن مرتب کیا جس کا بیشتر حصہ فاتح کے طریقہ و مرضی پر مبنی تھا۔ اسقف اور رئیس خانقاہ کا انتخاب شاہی عہدیداروں کے سامنے شاہی معبد میں اور بادشاہ کی منظوری سے ہونا قرار پاتا تھا۔ منتخب شدہ مقتدائے اعظم پر یہ شرط عائد کی گئی تھی۔ کہ اپنے منصب پر فائز ہونے سے قبل وہ اپنی جاگیر کے لئے بادشاہ کی وفاداری اور بادشاہ کی جانب سے اس آراضی پر ایک بیرل کی حیثیت سے قابض رہے۔ اور محصول شاہی اور دربار کی حاضری وغیرہ جملہ جاگیر دارانہ امور کی پابندی کا حلف اٹھائے۔ کوئی اسقف بلا شاہی اجازت کے ملک سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ نہ کوئی بڑا مستاجر یا شاہی ملازم بغیر بادشاہ کی مرضی کے خارج الملت کیا جا سکتا تھا۔ نہ اس کی زمین فتوے تعطیل کے ماتحت آسکتی تھی۔ اس ضابطہ میں جزئی بات تھی وہ کلیسا کے عدالتی اختیارات سے تعلق رکھتی تھی۔ جب کبھی پادری اور عام شخص کے درمیان کسی مقدمہ میں یہ امر بحث طلب ہو کہ یہ مقدمہ کلیسا کی عدالت سے تعلق رکھتا ہے یا شاہی عدالت سے

Marfat.com

تو اس کا تصفیہ بادشاہ کی عدالت سے ہوگا۔ اسقف کی عدالت کو اپنے حدود اختیارات کے اندر رکھنے کے لئے تمام مذہبی کارروائیوں میں ایک شاہی افسر موجود رہے گا۔ اور عدالت کلیسا میں جو پادری ایک بار مجرم ثابت ہو جائے گا فوراً ملکی عدالت کے حدود اراضی میں آ جائے گا۔ اگر انصاف میں کوئی نقص رہیگا تو اس صورت میں اسقف اعظم کی عدالت کا مرافعہ بادشاہ کی عدالت میں ہو سکے گا مگر بلا بادشاہ کی مرضی کے پوپ کی عدالت میں کوئی مرافعہ (اپیل) نہ جا سکے گا۔ جہاں تک اشخاص کا تعلق تھا۔ کلیسا اور صحن کلیسا کا امتیاز تقدس قائم رکھا گیا تھا۔ مگر املاک واشیار کے بارے میں یہ امتیاز منسوخ کر دیا گیا۔

مقتدائے اعظم نے پہلے قوانین کی منظوری سے صاف انکار کیا مگر آخر کار اسے منظور کرنا پڑا لیکن عذر کرنے کے بعد اس نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے اس پر وحشتناک غیظ وغضب کا اظہار کیا۔ جس سے مقتدائے اعظم کو لوگوں کی اخلاقی تائید اور ہمدردی حاصل ہوگئی۔ اس پر نہایت تکلیف دہ الزامات لگائے گئے۔ اور چند ماہ بعد مجلس کھمیپٹن میں لوگ یہ کہنے لگے تھے کہ ان کی جان خطرے میں ہے۔ اور سب نے اصرار کیا کہ اطاعت شاہی قبول کر لیں۔ مگر خوف وخطر کا مقابلہ کرنے کے لئے اس شخص کی ہمت نہایت عروج پر پہنچ گئی۔ اس نے گردن جھکانا موت کے مترادف سمجھا۔ وہ اپنے عہدۂ جلیلہ کی صلیب ہاتھ میں لیکر شاہی عدالت میں گیا۔ امراء کو ڈانٹا کہ خبردار مجھ پر کوئی الزام نہ لگانا۔ اور پوپ سے مرافعہ کیا۔ جب وہ واپس ہوا تو اس کے پیچھے "غدار غدار" کا شور بلند رہا۔ اس شور پر اسقف اعظم نے پلٹ کر سختی کے

Marfat.com

ساتھ جواب دیا۔ کہ اگر میں نائٹ ہوتا تو میری تلوار اس طعن کا جواب دیتی۔

رات کو اسقف اعظم روپوش ہو کر مفرور ہو گیا۔ اسقف اعظم کے عزیز واقربا کو انگلستان سے خارج کرنے میں ہنری نے بڑی بڑی ذلیل حرکتیں کیں۔ اور انہیں بہت بُری طرح ستایا۔ مگر اسقف اعظم کے عزم میں ان چیزوں نے کسی قسم کا تزلزل پیدا نہیں ہونے دیا۔

اسقف اعظم کا وحشیانہ قتل

آخر بادشاہ کو مجبور ہونا پڑا۔ اس نے اسقف اعظم کو واپسی کی اجازت دی۔ لیکن یہ صلح دیرپا ثابت نہیں ہوئی۔ بادشاہ کے دربار سے چار نائٹ اپنے آقا کے پرجوش ہیجان غضب سے برانگیختہ ہو کر سمندر سے پار آئے۔ اور پھر اسقف اعظم کے محل میں گھس گئے۔ ٹامس کے محرر اسے جلد گرجا میں لے گئے۔ وہ بغلی کمرے میں پہنچکر گیٹ کے کمرے میں جانے کے لئے زینے پر قدم رکھنا ہی چاہتا تھا۔ کہ اس کا پیچھا کرنے والے حجرے کی طرف سے آ گئے۔ تیرہ گون گرجا کی دھندلی روشنی میں ریجنالڈ فرزمس نے چلا کر کہا۔ کہاں ہے غدار ٹامس بکٹ۔ ان الفاظ کے بعد مقتدائے اعظم استقلال کے ساتھ مڑا۔ اور کہا میں یہاں ہوں۔ غدار نہیں بلکہ خدا کا ایک قسیس۔ اور ایک ستون سے پیٹھ لگا کر اپنے دشمنوں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ فرزمس نے چلا کر کہا تم ہمارے قیدی ہو۔ اور چاروں نائٹ بڑھے کہ اسے گرجا سے کھینچ لائیں۔ کہ اسقف اعظم نے کہا کہ ریجنالڈ مجھے ہاتھ نہ لگانا۔ اگرچہ تو ایک دیوث ہے۔ مگر پھر بھی تجھ پر میری اطاعت واجب ہے اور یہ کہکر اس نے زور سے جھٹک دیا۔ فرزمس نے اس کے جواب میں مار و مار کا

Marfat.com

شور مچایا۔ اور پیہم ضربوں سے ٹامس کو زمین پر گرادیا۔ زیلعت ڈی براک ایک مخلوم شاہی نے تلوار کی ضرب سے اسقف اعظم کے بھیجے کو پاش پاش کر دیا۔

اس وحشیانہ قتل نے عام ممالک عیسوی میں ایک تہلکہ مچادیا تھا۔ ہنری کو خوف تہا کہ اس خونریزی کے انتقام میں وہ خارج الملت کردیا جائیگا۔ مگر پوپ کی فوری اطاعت اختیار کرنے سے وہ بچ گیا۔ دستور کلیرنڈن کے عدالتی قواعد بظاہر منسوخ کردئے گئے۔ اور جماعت اساقفہ اور خانقاہوں کی آزادی پھر بحال کردی گئی۔ [1]

بادشاہ ہنری کو کوڑے کی سزا

اور ہنری نے سب سے پہلے انگلستان میں قدم رکھتے ہی یہ کام کیا کہ اسقف اعظم کے مزار پر سربسجود ہوا۔ اور اپنے گناہ کے کفارے میں علی الاعلان اپنے آپ کو کوڑوں سے پٹوایا اور توبہ کی۔

بادشاہ کے قاتل کی کھال اُتارنا

حصار کے چوتھے روز بادشاہ رچرڈ اول ۱۱۹۹ء گھوڑے پر سوار تہا کہ ناگاہ ایک تیر انداز مرٹریم ڈی گورڈون نامی نے قلعہ میں سے تاک کر ایک تیر مارا۔ جراح کی نادانی سے زخم سڑ گیا اور علامات مرگ نمودار ہونا شروع ہوگئے۔ تو رچرڈ نے ایک وصیت نامہ لکھا اور تیر انداز کو اپنے روبرو طلب کیا۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ میں نے تجھ کو کیا تکلیف دی تہی جس کے بدلہ میں تو نے میرے یہ تیر مارا۔ تیر انداز نے جواب دیکہ تو نے اپنے ہاتھ سے

---

[1] ہسٹری انگلش پیپل

Marfat.com

میرے باپ اور میرے دو بھائیوں کی گردن اڑائی تھی۔ اور تو مجھ کو پھانسی دینے کا خیال رکھتا تھا۔ اس لئے میں نے انتقاماً ایسا کیا۔ میں تیرے قبضہ میں ہوں جیسا میرے ساتھ چاہے سلوک کر۔ رچرڈ جواب سنکر متعجب ہوا۔ اور حکم دیا کہ اس تیرانداز کو ایک سو شلنگ دیکر رہا کردو۔ لیکن جنرل مارگیڈہی نے اس کو رہا نہیں کیا بلکہ اس کی کھال اتروا کر پھانسی دلوائی۔

اظہارِ وفاداری پر داڑھی نوچنا

جان بادشاہ متوفی ۱۲۱۶ء باطنی طور پر انگریزوں کے بدترین خصائل کا مجموعہ تھا۔ اس کی نخوت، خود غرضی، بے لگام ہوا و ہوس، ظلم و ستم، بے حیائی و وہم پرستی، عزت و صداقت کی طرف سے بے حسی یہ تمام معائب اس کے اندر جمع تھے۔ اس کے لڑکپن کا ذکر ہے کہ جب آئرلینڈ کے سردار اسے اپنا آقا سمجھ کر اظہار وفاداری کے لئے آئے تو اس نے ایک عجیب وحشیانہ حرکت کی کہ ان کی داڑھیاں نوچ لیں۔ اس کی ناشکرگذاری اور دغابازی کے غم میں اس کا باپ ہلاک ہوگیا۔ اپنے بھائی کے حق میں وہ بدترین غدار ثابت ہوا۔ تمام ممالک عیسوی کو یقین تھا کہ اس نے اپنے بھتیجے آرتھر آف برٹنی کو مروا دیا تھا۔ اس نے ایک بیوی کو چھوڑا۔ اور دوسری سے بھی وفا نہیں کی۔

بڈھوں کو جست کے ٹوپوں سے کچلنا

وہ سزائیں دینے میں طرح طرح کے ظلم و ستم ایجاد کرتا تھا۔ چونکہ بڈھوں کا مارڈالنا تھا۔ بڈھوں کے سروں پر جست کے ٹوپ رکھ رکھ کر انہیں کچل ڈالتا۔ اس کا دربار ایک حرامکاری کا اڈہ اور عورتوں کی آماجگاہ تھی۔ جہاں

Marfat.com

کوئی عورت شاہی ہوس پرستی سے محفوظ نہیں تھی۔ اس پر طرہ یہ کہ بے غیرتی کی وجہ سے وہ اس امر کو پسند کرتا تھا کہ اس کے ستم رسیدوں کی شرمناک خبریں اچھی طرح شائع ہوں وہ جس قدر بدکاریوں میں دلیر تھا اسی قدر توہمات کے معاملہ میں بودا تھا۔ کسی سفر میں جاتے وقت جبتک سگون نہ ڈال لیتا حرکت نہیں کرتا تھا۔

۱۲۰۵ء میں اسقف اعظم کے انتخاب کے سلسلے میں فتوی تعطل کے صدر پر جان بادشاہ نے ان پادریوں کو جنہوں نے اس پر عمل کیا تھا ان کی زمینیں ضبط کرلیں۔ اور باوجود ان کے خاص حقوق کے انہیں شاہی عدالتوں کے تابع کیا۔ اور ان پر جو زیادتیاں ہوتی تھیں۔ ان کی کوئی داد و فریاد نہیں سنی جاتی تھی۔ ایک بار جب ویلز کے ایک شخص نے کسی قسیس کو مار ڈالا اور وہ جان کے روبرو لایا گیا۔ تو جان نے حکم دیا کہ اس کو چھوڑ دو اس نے میرے دشمن کو مارا ہے۔ ایک برس کا زمانہ اسی طرح گذر گیا۔ یہاں تک کہ پوپ نے جان کو خارج از ملت کرنے کی مزید کارروائی کی۔ جان اب ضابطہ کلیسا کی حدود سے خارج ہو گیا تھا۔ مگر اس نے اس کا خود دلیری سے مقابلہ کیا۔ اساقفہ میں پانچ اسقف سمندر پار بھاگ گئے بددلی اندر ہی اندر ہر طرف پھیلتی جاتی تھی۔ نارویچ کے ایک آرچ ڈیکن نے اسکی خدمت انجام دینے سے انکار کیا۔ تو اس کو توپ کے نیچے دبا کر مار ڈالا گیا[1]

بلا مقدمہ چلائے قید خانہ بھیجنا

ان ظلموں کے خلاف اس دور کے زمینداروں نے کنٹربری کے

---

[1] ہسٹری آف انگلش پیپل

Marfat.com

بڑے پادری اسٹیفن لینگٹن کو اپنا لیڈر بنایا اور ان ظلموں کی مخالفت میں ایک متنفر فضا پیدا کی جس سے مجبور ہو کر آخر جون کو ایک فرمان منظور کرنا پڑا۔ جو تاریخ میں "فرمانِ آزادی" میگنا کارٹا کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی رو سے انگلینڈ میں قانونی حکومت کا آغاز ہوا۔ اس کی خاص دفعات یہ تھیں کہ بغیر شاہی مجلس کی منظوری کے کسی قسم کا ٹیکس ملک پر نہ لگایا جائے۔ اور باقاعدہ عدالتی فیصلے ہوئے بغیر کسی شخص کو قید خانہ میں نہ بھیجا جائے۔

"بادشاہ جان کے ان ہی ظلموں کے طفیل اس کے مرنے کے بعد اس کے ہمعصروں کی یہ رائے تھی :-

"دوزخ اگرچہ ناپاک ہے مگر جان کے ناپاک تر وجود سے اور بھی ناپاک ہو جائے گی"۔

سنہ ۱۲۱۶ء میں جان کی وفات کے بعد اس کا لڑکا ہنری سوم تخت نشین ہوا۔ اعضا کاٹنے کی سزا اس کے عہد سلطنت تک رہی۔ چنانچہ حکومت کے باغیوں کو یہی سزا دی جاتی تھی۔

اصلاحاتِ عدالت

اس زمانے کا میلان تھا کہ سابقہ صدی میں جو جدید تر اصول قائم ہو چکے تھے۔ انہیں عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ ایڈورڈ ۱۲۷۲ء کا خیال تھا کہ ہنری دوم نے جن خیالات و اصلاحات کی بنیاد ڈالی تھی۔ انہیں مکمل کرے۔ دیوانی کے اختیارات کی سب سے زیادہ اہم عدالت، عدالتِ شیرف یعنی صوبہ کی عدالت تھی عدالت کی وسعت اختیارات اور شیرف کا ایک شاہی افسر ہونا۔ ہر طرح

Marfat.com

بحال خود برقرار رہا۔ مگر اصلی عدالتیں یعنے کنگس بنچ (عدالت شاہی) عدالت خزانہ اور عدالتِ عامہ جو زمان اعظم کے بعد شاہی عدالت سے منقسم ہو کر بنی تھیں انہیں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ جج مقرر ہوئے۔

عدالت نصفت شعاری

اس سے زیادہ اہم کام یہ ہوا کہ قانون عامہ کے پہلو بہ پہلو ایک عدالت نصفت شعاری قائم کی گئی نصفت شعاری نے اپنی شعاری کی اصلاح میں قدیم شاہی عدالت کو جو اس وقت تک عدالت مرافعہ کا کام کرتی رہی تھی اس طرح منقسم کر دیا کہ خالص قانونی ججوں کو مشیروں کے عام گروہ سے علیحدہ کر دیا۔ مجلس شوریٰ سے اس طرح علیحدہ ہو کر ان ججوں نے شاہی عدالت کا نام اور اس کے معمولی فرائض برقرار رکھے۔ اور جن مقدمات میں وہ انصاف نہیں کر سکتے تھے وہ خاص شاہی مجلس شوریٰ کے ملاحظہ کے لئے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ بادشاہ سے مجلس شوریٰ کے اس آخری اختیار میں ایڈورڈ نے وسیع ترقی پیدا کی۔ اس کی مجلس وزرار یعنی اعلیٰ مستقل عمال اور تاج کے قانونی عہدہ داروں نے پہلے بار اپنے عدالتی منصب کے لحاظ سے ان تمام مظالم کی اصلاح اپنے لئے محفوظ کی۔ جن کا فیصلہ ماتحت عدالتیں اپنی کمزوری یا سداری یا رشوت خواری کی وجہ سے نہ کر سکتی ہوں۔ اور خاص کر زیادہ طاقتور بیرنوں کے خلاف قانونی فسادات کی اصلاح کو انہوں نے اپنے ہاتھ میں رکھی۔ کیونکہ یہ لوگ عام ججوں کے اختیارات کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ پارلیمنٹ نے اسے اقلیت کی نظر سے دیکھا۔ مگر آنے والی دو صدیوں تک مجلس کا اختیار بظاہر مستعدی کے ساتھ عمل میں آتا رہا۔

Marfat.com

بادشاہ کا یہ بھی فرض تھا کہ جہاں اسکی عدالتیں انصاف سے قاصر ہیں وہ فوراً اس کا تدارک کرے۔ اس کا نتیجہ چانسلر (صاحبِ دیوان) کے اختیار کی صورت میں ظاہر ہوا۔ سلطنت کا یہ اعلیٰ عہدہ دار غالباً ابتداً امیر مجلس کے فرائض عمل انجام دینے کے وقت اس کا عدہ ہوا کرتا تھا۔ مگر بہت ہی اوائل زمانہ میں اس نے خود اسی نوعیت کے آزادانہ اختیارات عدالت حاصل کر لئے تھے۔ اگر ہم عدالت جنیری کے آغاز کو یاد کریں تو ہماری سمجھ میں آجائے گا کہ کس طرح آہستہ آہستہ اس عدالت نے اپنے موجودہ اختیارات حاصل کئے۔

عدالتِ جنیری

رعایا کی تمام شکایات خاص کر سرکاری عمال اور طاقتیہ طالموں کی بداعمالیوں کے متعلق جس طرح مجلس شاہی کے روبرو پیش ہوتے تھے اسی طرح عدالت جنیری کے بھی روبرو پیش ہونے تھے۔ اور ان میں نابالغوں کی ولایت، جہیز یا اونگا گذارہ کرایہ، اور عشر کے مقدمات بھی شامل ہو گئے تھے۔ اس نصفت شعاری کا اختیار عام قانون کی ناقص کیفیت اور اس کے اصلاحی اور غیر قابل عمل قواعد کی وجہ سے پیدا ہوا۔ جس طرح مجلس شاہی ان حالات کا تدارک کیا کرتی تھی جہاں خود قانون ناانصافی بنایا تھا۔ اسی طرح عدالتِ جنیری بلالحاظ عام عدالتی ضوابط کے کسی فریق کی درخواست پر ان شکایات میں مداخلت کرتی تھی جن کا مناسب علاج قانون نے تجویز نہیں کیا تھا۔ چانسلر (صاحب دیوان) اختیارات کی مناسب توسیع نے اسے اس قابل کر دیا کہ دغا فریب، حادثات اور بدعہدی کا تدارک کر سکے۔ اور اس کے اختیارات کا یہ حصہ بعد کے زمانے میں مذہبی مجالس کے

Marfat.com

قانون اراضی کے اثر سے بہت زیادہ بڑھ گیا۔ اور چانسلر کے جداگانہ اختیارات کے اول عملدرآمد کی ابتدائی تاریخ کچھ بھی ہو۔ مگر وہ ایڈورڈ اول کے زمانہ میں پوری طرح قائم ہو چکے تھے۔

وضع قوانین

اپنے عدالتی اصلاحات کی طرح وضع قوانین ہی ایڈورڈ نے اپنے اُصولوں میں تجدید استواری پیدا کی جنہیں ہنری ثانی عملی صورت میں لا چکا تھا۔ اس کے صاف وقطعی قوانین سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کلیسا کے آزادانہ اختیارات عدالت کو محدود کرنے میں ہنری دوئم کی کارروائی کو مکمل کرنے کا عزم کر چکا ہے۔ اس سے پادریوں میں سخت آزردگی پیدا ہوئی۔ مگر ایڈورڈ اپنے ارادے میں مستقل رہا۔ اور جب اساقفہ نے یہ تجویز کی کہ اوقاف کے مقدمات یا جن امور کا اثر کلیسا کی اشیاء پر پڑتا ہو۔ ان میں دخل دہی سے شاہی عدالتیں روک دی جائیں تو اس نے ان کی تجاویز پر فوری ممانعت جاری کر دی۔ قرضہ تجار کے متعلق اس کے فکر کا اظہار "قانون تاجران" سے ہوتا ہے۔ اس قانون میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ تاجروں کے قرضوں کی رجسٹری کی جائے اور ان کے وصول کرنے کے لئے قرضداروں کا اسباب قرق کر لیا جائے۔ اور انہیں قید کیا جائے۔

نظم کے اجرا کے لئے ایڈورڈ کے کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ قانون ونچسٹر ہے۔ اس قانون نے قومی پولس اور قومی محافظت کے قدیمی انتظامات کو دوبارہ زندہ کیا اور انہیں از سر نو ترتیب دیا۔ اس قانون میں مختلف ہیں کارروائی حفاظت ونگراں کے فرائض کی تفصیل تھی۔ ہر ضلع اپنے اندرون حدود کے

Marfat.com

جرائم کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ رات ہوتے ہی قصبے کے دروازے کا بند ہو جانا لازمی تھا۔ اور تمام اجنبیوں کا فرض تھا کہ باطمینان شہر کے روبرو اپنی کیفیت پیش کرے۔ مسافروں کو قزاقی کے ناگہانی حملے سے محفوظ رکھنے کے لئے عام شاہراہوں کے دونوں جانب دو دو فٹ تک تمام جھاڑیاں صاف کر دی گئی تھیں۔

شائر ضلع کے نائٹ کی عدالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ اگر فرق ہوا تھا تو صرف اتنا کہ بادشاہ کی جگہ بادشاہ کے نائٹ نے لے لی تھی۔ جب نارمن قانون نے اسقف کو ہٹا کر چار تفتیش کنندوں کو شریف کے ساتھ شامل کر دیا تھا۔ شریف جب اپنے وردی پوش خدام کے حلقے کے اندر بادشاہ کے احکام پڑھ کر سُناتا تھا۔ اس کے مطالبہ امداد کا اعلان کرتا تھا۔ مجرمین اور مقامی پنچوں کی تحقیقات اس کے سامنے پیش ہوتی تھی۔ یا وہ ان لوگوں کے دیوانی و فوجداری مرافعات (اپیلیں) سُنتا تھا جن میں عدالت حلقہ کے فیصلے سے شکایت ہوتی تھی تو اس وقت اس کے گرد کے مجمع میں مقامی نائٹ، عوام اور صوبہ کے کاشتکار سب کے نائم مقام موجود ہوتے تھے۔ یہ عدالت صوبہ میں شریف حمید سے درجے کے ممبروں کو مجلس عامی کی شرکت کے لئے قانوناً طلب کر سکتا تھا۔ اور اسی مجلس کے عملی نظام میں تاج کو اس مشکل کا حل مل گیا۔ جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا۔ کیونکہ اصول نیابت جس سے بالآخر یہ مشکل حل ہوئی خود عدالت شائر کے ساتھ لازم و ملزوم کا حکم رکھتا تھا۔ دیوانی و فوجداری کے مقدمات میں شریف بارہ حلیفوں سے رائے لیتا تھا۔ یہ لوگ اگرچہ خاص اس غرض کے لئے متعین نہیں ہوتے تھے مگر عملاً وہ صوبے کی رائے کا اظہار کرتے تھے۔ ہر حلقے سے

Marfat.com

بارہ بارہ حلیف نائب ہو کر آتے تھے۔ یہی لوگ جوار (صاحبِ حلیف) کہلاتے تھے۔ انہیں کے توسط سے ضلع کے پیشکش عہدہ داران شاہی کو دیئے جاتے تھے۔ اور عام محصول میں ضلع کے حصہ کا تعین انہیں سے طے پاتا تھا۔ اس مجمع کے حواشی پر اہلِ زراعت جمع ہوتے تھے۔ یہ لوگ پانچ پانچ کی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں منقسم ہو جاتے تھے۔ جن میں سے ایک سرپنچ اور چار اس کے معاون ہوتے تھے [۱]

دینی اخوت کے حامیوں پر بے پناہ مظالم

دینی اخوت کے حامی پر مظالم

کے زائرین کی حفاظت کے نیک ارادوں والے ٹیمپلرز پر ۱۳۹۱ء میں فلپ شاہ فرانس کی حسد کی وجہ سے انفرادی طور پر مقدمے چلائے گئے۔ ان مقدمات کا سلسلہ صرف فرانس تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ انگلستان، جرمنی، اسپانیہ اور پرتگال میں بھی اس دینی جماعت کے افراد کو مقدمات کے شکنجے میں کسا گیا۔ ہر جگہ الزامات کی نوعیت اور سزا کا طریقہ ایک تھا۔ ایک ہی الزام لگایا جاتا۔ بے دینی بدعتی اور بداخلاق قرار دیا جاتا۔ لمبی لمبی مدتوں کے لئے جیل میں مصیبتوں کا شکار بنایا جاتا۔ اور موت کی سزا دینے کے لئے آگ کی نظر کرتے تھے۔

انگلستان کے بادشاہ ایڈورڈ نے بھی اس دینی اخوت کے ارکان کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ٹیمپلرز نے اپنی معقولیت کا ثبوت پیش کیا لیکن انہیں بہت زیادہ اذیت دی گئی۔ بادشاہ کو اختیار دیا گیا کہ وہ ان کی جائداد و مال ضبط کر سکتے

[۱] ہسٹری انگلش پیپل

پاپا کے فتوے کے بعد شاہ فرانس نے ان کی جائدادوں پر قبضہ کر لیا۔

اس زمانے میں جاگیرداری پورے زوروں پر تھی۔ ہر جاگیردار کی اپنی عدالت ہوتی تھی۔ بادشاہ کی بھی عدالت ہوتی تھی۔ ان میں سے ہر عدالت کا احاطہ اقتدار محدود تھا۔ لیکن احتساب کے لئے کوئی حد بندی نہیں تھی۔ محتسب کو اختیار حاصل تھا کہ وہ جہاں اور جب چاہے ہر فرد کا مقدمہ سن سکتا تھا۔ غیر دینی عدالتوں میں ملزموں کے درجے کے مطابق مقدموں کی سماعت ہوتی تھی۔

تکلیفیں پہنچانیوالی مشین

انگلستان میں ٹمپلرز کو اذیت پہنچانے کے لئے یورپ سے خاص قسم کی مشینیں منگوائی گئی تھیں۔ ایک مورخ کے الفاظ میں مسیحی دنیا کے کسی گوشہ میں بھی کسی ٹمپلرز نے اذیت پہنچے بغیر کسی قسم کا اعتراف نہیں کیا۔

ملزم کو صفائی دینے پر اذیت پہنچانا

ان مقدموں میں صفائی کا موقعہ نہیں دیا جاتا تھا۔

جب ملزم اپنے بے گناہ ہونے کا ثبوت دیتا تو اسے جسمانی اذیت دیجاتی۔ ان ملزموں کی طرف سے صفائی پیش کرنے والوں پر بھی بے دینی کا الزام لگا دیا جاتا تھا۔

ملزم کو بیان بدلنے کی سزا آگ میں جلانا

ملزموں کے لئے قانونی حمایت کا دروازہ بند تھا۔ اگر کوئی ملزم عدالت میں اپنے بیان کو بدلنے کی کوشش کرتا تو اسے زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ بدبخت ملزم شکستہ دل ہو جاتا تھا اس کے جسم کو کمزور کر دیا جاتا۔ جس عدالت نے ٹمپلرزوں کے خلاف فیصلہ دیا تھا وہ

Marfat.com

ایک بہت بڑی مشین تھی۔ ایک ایسی مشین جو معصوم کو مجرم بنانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔

چوری کی سزا آنکھ نکالنا

اس دور میں چوری کی سزا آنکھ نکالنا اور ہاتھ کاٹنا تھی۔ ایڈورڈ نے قید اور جرمانہ کے طریقے کو زیادہ رائج کیا۔ جس میں جرمانہ وصول کرنے والے بھی اپنا حصہ جرمانے سے وصول کرتے تھے[1]

انگریزی قصبوں کا طریقۂ عدل

انگریزی قصبے اولاً محض قریے یا چند قریوں کا مجموعہ تھے۔ ان کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ وہاں تجارت یا حفاظت باہمی کی غرض سے اور جگہ کی مناسبت سے لوگوں کی زیادتی سے گنجان آبادی ہوگئی تھی۔ قصبہ کی عدالت و حکومت اس کے مالک کے ہاتھ میں تھی۔ وہی اس کے لئے گماشتے مقرر کرتا۔ اپنے متاجرین سے جرمانے اور ضبطیاں، اوران کے میلوں اور بازاروں میں بیوپاریوں سے محصول وصول کرتا تھا۔ جس طرح ازروئے رواج مالک کے حقوق متعین تھے۔ اسی سختی کے ساتھ اہل قصبہ کے حقوق متعین تھے۔ بلاوجہ گرفتاری سے ان کی ذات وجائداد محفوظ تھیں۔ وہ ہر قسم کے الزام کے لئے عدل وانصاف کا مطالبہ کرسکتے تھے۔ اور انصاف خواہ ان کے مالک کے ناظم ہی کے ہاتھ سے ہو مگر وہ اہل قصبہ کے سامنے اور انہیں کی منظوری سے عمل میں آتا تھا۔ قصبہ کے مینار سے جب گھنٹہ بجتا تو اہلِ قصبہ عام مجلس کے لئے جمع ہوجاتے تھے۔

---

[1] امپیریزنٹ

Marfat.com

اور یہاں وہ اپنے معاملات میں آزادانہ بحث و تقریر کر سکتے تھے۔

جاگیردارانہ طریقۂ عدل

اہل قصبہ کی ایک خاص کوشش یہ تھی کہ مقدمات میں جیوری کا قدیم انگریزی طریقہ جاری ہو جائے۔ اس کے بجائے وہاں امیروں نے غیر ملکی طریقہ ڈوئل قائم کر دیا تھا۔ اس مقام کے ایک زمان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار ایسا اتفاق پیش آیا کہ دو قرابت داروں کو نکولس ولد ایکن اور حافری ولد نکولس میں تھی۔ کسی متنازعہ زمین کے متعلق جنگ ڈوئل نو گھنٹے تک لڑتے رہے۔ اور یکے بعد دیگرے ایک دوسرے پر غالب آتے رہے۔ پھر ان میں سے ایک شخص دہرکا کھاتا ہوا ایک غار تک پہنچ گیا۔ وہ عین غار کے منہ پر کھڑا تھا۔ اور قریب تھا کہ اسمیں گر پڑے اس کے رشتہ دار نے اس سے کہا کہ غار سے ہٹ جاؤ کہیں اسمیں نہ گر پڑو۔ اس پر وہاں کے بیٹھنے والوں اور آس پاس کے لوگوں نے شور کیا کہ رئیس قصبہ نے بہت دور سے اپنے قلعہ میں اس شور کو سنا۔ سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دو رشتہ دار کسی قطعہ زمین کے لئے لڑ رہے ہیں۔

رئیس باہر آیا اور اہل قصبہ نے اس سے معاہدہ کیا کہ وہ بازار اسٹریٹ کے ہر گھر پیچھے جس میں چھتی ہو سالانہ تین پنی اس شرط کے ساتھ دیں گے کہ جو بیس پنچ قدیم سے لسٹر میں قائم ہیں۔ وہ آئندہ ان کے آپس کے تنازعات پر غور کر کے ان کا فیصلہ کر دیا کریں۔

قصبات میں مجلس امن کا قیام ہوا۔ اصلاح کی طرف توجہ ہوئی انکی کوشش یہی تھی کہ جہاں تک ہو سکے شل قدیم باہمی ذمہ داری کا قریبی تعلق پیدا

Marfat.com

کیا جائے۔ ان کا قانون کہتا تھا کہ سب کی ایک ہی حالت ہونی چاہئے۔ اس کا ہر رکن اپنے شرکائے مجلس سے اپنی اتفاقیہ لغزش کے تدارک پر توقع کر سکتا تھا۔ ظلم اور زیادتی کی حالت میں وہ انہیں مدد کے لئے بلا سکتا تھا۔ اگر اس پر غلط الزام لگتا تو وہ لوگ عدالت میں اس کے گواہ صفائی کی حیثیت سے حاضر ہوتے تھے۔ اگر وہ غریب ہوتا تو دوسرے لوگ اس کی امداد کرتے تھے۔

مجرم کو برادری سے خارج کرنا

ایک بھائی کا دوسرے بھائی پر زیادتی کرنا مجلس کی عام جماعت پر زیادتی سمجھی جاتی تھی۔ اور اس کو جرمانہ کی سزا دی جاتی تھی۔ آخری چارہ کار برادری سے اخراج تھا۔ جس سے مجرم حقوق قانون سے محروم اور گروہ سے خارج ہو جاتا تھا۔

دُبلے گھوڑے پر باغی کی تشہیر

ارل ہین کسٹر نے رچرڈ متوفی ۱۳۲۷ء کے خلاف بغاوت کی تو گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ جس کی سزا یہ ملی کہ اس کو دُبلے اور سست گھوڑے پر سوار کر کے تشہیر کی اور پھر دار پر چڑھا دیا گیا۔

قانون مزدوران

۱۳۴۹ء میں ایک طرف دیہاتوں کے زمینداروں اور شہروں کے دولتمند اہل حرفہ مزدوروں کے بے اندازہ مطالبات سے گرداب تباہی میں پھنسے ہوئے تھے۔ دوسری طرف ملک شورشوں اور بغاوتوں سے درہم برہم ہو رہا تھا۔ کالی وبا کے بعد ہر جگہ لوگوں میں نفانفسی پیدا ہو گئی تھی۔ کہ انہوں نے قانون کو بالکل پس پشت

Marfat.com

ڈال دیا۔ اور اس کا اثر بے زمین اشخاص پر خاصکر زیادہ تہا۔ یہ لوگ کام کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ یہی گشت لگانے والا طبقہ تنومند فقیر یا راہزن بھی تھے۔ بادشاہ نے ان خرابیوں کے انسداد کے لئے قانونِ مزدوران جاری کیا۔ اس مشہور قانون کا حکم تھا۔

"کہ ہر تندرست مرد اور عورت جس کی عمر ساٹھ برس کے اندر ہو خواہ آزاد ہو یا غلام۔ اگر اس کے پاس اپنے رہنے کے لئے خفنہ اپنا مکان یا کاشت کے لئے ذاتی زمین نہ ہو اور وہ کسی دوسرے شخص کا ملازم بھی نہ ہو تو اس کا فرض ہے کہ جو شخص اس سے کام لینا چاہے اس کا کام کرے۔ اور وہی مزدوری قبول کرے۔ جو وبا کے شروع ہونے سے دو برس پیشتر قرب و جوار میں رائج تھی۔"

جو شخص اس قانون کی اطاعت سے انکار کرتا اسے قید کی سزا دی جاتی تھی۔ لیکن بہت جلد اس کے لئے سخت کارروائیوں کی ضرورت ہوئی۔ ۱۳۵۱ء کی پارلیمنٹ نے نہ صرف قانونِ مزدوری کی شرح معین کر دی تھی بلکہ مزدوری کی تلاش میں انہیں اپنے قصبے سے باہر جانے سے روک دیا گیا تھا۔ اگر وہ اس کی خلاف ورزی کرتے تو مفرور قرار دئے جاتے اور ناظمان امن انہیں قید کر سکتے تھے۔

ایسے قانون کی حرف بحرف تعمیل کرانا ناممکن تہا۔ کیونکہ غلہ کی قیمت اس قدر بڑھ گئی تہی کہ پرانی شرح اُجرت پر ایک دن کی مزدوری سے ایک

Marfat.com

شخص کے لائق بھی گیہوں نہیں مل سکتا تھا۔ مگر زمینداروں نے اسے عمل میں لانے کے لئے کئی طرح کی کوشش کی۔ اس قانون کو بار بار نافذ کیا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی شدت کے ساتھ مخالفت ہو رہی تھی۔ ان قوانین کی خلاف ورزی کی پاداش میں جو جرمانے اور ضبطیاں ہوتی تھیں وہ شاہی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ بن گئی تھیں۔ لیکن ابتدائی سزائیں اس قدر بے اثر ثابت ہوئیں کہ آخر کار یہ حکم دیا گیا۔ کہ مفرورین کی پیشانیوں پر گرم لوہے سے داغ لگا دیا جائے۔ اور ان نیم غلاموں کو شہروں میں پناہ ملنے کے خلاف تھی۔ سخت کارروائیاں کی گئیں۔

نالے کے پانی سے بادشاہ کی داڑھی مونڈھنا

ایڈورڈ دوئم

۱۳۲۷ء کے جب مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے اور بہت سے ملک کے معززین و لارڈ اس کے ہاتھوں قتل ہوئے تو عوام و خواص میں اس کے خلاف کامیاب بغاوت پھیلی۔ اس نے چاہا کہ وہ ویلز میں پناہ لے۔ مگر لوگوں نے اس کو وہاں سے گرفتار کر لیا۔ لعنت و ملامت کی۔ دارالخلافہ میں لا کر ٹاور میں قید کیا۔ اور اس پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ حکومت کے قابل نہیں ہے اس لئے کہ عیاش اور آرام طلب ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ نے اس کی معزولی کو منظور کر لیا۔

اس کو ایک جیل خانہ سے دوسرے جیل خانے میں منتقل کیا گیا جہاں پہرے دار اس کو ستاتے تھے۔ ان کی غرض یہ تھی کہ وہ ظلم و ستم سے تنگ

Marfat.com

تصویر نمبر ۴

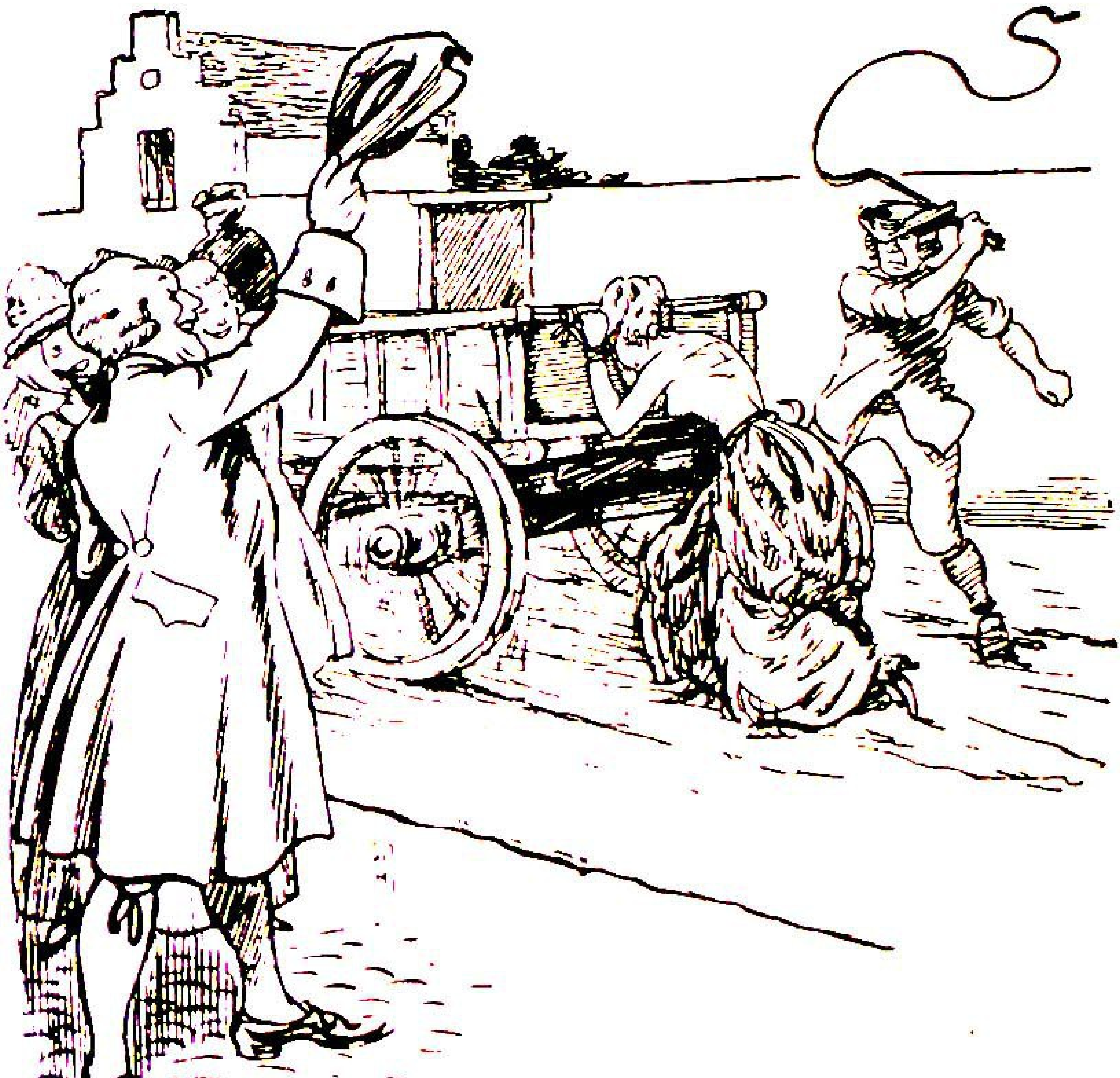

اُوباش عورت کی سزا
گاڑی کے پچھلے حصہ میں باندھ کر بھگایا جا رہا ہے۔
قصبہ دیہات میں گشت کراتے ہوئے کوڑے
مارے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

آکر جلد مرجائے۔

ان ظلم وستم میں ایک ظلم یہ بھی تھا کہ وہ ایک روز ایک گندے نالے سے غلیظ وناپاک اور بدبودار پانی لے آئے جس سے اس کی حجامت بنوائی۔

بادشاہ کی گرم سیخچہ سے انتڑیاں جلانا

تھوڑے عرصہ کے بعد جب ان ظلموں پر بھی صبر آیا تو یہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کردیا جائے۔ جس سے علامت قتل ظاہر نہ ہو۔ چنانچہ ایڈورڈ دوئم کو دو آدمیوں نے پکڑ کر فرش پر لٹایا۔ اور ایک میز اس کے اوپر رکھدی اور فوراً ایک سیخ اس کے پیٹ میں گھسیڑ کر ایک گرم سیخچہ اس میں چلایا۔ جس سے اس کی تمام انتڑیاں جل گئیں۔ اور بادشاہ چیخیں مارکر اور تڑپ تڑپ کر جاں بحق ہو گیا۔

رئیس کے مکان کا دروازہ پھانسی گھر

انگلستان کے عام دیہاتوں کا طرز معاشرت نظام جاگیرداری کے طریقے پر منحصر تھا۔ لڑائیوں کی وجہ سے آزاد اشخاص کسی نہ کسی شاہی امیر کے حلقہ بگوش اور اس کی محافظت کے عوض میں اپنا گاڑھا پسینہ بہانے کے پابند ہو جاتے تھے۔ یہ لوگ خانگی ملازم یا مزدوروں کے طور پر کام کرتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ لگان پر کوئی زمین لے لیتے تھے۔ اگر اس زمین پر انہیں کسی قسم کا حق ملکیت حاصل نہیں ہوتا تھا۔

انگلستان کے ہر دیہات کا مرکز اس کے رئیس کا مکان ہوتا تھا۔

Marfat.com

یہ نہیں یا اس کا داروغہ لوگوں کی فرمانبرداری کو قبول اور جرمانے وصول کرتا تھا۔ رعایا میں باہمی ذمہ داری قائم کرتا۔ اگر ُئیں کو فوجداری کے اختیار حاصل ہوتے تو یہیں وہ اس عدالت کا بھی اجلاس کرتا۔ اور اسی مکان کے دروازے کے باہر پھانسی کھڑی کیجاتی تھی۔

بادشاہ کو جیل میں بھوکا مارنا

رچرڈ دویم متوفی ۱۳۹۹ء نے جب دیکھا کہ ہیر فورڈ کی طاقت زیادہ ہے۔ اور ساتھی باغی ہوگئے ہیں۔ تو اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ہیر فورڈ نے حکم دیا کہ بادشاہ کے تمام گھوڑوں میں جو گھوڑا سست اور دبلا و کمزور ہو لاؤ۔ چنانچہ وہ لایا گیا جس پر بادشاہ کو بٹھایا گیا اور تشہیر کی۔ اور قلعہ میں مقید کیا۔ جہاں وہ بھوکا مارا گیا۔

فرضی قانون سے سزائیں دینا

رچرڈ دویم کے عہد میں دہریوں کو بد دینی کی سزا صرف چرچ سے علیحدہ کر دینا تھی۔ جو بشپ دے سکتا تھا۔

یہ سزا ہلکی سمجھی جاتی تھی۔ اس زمانہ میں عام شکایت تھی کہ دنیا میں شیطان کے نمائندے پیدا ہوگئے ہیں۔ جو گرجے کے احکامات کی عام طور سے کھلم کھلا مخالفت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو سزائیں دینے کے لئے گرجے کے افسروں نے ایک عجیب طریقہ نکالا۔ جو کہ مسٹر جسٹس اسٹیفن کے قول کے مطابق انگلستان کی تاریخ میں ایک عجیب مثال ہے۔

گرجے کے پادریوں نے پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کو جعلی بنایا۔ اس

Marfat.com

قانون کو ہاؤس آف لارڈس اور ہاؤس آف کامن نے کبھی متفقہ رائے سے پاس نہیں کیا تھا۔ اس فرعی قانون سے بشپوں نے دہریت پھیلا دینے کا الزام لگا کر بہت سے افراد کو سزائیں دلوائیں۔ ہاؤس آف کامن نے اس ایکٹ کی مخالفت کی اور اگلی پارلیمنٹ کی نشست میں اس کے اندر ترمیم کی گئی۔ لیکن اس کے باوجود اس ایکٹ کے ماتحت مختلف قسم کی ظالمانہ سزائیں دی گئیں۔

ان سزاؤں کے بعد بھی متعصب طبقہ کا کہنا تھا کہ بشپ کا حق سزا دینے اور گرفتار کرنے کا ناکافی ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر سنہ ۱۴۰۱ء میں ہنری چہارم سے سزائیں دینے کے حقوق اس طبقہ نے حاصل کئے۔

ہنری چہارم بھی اپنی بادشاہت کو قائم رکھنے کے لئے پادریوں کو اختیارات خصوصی دینے پر مجبور تھا۔ چنانچہ اس نے پادریوں اور مذہبی عدالتوں کو منکرین کو سزا دینے کے لئے کافی اور بہت زیادہ اختیارات دے دیئے۔ اور سنہ ۱۴۰۱ء میں اسی مفہوم کا قانون پاس کیا۔

اس قانون کے مطابق بشپ اپنی مرضی سے لادینیت پھیلانے والے اسکول ماسٹر اور مصنفین و مبلغین کو گرفتار کرنے اور سزا دینے کا پورا پورا حق رکھتا تھا۔ بشپ کو یہ بھی حق تھا کہ منکرین کو جب تک چاہے جیل میں رکھے۔ جیل کے بعد اگر منکرین اپنے لادینی کے خیالات سے توبہ نہ کرتا تو اس کو سول افسروں کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ جو اس کو عام راستہ پر بازار میں لے جا کر جلا دیتے تھے۔ تاکہ عوام عبرت حاصل کریں۔ اور ان گناہوں کے ارتکاب سے پرہیز کریں۔

Marfat.com

یہ قانون چرچ کے افسروں کی درخواست پر ہاؤس آف لارڈس نے بدنیتی وبے ایمانی سے بغیر ہاؤس آف کامن کی رائے کے پاس کیا تھا۔ وہ اس قدر جلد باز تھے کہ انہوں نے ہاؤس آف لارڈ کی بھی آخری اجازت نہیں لی۔ بلکہ پاس ہونے سے آٹھ دن پہلے انہوں نے ولیم سار کو شہنشاہ ہنری کے زمان سے ۱۴۰۱ء میں سر بازار زندہ جلا دیا تھا۔

سار ایک کلرک تھا جس نے نارفاک شہر کی مذہبی اسکول کی ماسٹری چھوڑ کر ملکیت کے فلسفہ کا پرچار کر رہا تھا۔ اپریل ۱۳۹۱ء میں اس کو کفر اور لادینیت کے الزام میں اسی کے بشپ نے مذہبی عدالت سے سزا دی۔ اس کا جرم یہ تھا کہ عیسائی لوگ گرجا میں جو لال شربت اور تبرک کی روٹی اس خیال سے کھاتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کا گوشت اور خون ہے اس کو غلط سمجھتا تھا۔ اور اس کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اس کو ۲ مارچ کو جلایا گیا۔ حالانکہ وہ ایکٹ دس مارچ تک بھی پاس نہ ہوا تھا۔

اس شخص کو جس وقت جلایا جا رہا تھا تو اس کے کراہنے کی آواز پرنس آف ویلز کو سنائی دی۔ پرنس نے حکم دیا کہ آگ بجھا دی جائے۔ سار آگ سے باہر آیا تو اس سے پوچھا تم معافی مانگتے ہو۔ وہ اپنے خیال پر پختہ تھا۔ اس نے بابی سے اس خیال کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ اور آگ میں جل گیا۔

مردانہ کپڑے پہننے کی سزا زندہ جلانا

جون آف آرک فرانس کی پندرہویں صدی کی مسلمہ ہیرو شمار کیجاتی ہے۔ جس نے فرانس میں وطنیت کی نہ بجھنے والی آگ

Marfat.com

روشن کی۔ اور انگریزی اقتدار کے خاتمہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

یہی وہ لڑکی تھی جس کے بارے میں پیش گوئی کی گئی تھی کہ ایک کنواری لڑکی فرانس کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلائے گی۔ چنانچہ جون چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ ۲۹ راپریل ۱۴۲۹ء کو اورلیئنز میں داخل ہوئی۔ اور انگریزوں کو دریائے لوائر سے بھگا دیا۔

یہ بہادر عورت درباری سازشوں کی وجہ سے انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دی گئی۔ چنانچہ انگریزوں نے ۳ جون ۱۴۳۱ء کو پیرس یونیورسٹی کے ایما پر اسے احتساب کے حوالے کیا۔ کئی مہینے قید کے بعد اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اس کے خلاف دہریت اور جادوگری کے الزامات لگائے گئے لیکن اس کے ثبوت مہیا نہ ہو سکے۔ کمیشن مقرر ہوا۔ وہ بھی ناکام ہوا۔ بلکہ اس نے جون کے خیالات کو پاکیزہ بتایا۔ چونکہ انگریزوں کا مفاد جون کو موت کے گھاٹ اتارنے میں تھا۔ اس لئے اس کا مقدمہ ایک بشپ کی عدالت میں شنوائی کے لئے رکھا گیا۔ اس عدالت کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ مجرم کو ہر آئینی رعایت سے محروم کر دیتی تھی۔ ملزم کو مبہم سوالات سے پریشان کیا جاتا تھا۔ نہ صفائی لی جاتی تھی۔ نہ ملزم کو وکیل پیش کرنے کی اجازت ملتی تھی۔ عدالت ملزم پر سوالات کی بوچھاڑ کر دیتی تھی۔ چنانچہ جون سے ستر سوال کئے گئے۔ اور اس پر انتہائی سختی کی گئی۔ لیکن وہ خوف زدہ نہیں ہوئی۔

انگریزوں کی خواہش تھی کہ جون کے مقدمہ کا جلد فیصلہ کر دیا جائے۔

Marfat.com

بشپ آف ہووے نے اس کو عمر قید کی سزا کا حکم دیا۔ جون چونکہ ان
الزامات کا جواب دے چکی تھی۔ اس لئے اسے موت کی سزا نہیں دی گئی۔
اس نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ وہ آئندہ عورتوں کا لباس پہنے گی۔
اس فیصلے کے بعد جیل میں اسیروں نے جون کو مردانہ لباس میں
دیکھا۔ شکایت ہوئی ۳۰ مئی ۱۴۳۱ء کا منحوس دن آیا۔ اس الزام میں جون
کے سر پر کاغذ کا تاج رکھا گیا۔ اس تاج پر ملحدہ لکھا ہوا تھا۔ آگ جل رہی
تھی جون مسکرائی۔ صلیب کو چوما۔ اور آگ میں کود پڑی۔

بدعتی کو دھیمی آگ میں بھوننا

ہنری پنجم (۱۴۱۲ء) کا مصاحب سر جان اولڈکیسل مذہبی اصلاح
کا حامی تھا۔ مذہبی لوگ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ چنانچہ آرچ بشپ کنٹربری
نے اس کے خیالات سن کے ملزم قرار دیا۔ اور حکم دیا کہ اس کو زندہ جلایا جائے
چنانچہ اس کی کمر میں زنجیر باندھ کر لٹکایا اور دھیمی دھیمی آگ سے بھون کر اس کو
زندہ جلایا۔

ٹوکری میں بند کر کے مارنا

ہنری ششم کے زمانہ میں چوکیداروں کو غفلت کرنے کی سزا یہ دی جاتی تھی۔
کہ ایک روٹی دیکر اور ساتھ میں تھوڑی شراب رکھ کر ایک ٹوکرے میں بند کر دیا
جاتا تھا۔ جس کو توڑ کر چوکیدار یا تو نکل آتا ورنہ اس میں گھٹ کر مر جاتا تھا۔

قاتل مقتول کے ساتھ سمندر کی نظر

بہتان لگانے کی سزائیں جلتے ہوئے

Marfat.com

لوہے سے زبان میں چھید کر دیا جاتا تھا۔ اور قاتل کو مقتول کی لاش کے ساتھ باندھ کر سمندر کی نذر کر دیتے تھے۔

ملاحوں کی سزا

ملاحوں کو جو جہازوں پر سزا کپتان کے حکم سے دی جاتی تھیں وہ اہلِ لندن کو بھی نہیں ملتی تھی کسی پر ہتھیار سے حملہ کرنے کی سزا ہاتھ کاٹ ڈالنا تھی۔ چوری کی دو سزائیں تھیں۔ سر منڈوا کر کھولتا ہوا پانی ڈالنا یا یہ کہ سمندر کی تہ میں غوطہ دے کر کسی غیر آباد جزیرے میں اُتار دیا جاتا تھا۔ اس کو صرف ایک روٹی اور کچھ شراب دی جاتی تھی۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

شراب کے پیپے میں مارنا

ایڈورڈ چہارم کے محل میں حرام و بدکاری کا زور تھا۔ بادشاہ اگر آج ایک عورت پر عاشق ہوتا تو دوسرے دن اس کو مار ڈالتا۔ چنانچہ ایڈورڈ نے جو ظلم اپنے بھائی پر کئے اس کی وجہ سے وہ کافی بدنام ہے۔

بھائی سے دشمنی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے اس کو نصیحت کیوں کی چنانچہ اس گستاخی کی وجہ سے عدالت میں معاملہ گیا۔ بادشاہ کا بھائی گناہ گار ثابت ہوا۔ اور اس سے دریافت کیا گیا کہ وہ بتائے کہ کس طرح وہ مرنا پسند کرتا ہے۔ چنانچہ اس کو اس کی تجویز کے مطابق شراب کے پیپے کے اندر جب جبراً کہتے ہیں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ وہ اس قسم کی شراب کو دل و جان پسند کرتا تھا

ساحرہ کی سزا

۱۴۶۲ء میں ڈیوک کلا شہر جو بادشاہ ایڈورڈ چہارم

Marfat.com

کا محافظ تھا۔ اس نے جین شور پر الزام لگایا کہ اس نے مجھ پر جادو کیا ہے۔

جین شور ایک زرگر کی بیوی تھی کسی وجہ سے بادشاہ ایڈورڈ کے پاس رہتی تھی۔ جب اس پر یہ الزام ثابت ہو گیا تو فتویٰ دیا گیا کہ :۔

"وہ برہنہ پا شہر میں پھرے اور ایک روشن بتی ہاتھ میں لے کر لوگوں کے سامنے سفید چادر اوڑھ کر سینٹ پال کے گرجا میں جا کر توبہ کرے"۔

نوے لاکھ عورتوں کو زندہ جلانا

سولھویں صدی اور تیرہویں صدی میں جب جادو کا اعتقاد نہایت وثوق کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا تھا۔ اس وقت اکثر صورتوں میں غریب عورتوں پر ہی الزام رکھا جاتا تھا۔ اور وہی ظلم کا شکار ہوتی تھیں۔

الگزینڈر ششم نے ۱۴۹۴ء میں لوئی دہم نے ۱۵۲۱ء میں اڈرین ششم نے ۱۵۲۲ء میں جس بے دردی کے ساتھ عورتوں اور ان کے بچوں کو سحر کے الزام میں ذبح کیا۔ اس سے تاریخ یورپ کے صفحات رنگین ہیں۔

ملکہ الزبتھ اور جیمس اول کے عہد میں ہزاروں عورتوں کو اس جرم میں جلایا جاتا تھا اور لانگ پارلیمنٹ کے زمانہ میں سولی دیا جانا تاریخ کے کھلے ہوئے واقعات ہیں

اس طرح انگلستان میں عورتوں کو ذبح کرنے کے لئے ایک خاص

Marfat.com

مجلس وضع کی گئی جس نے عورتوں پر ظلم کرنے کے نئے قوانین مرتب کئے۔
الغرض سارے یورپ نے اس صنف پر ظلم کرنے کا عہد کر لیا تھا جس کا نتیجہ بقول ڈاکٹر اسپرنگ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ۹۰ نوّے لاکھ عورتوں کو زندہ جلایا۔

مجسٹریٹوں کو دھونس دیکر فیصلہ کرانا

ہنری ہفتم نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ ملک میں امن وامان اور اپنا مکمل اقتدار قائم کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ بڑے زمینداروں کی طاقت کو کم کیا جائے۔ ہر ایک زمیندار کے ہاں ذاتی فوج رہتی تھی۔ ہنری نے ایک شاہی قانون کی رو سے اس قسم کی فوج رکھنا ممنوع قرار دیا۔ جس کے بعد کوئی زمیندار اپنے ملازموں کو فوجی وردی نہیں پہنا سکتا تھا۔ اس قانون پر سختی کے ساتھ عمل درآمد ہونا شروع ہوا۔ ایک مرتبہ جب ہنری کے دوست آکسفورڈ کے نواب نے اس کا وردی پہنے ہوئے سپاہیوں کو لیکر استقبال کیا۔ تو ہنری نے اس کو بھی سزا دئے بغیر نہیں چھوڑا۔

اب تک یہ سلسلہ چلا آتا تھا کہ جب بڑے زمینداروں کو کسی جرم کی جواب دہی کے لئے عدالت میں حاضر ہونا پڑتا تھا تو اس کے ملازمین عدالت میں پہونچکر منصف وغیرہ کو دھمکی دیتے تھے۔ اور اس طرح اپنے آقاؤں کے خلاف انصاف نہ ہونے دیتے تھے۔ ہنری نے ایک شاہی قانون کی رُو سے اس سلسلے کو بھی بند کیا۔

Marfat.com

عدالت ستارہ منزل

بڑے زمینداروں کو اچھی طرح قابو میں رکھنے کے لئے ہنری نے ایک خاص قسم کی عدالت قائم کی جس مقام پر اس عدالت کی کارروائی ہوتی تھی۔ اس کی چھت میں ستارے جڑے ہوئے تھے۔ اور اس عدالت کا نام کورٹ آف جیمبر (عدالت ستارہ منزل) پڑ گیا۔ اس میں اعلیٰ طبقہ اور قابلیت کے جج بیٹھتے تھے۔ اور ان کو پورے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ یہاں بڑے زمیندار اپنے مرتبہ کا بیجا فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔

اس دور میں باغیوں کی جائدادوں کو ضبط کیا جاتا تھا۔ اور مجرموں کو زیادہ تر جرمانہ کی ہی سزا دی جاتی تھی۔ جرمانہ جرم کے مطابق نہیں بلکہ مجرم کی مالی حالت کے مطابق کم یا زیادہ ہوتا تھا۔

غیر علاقہ میں بھیک مانگنے پر کوڑے کی سزا

سنہ ۱۵۳۰ء میں آپاہج و کنگال لوگوں کے لئے یہ قانون نافذ کیا کہ وہ بھیک مانگنے کے لائسنس حاصل کریں۔ اور بلا لائسنس بھیک مانگنا خلاف قانون قرار دیا۔ یہ لائسنس فقیروں کو عدالت سے ملتے تھے۔ اور وہ صرف اپنے علاقہ میں بھیک مانگ سکتے تھے۔ اپنے علاقہ کے علاوہ اگر دوسرے علاقہ میں جاکر بھیک مانگتے تو ان کو دو دن اور دو راتیں قید میں رکھا جاتا تھا۔ جہاں صرف روٹی اور پانی ملتا کپڑے نہیں دئے جاتے تھے۔

بلا لائسنس بھیک مانگنے والوں کو کوڑے کی سزا دی جاتی تھی۔

Marfat.com

ورنہ اس کو تین رات دن قید میں رہنا پڑتا تھا۔ جو لوگ کام کرنے کے قابل ہوتے تھے اور بھیک مانگتے تھے ان کو بھی قانوناً قابل سزا سمجھا جاتا تھا۔ ان کی سزا صرف کوڑے مارنا ہوتی تھی۔ اور ان کو ان کے علاقہ میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وہاں ان کو محنت کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

چھ سال کے بعد دوسرا قانون پاس ہوا۔ کہ معززین شہر، مکان دار اور کانسٹبل فقیروں کی امداد کے بدلے اپنا وقت دیں۔ اور خاص طور پر گورنر اور پادری اور وزرار پبلک سے ٹیکس کے ذریعہ امدادی چندہ وصول کریں۔ تاکہ غریبوں کو بذات خود بھیک مانگنی نہ پڑے۔ یہ کام ہر اتوار اور تہوار اور چھٹی کے دن کیا جاتا تھا۔ جگہ جگہ میٹنگ ہوتی تھی۔ اور تقریروں کے بعد چندہ کی وصولیابی کی جاتی تھی اور عوام سے اپیل کیجاتی تھی کہ تم فقیروں کی امداد کے لئے چندہ دو۔ اس میں تمہاری بھلائی ہے اس کام کے لئے چند غریبوں کو بھی مقرر کیا جاتا تھا۔ تقسیم کرنے میں اگر کوئی بے ایمانی کرتا تو سزا دی جاتی تھی۔ ان کام کرنے والوں کو چرچ کی طرف سے تنخواہ ملتی تھی۔ اور آمد و رفت کا کرایہ بھی دیا جاتا تھا۔

قانون خواہشات کی تکمیل کا آلہ تھا

شہری منعم کو اپنی ملکہ کتھرائن کچھ زیادہ پسند نہیں تھی۔ اس لئے کہ وہ عمر میں اس سے پانچ سال بڑی تھی۔ اور اس کے اب تک کوئی لڑکا بھی نہیں ہوا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد دربار میں ایک خوبصورت عورت مسمی انے بلن پر بادشاہ کی نظر پڑی جس سے وہ

Marfat.com

محبت کرنے لگا۔ اس سے شادی کرنے کی غرض سے اس نے کیتھرائن کو طلاق دینی چاہی۔

شادی کے لئے پوپ کی خاص اجازت کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس نے پوپ سے اجازت چاہی۔ پوپ نے منظوری دینے میں پس و پیش کی۔ پہلے اس نے اس معاملہ میں تحقیقات کرنے کی خواہش کی۔ اس کے لئے ایک اعلیٰ طبقہ کے پادری کو روم سے مقرر کیا۔ اس نے انگلستان آکر ولزے کے ساتھ تحقیقات کا کام شروع کیا۔ کچھ دن کے بعد پوپ نے تحقیقات کو بند کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ اس معاملہ پر روم ہی کی عدالت میں غور ہو سکتا ہے۔

وزیر کو خواہشات کی تکمیل نکرنے پر سزا

ہنری کو اُمید تھی کہ ولزے (وزیر) کی مدد سے تحقیقات کا فیصلہ اس کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ مگر جب اس کو معلوم ہوا کہ ولزے طلاق کی منظوری لینے میں ناکامیاب رہا تو اس کے غصہ کی حد نہ رہی اس نے یک قلم ولزے کو سب عہدوں سے معزول کر دیا۔ اور اب وہ صرف یارک کا پادری رہ گیا۔ ہنری نے یارک میں بھی اسے چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔ اور بغاوت کا الزام لگا کر اسے لندن کی عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جہاں اس کا انتقال ہوا۔ چنانچہ اس کے آخری الفاظ یہ تھے :۔

"جس طرح میں نے بادشاہ کی خدمت کی تھی اس طرح اگر

Marfat.com

میں خدا تعالےٰ کی خدمت کرتا تو اس پیری کے زمانہ میں وہ میرے ساتھ ایسا ظلم نہ کرتا۔"

خواہشات کی تکمیل کے لئے قانون کا اجراء

ہنری اپنے بولین سے شادی کرنے کے اس قدر دیوانہ ہو رہا تھا۔ کہ وہ کیتھرائن کو طلاق دینے سے باز نہ رہ سکا۔ پوپ کو دھمکی دینے کی غرض سے ہنری نے پارلیمنٹ سے یہ قانون پاس کرایا۔ کہ انگلستان سے کسی قسم کا مذہبی ٹیکس پوپ کے خزانہ کے لئے نہ بھیجا جائے۔ جب اس پر بھی پوپ اپنے فیصلہ پر قائم رہا تو ہنری نے ایک دوسرے قانون کے ذریعے یہ طے کیا۔ کہ کوئی اپیل ملک سے باہر فیصل ہونے کے لئے نہ بھیجی جائے۔ جس طرح دیگر معاملات کا فیصلہ شاہی عدالتوں میں ہوتا ہے۔ اسی طرح مذہبی معاملات کا فیصلہ انگلستان ہی میں ملک کے بڑے پادری کیا کریں۔ اسی قانون سے فائدہ اُٹھا کر ہنری نے کنٹربری کے بڑے پادری کرین مر سے کیتھرائن کو طلاق دینے کی اجازت حاصل کی۔ اور فوراً اینے بولین سے شادی کر لی۔

پوپ کو بادشاہ کی مخالفت پر سزائے موت

پوپ کریمر کے اس قسم کی اجازت دینے کے مجاز کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً فیصلہ کر دیا۔ کہ اینے بولین کی شادی ناجائز ہے۔ اب ہنری خوب سمجھ گیا کہ جب تک پوپ سے تعلق رہے گا اس وقت تک میری خواہشوں کی

Marfat.com

تکمیل پر قدم قدم پر رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔ اس لئے اس نے قانون عظمت کے ذریعہ اعلان کیا کہ آئندہ حکمراں انگلستان ہی انگریزی چرچ کے منتظم ہوا کریں گے۔ اس قانون کو تسلیم نہ کرنا بغاوت سمجھا جاتا تھا۔ اور سلطنت کے اعلیٰ رکن یہ قسم کھانے پر مجبور کئے جاتے تھے کہ چونکہ شاہ انگلستان ہی انگریزی چرچ کا منتظم ہے اس لئے اس کے مقرر کئے ہوئے کنٹربری کے بڑے پادری کا فیصلہ ان کے بارے میں فیصلہ ہر طرح قانون کے مطابق ہے۔

تھامس مور مصنّف یوٹوپیا جو فلانڈرز میں شاہ انگلستان کا سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اور ایوانِ عام کا سپیکر تھا اس سے ہنری ہشتم نے یہ قسم کھلوانی چاہی۔ تو اس نے اس سے انکار کیا۔ چانسلری سے اس نے استعفیٰ دیدیا اور گھر چلا گیا۔ اور خاموشی کی زندگی گزارنے لگا۔

لیکن شاہ کا غضب اس کا جان لیوا ثابت ہوا۔ اس سے کہا گیا کہ وہ اپنے خیالات بدلے۔ لیکن وہ تیار نہیں ہوا۔ اس پر الزام لگایا گیا۔ کہ ایک پاگل لڑکی جو کنونٹ میں رہتی تھی وہ طلاق کے مسئلے پر بادشاہ کو اس لئے کوس رہی تھی کہ اس نے یہ الفاظ تھامس مور نے سکھائے تھے۔"

اسی طرح اس سے کہا گیا کہ وہ دنیاوی بادشاہ کو روحانی بادشاہ تسلیم کرے۔ تو اس نے اس کے بھی ماننے سے انکار کیا۔ چنانچہ اس کو موت کی سزا دی گئی۔

کلہاڑے سے مارنا جب جلّاد اس کی آنکھوں پر پٹی باندھنے لگا

تو اس نے جلاد سے پٹی بندھوانے سے انکار کیا - اور خود ہی پٹی باندھی - جلاد نے کلہاڑے سے اس کی گردن اڑا دی -

سزا کا اصلاحی نظریہ

مور ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ارتکاب جرم کی صورت میں سزا دینا انسداد جرائم کے لئے اس درجہ مؤثر نہیں ہے جتنا پہلے ہی سے وقوع جرم کا روکنا مؤثر ہے - اہل ملک کو خراب تعلیم دی جائے - ان کے اخلاق بچپن ہی سے تباہ کئے جائیں اور جب وہ بڑے ہو جائیں تو انہیں جرموں کے لئے سزا پائیں جو بچپن سے گھٹی میں اتارے گئے ہیں - یہ تو بالکل ایسا ہی ہے کہ پہلے لوگوں کو خود بناؤ اور پھر انہیں سزا دو -

توازن جرم و سزا

مور نے ہی اس پر زور دیا تھا - کہ جرم و سزا کے درمیان ایک توازن ہونا چاہئے - معمولی چوری ایسا جرم نہیں ہے کہ اس کی سزا موت ہو - اس کا استدلال یہ ہے کہ اگر ایک چور اور ایک قاتل دونوں کو یہ یقین ہو کہ انہیں ایک ہی سزا دی جائیگی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ کہ چور چوری کے ساتھ قتل کا بھی مرتکب ہو - بظاہر ہم چوروں کو عبرت دلاتے ہیں مگر باطن ہم انہیں آمادہ کرتے ہیں - کہ وہ نیک لوگوں کو قتل کریں - اس کا یہ دعویٰ ہے کہ تمام سزاؤں کی غرض اصلاح ہونی چاہئے - اس کی علاج ہے کہ مجرمین کے ساتھ ایسا برتاؤ اور ایسا معاملہ کرنا چاہئے کہ ان کو کوئی سفر سوائے اس کے باقی نہ رہے کہ وہ خود دنیا میں اور اپنی بقیہ زندگی میں اپنے سابقہ نقصان کی تلافی کریں - سب

Marfat.com

علاوہ وہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ اصلاحی سزا محبت و اُمید کی بنا پر ہونی چاہئے۔ تاکہ کوئی شخص اس امر سے نا اُمید و مایوس نہ ہو کہ وہ آئندہ اچھے چال چلن اور نیک روش اختیار کرنے کا ثبوت دیگا۔ تو اس کی سابقہ آزادی پھر بحال ہو جائے گی۔

چھوٹی بڑی خانقاہوں کی مسماری

اب ہنری نے خانقاہوں کے حالات کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اور تحقیقات و انکشافات سے یہ ثابت کیا کہ خانقاہوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ اور وہاں ہر قسم کے گناہ و جرائم ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس نے پہلے چھوٹی اور بعد میں بڑی خانقاہوں کو توڑا۔ اور ان سب کی جائدادیں فروخت کر دیں۔

خراب بیوی تجویز کرنے پر وزیر کو سزائے موت

ہنری نے عالم مور کو۔ اور مور کی سزا کے بعد ٹامس کرامویل کو اپنا وزیر بنایا تھا۔ کرامویل مذہبی اصلاح کا طرفدار تھا۔ اور اسی نے ہنری کو پوپ سے قطع تعلق کرنے اور خانقاہوں کو توڑنے کی صلاح دی تھی۔ ہنری اس سے بہت خوش تھا۔ ایک معاملہ میں ناراض ہو گیا۔ اس نے اینی آف کلیوز سے اس کی شادی کرادی تھی۔ مگر اینی خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے ہنری کو پسند نہ آئی۔ اس نے سمجھا کہ کرامویل نے فریب دیکر کیا۔ چنانچہ اس کے ماتحت کچھ عرصہ کے بعد ہنری نے کرامویل پر بغاوت کا الزام لگا کر

Marfat.com

تصویر نمبر ۵

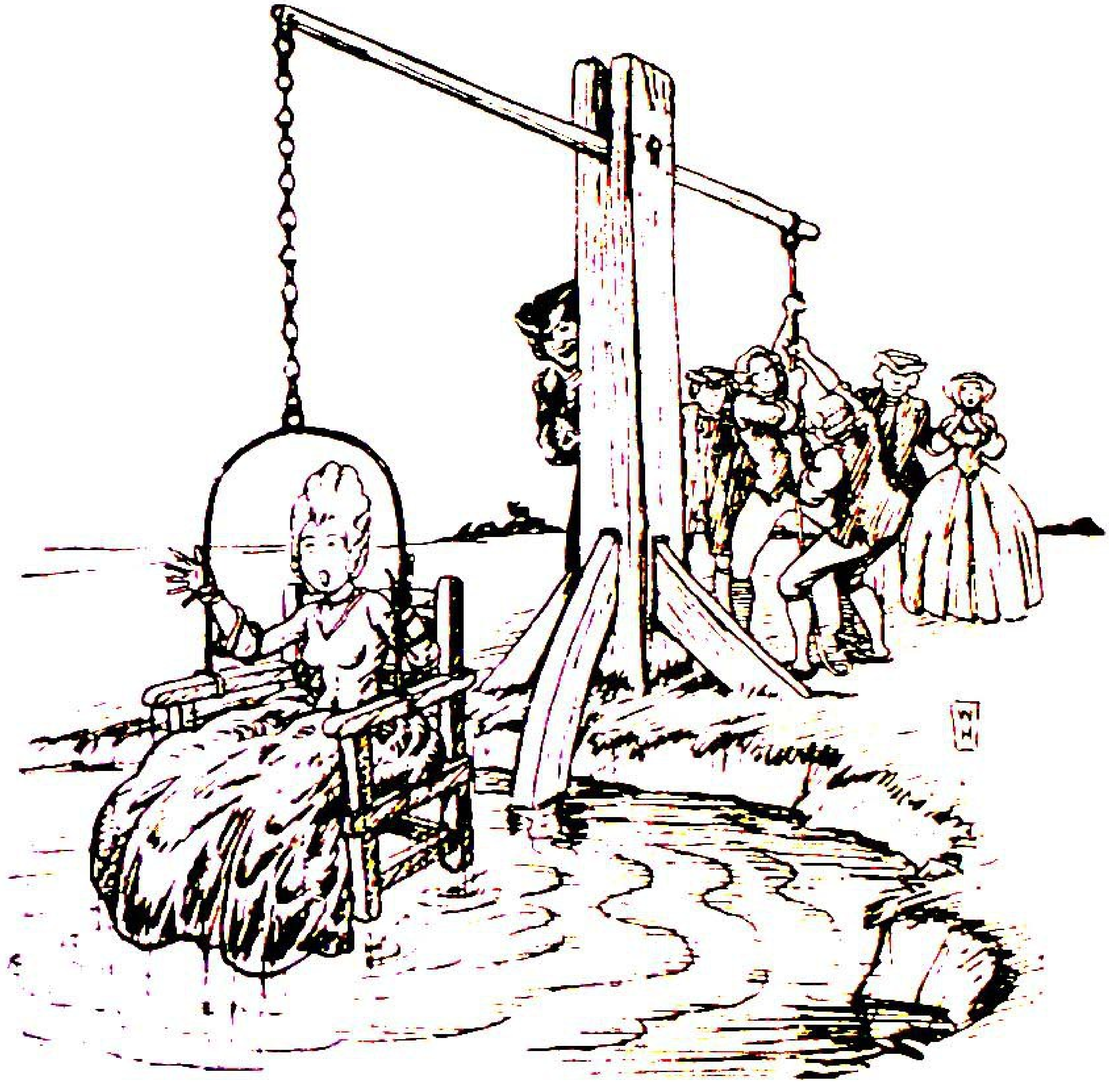

الزام لگانے والی عورت کی سزا
مجرم کو کرسی میں باندھ دیا گیا ہے ۔ اور تالاب میں ڈبکیاں دی جا رہی ہیں ۔

Marfat.com

Marfat.com

اسے سزائے موت دی۔ اور فوراً اپنی کو طلاق دیکر پھر ایک اور شادی کر لی۔

بدکار ملکہ کی سزا

ملکہ اینے بلین مذہب میں اصلاح کی حامی تھی جس کو مذہب کے اندھے پجاری گوارا نہیں کرتے تھے۔ اور اس کی جان کے خواہاں تھے۔ چنانچہ موقعہ پا کر انہوں نے ملکہ پر بدکاری کا الزام لگایا۔ اور کہا کہ وہ کمینہ نوکروں سے محبت کرتی ہے۔ چار شخص (۴) کے عاشق بنائے گئے۔

(۱) ہنری نورس داروغہ توشہ خانہ (۲) برٹن (۳) برٹین ملازم شاہی خوابگاہ (۴) سمیٹن گویا۔

یہ مقدمہ امراء کی جیوری کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ کو اختیار ہے کہ وہ اس کو جلانے کی سزا دے۔ یا اس کا سر کاٹ دے۔

بادشاہ نے سر کاٹنے کی سزا تجویز کی۔ جلاد آیا۔ اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ملکہ اینے کے بعد بادشاہ ہنری نے جین سیمور سے شادی کی۔ اس کے بارے میں یہ شکایت ہوئی کہ وہ بدکار ہے۔ عدالت نے اس کو بھی مجرم ٹھہرایا۔ اور ملکہ نے اتنا ضرور اقبال کیا کہ وہ شادی سے قبل بدچلن تھی۔ مگر شادی کے بعد ایسی حرکت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

اس بیان پر ملکہ اور اس کے نو ساتھیوں کو گردن اڑانے کی سزا کا مستحق سمجھا گیا۔

فقیروں پر سختیاں

ایڈورڈ ششم نے ۱۵۴۷ء میں آوارہ لوگوں پر قابو حاصل کرنے کے لئے سختی سے عمدرآمد

کرایا۔ جو فقیر را جدھانی میں جمع ہو کر اُدھم مچاتے تھے۔ ان کی قوت کو منتشر کیا۔ یعنی ان کو علاقوں میں تقسیم کر دیا۔ کہ جو جس علاقہ میں پیدا ہوا ہے یا تین سال سے جس علاقہ میں وہ رہ رہا ہے وہ وہیں بھیک مانگے دوسرے علاقہ میں نہیں۔ اس قانون سے فقیروں کی جمعیت کو دھکا لگا۔

میر کانسٹبل اور شہر کے معززین کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ کوئی فقیر علاقہ میں بھیک مانگتا ہوا دیکھا جائے اور آیا ہو تو اس کو گھوڑے پر چڑھاؤ اور ان کو ایک تھانہ سے دوسرے تھانہ میں سلسلہ وار پہنچا کر اس کے علاقہ میں پہنچا دو۔ اور ایسے آدمی کے حوالہ کرو جو اس کو روٹی دے۔ اور اس کے رہنے کا انتظام کرے۔ اور جو فقیر کام کر سکتا ہے ان کو کام کرا کے روٹی دلوائے۔

جو فقیر دوسرے شہر کا ہوتا تھا تو اس کے شہر میں اس کو علاقہ کے خرچ پر بھیجا دیتے تھے۔ جہاز وغیرہ اس کام کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ یہی قانون بچوں پر نافذ کیا گیا۔ اگر کوئی بچہ فقیروں میں آوارہ گردی کرتے ہوئے دیکھا جاتا تو اس کو اس سے علیحدہ کر دیتے تھے۔ کیونکہ بچوں کا اس طرح آوارہ گردی کرنا خطرہ سے خالی نہ سمجھا جاتا تھا۔ عورت کو بھی پندرہ سال کی عمر تک آوارہ گردی سے منع کیا جاتا۔ کوئی لڑکی آوارہ گردی کرتی دیکھی جاتی تو اس کو کانسٹبل لے جاتا۔ اور کام پر لگا دیتا تھا۔

کام سے انکار کرنے اور سستی کرنے پر چرچ کے ملازمین کو میں شلنگ کا جرمانہ ہوتا تھا۔ اور چرچ کے بڑے لوگ اس کی مذمت کرتے تھے۔

Marfat.com

چندہ کا حساب باقاعدہ رکھا جاتا تھا۔ چندہ نہ دینے والے کو پادری چندہ دینے کی تلقین کرتے تھے۔ اور اگر وہ ان کی بات نہ سنتا تو بشپ ان کو سمجھاتا تھا۔

مفرور فقیر کی سزا موت

ایڈورڈ ششم کے دور میں کچھ عرصہ کیلئے یہ قانون بھی پاس ہوا۔ ہر توانا گداگر جو روزگار ہیں لگنے سے بھاگے اس کی پیشانی پر داغ لگایا جائے۔ اور جو شخص اس کی اطلاع دے گا۔ اس کی دو برس تک اسے غلامی کرنا پڑے گی اور اگر اس کے درمیان وہ مفرور ہونا چاہے تو پہلی مرتبہ کی سزا دائمی غلامی اور دوسری مرتبہ کی سزا موت۔ اس اثناء میں مالک کو یہ مجاز تھا کہ اسکے گلے میں طوق آہنی ڈالے، اسے پابہ زنجیر رکھے اور اس کے کوڑے لگائے۔

طبقہ پروٹسٹنٹ

لوتھر عیسائی مذہب کا دشمن نہ تھا اس کا صرف یہ منشا تھا کہ مذہب کے نام پر جو باطل عقیدے اور فضول وہم پھیلے ہوئے ہیں ان کی اصلاح کی جائے۔ اب تک مذہبی تبلیغ لاطینی زبان میں ہوتی تھی۔ لوتھر نے جرمنی کے باشندوں کو جرمنی ہی کی زبان میں وعظ سنانا شروع کیا۔ جس سے معمولی طبقے کے لوگ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس نے بتایا کہ ہر شخص بائبل کا اپنی عقل کے مطابق مطلب نکالنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ خدا کے حاصل کرنے کے لئے پوپ اور پادریوں کی امداد بہت زیادہ ضروری نہیں ہے آہستہ آہستہ لوتھر کے خیالات تمام یورپ میں پھیلنے لگے۔ اور ۱۵۴۶ء کے

Marfat.com

پیرو پروٹسٹنٹ کے نام سے مشہور ہوئے۔ پندرہویں صدی کے آخری زمانے میں یورپ کے اندر ان خیالات نے بہت زور پکڑا۔ ہنری ہشتم ان خیالات کا سخت حامی تھا۔ لیکن میری کے دور میں اس طبقہ کی انتہائی مخالفت کی گئی۔

آگ میں جلانے کا طریقہ

۱۵۵۵ء میں جب میری نے ارتداد کے خلاف یعنی پروٹسٹنٹوں کی مخالفت میں قانون نافذ کیا تو اس پر عملدرآمد کرانے پر زور دینا شروع کیا۔ اور بالآخر ان کے قتل کرنے پر آمادہ ہوگئی۔

پروٹسٹنٹوں کو حکومت کرنی نہیں آتی تھی لیکن مرنا آتا تھا۔ ان کے ممتاز لوگوں میں ٹیلر ان اشخاص میں سے تھا جس کو سب سے پہلے قتل کے لئے منتخب کیا گیا۔ وہ لندن میں گرفتار ہوا۔ اور اسی کے منتظر مذہبی برادری سے سزا دی گئی۔

جب قتل گاہ دو میل رہ گیا تو ٹیلر گھوڑے سے اُترا اور وہ چکر اس طرح لگانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ناچ رہا ہے۔ شرف نے پوچھا ڈاکٹر صاحب کیا حال ہے؟ ڈاکٹر ٹیلر نے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے میں اس وقت ایسی اچھی حالت میں ہوں کہ کبھی اس سے پہلے ایسی اچھی حالت میں نہ تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اب میں بالکل گھر کے قریب آگیا ہوں۔ دو قدم میں میں اپنے باپ (خدا) کے گھر پہنچ جاؤں گا۔

ہیڈلے کی سڑک کے دونوں جانب شیخ اور دیہات کے مرد اور عورتیں اس کے انتظار میں جمع تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اس حالت میں

Marfat.com

قتل گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ تو یہ چشمِ پُرنم غمگین آواز سے چلانے لگیں۔

"اے خدائے کریم ہمارا راعی ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہا ہے"۔

ٹیارے قتل گاہ کے قریب آکر پُوچھا کہ یہ کون سا مقام ہے۔ اور لوگ یہاں کیوں جمع ہیں۔ جواب ملا کہ یہ مقام اولٹرہم ہے۔ اور یہیں تمہیں اپنی سزا بھگتنی پڑے گی۔ یہ لوگ تمہیں دیکھنے آئے ہیں۔

اس نے اور کچھ کہنا چاہا۔ لیکن اجازت نہیں ملی۔ دُعا کرنے کے بعد ٹال پر گیا۔ اور اسے بربط کے اس پیپے میں جو اس کے جلانے کے لئے رکھا گیا تھا۔ کھڑا ہو گیا۔ اس کی پشت ٹال سے لگی ہوئی تھی۔ ہاتھ ایک دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔ اور آنکھیں آسمان کی طرف لگی تھیں اس طرح وہ زنجیر کس گیا۔ جلادوں میں سے ایک نے نہایت بے رحمی سے لکڑیوں کا گٹھا اس کے سر پر مارا جس سے اس کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ وہ بغیر کسی جنبش اور آواز کے کھڑا رہا۔

ایک شخص نے ایک سنگاری سر پر ماری۔ اس کا بھیجا نکل پڑا۔ اور اس کا مُردہ جسم آگ میں گر گیا۔

خونخوار جج انداوے کے ملزمان بالعموم بوہنر اسقف لندن کے سپرد کر دیے جاتے تھے۔ قتل و خونریزی کی وجہ سے یہ شخص بہت بدنام ہو گیا تھا۔

ایک کمسن لڑکا جب اس کے روبرو حاضر کیا گیا تو اسقف نے اس سے پُوچھا کیا تم آگ میں جلنے کی تکلیف برداشت کرنے کی ہمت رکھتے ہو۔

Marfat.com

لڑکے نے بے تامل اپنا ہاتھ قریب کی ایک جلتی ہوئی قندیل پر رکھ دیا۔ ریزہ ریزہ شعلے کے اندر اس طرح ہاتھ دھرتے ہوئے جان دی۔

اس وقت یہ حالت ہوگئی تھی کہ معمولی معمولی آدمی بھی انبارِ ہیزم پر اپنا نام روشن کر رہا تھا۔

ایک لڑکا ولیم ہنٹر سزا بھگتنے کے لئے اپنے وطن برنٹ ووڈین لایا گیا تھا اس نے اپنے گرد کے لوگوں سے اپنے لئے دعا کرنے کی خواہش کی تو ایک شخص نے جواب دیا کہ میں تمہیں ایک کتے سے زیادہ دعا کا مستحق نہیں سمجھتا۔

۱۵۵۶ء میں پادریوں کے علاوہ عوام پر مظالم ہوئے ٹولیاں بنا کر جلانے کے لئے روانہ کی جاتی تھیں۔ اور مقام اسٹریٹفورڈ لے بو میں جلائے جاتے تھے۔ کولچسٹر کے ۲۳ پروٹسٹنٹ ایک رسی میں بندھے ہوئے لندن کی سڑکوں پر کھینچے گئے۔

غرض اس طرح سخت سزائیں دیکر قریباً تین سو پروٹسٹنٹ اپنا مذہب نہ بدلنے کی وجہ سے زندہ جلوائے گئے۔ لیٹمر اور رڈلے ایک ساتھ آکسفورڈ میں جس وقت زندہ جلائے گئے۔ تو آگ کے شعلوں میں لیٹمر نے بلند آواز سے کہا ماسٹر رڈلے مذہب کے لئے بہادری سے جان دو۔ ہم لوگ اس شعلے کو بھڑکا رہے ہیں جسے انگلستان میں کوئی نہیں بجھا سکے گا۔

مصلح کو بارود کی تھیلیوں سے بھسم کرنا

ہوگ لاٹیمر کی زندگی میں انگلستان

میں رومن کیتھولک سے پروٹسٹنٹ کے عبوری دور میں سے گذر رہا تھا۔ لاٹیمر اس

Marfat.com

اس زمانہ کی ایک نمایاں شخصیت ہے۔ وہ بڑا اور مانا ہوا واعظ تھا۔ اس نے ہر برائی کی مذمت کی۔ اور اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اس مروجہ باطل عقیدوں کی تکذیب کی جس سے پادری مشتبہ ہو گئے۔ اور اس کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ شاہ انگلستان نے اس کی صاف گوئی کی وجہ سے اس کو اسقف کنٹربری مقرر کر دیا تھا۔

ہنری ہشتم اس زمانے میں پوپ کے اقتدار کو ختم کر رہا تھا۔ ہنری پروٹسٹنٹوں کا دشمن تھا۔ وہ انہیں بے دین قرار دے کر آگ میں زندہ جلا دیتا تھا۔ رومی کلیسا کے حامیوں کو وہ اس لئے قتل کر دیتا تھا کہ وہ پوپ کے حامی تھے۔ اس نے ان کی جائدادوں کو ضبط کیا۔ لاٹیمر خانقاہوں میں اصلاح کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ جس کی بنا پر ہنری نے اس کو شاہی پادری مقرر کیا۔ اس نے بت پرستی کی مخالفت کی۔ اور باطل عقیدوں کو قانون سے نکالنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس کوشش میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ آخرکار اس کو استعفیٰ دینا پڑا۔

بادشاہ چراغ پا ہو گیا۔ موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا لیکن ایک معتمد پادری کے مشورے سے اس نے اس کو قید رکھنا ہی مناسب سمجھا ایک سال کے بعد ان کو رہا کر دیا۔ آٹھ سال تک وہ خاموش رہے۔ بعد میں انہوں نے اپنے ایک دوست کو مشورہ دیا کہ وہ عقائد باطل کی مذمت کریں۔ اس جرم میں گرفتار ہوئے ایڈورڈ ششم نے تخت پر آتے ہی اس کو رہا کر کے اپنے دربار کا واعظ مقرر کیا۔

Marfat.com

ایڈورڈ کی مدت کے بعد پوپ کے اقتدار کا زمانہ آیا - پروٹسٹنٹوں کو آگ میں زندہ جلایا گیا - میری ٹیوڈر کا دور حکومت تھا - وہ کس طرح لاتیمر کو بخش سکتی تھی -

اس نے لاتیمر سے تائب ہونے کو کہا - اس نے انکار کیا - سزائے موت کا حکم ہوا چنانچہ اس کو اور اس کے ساتھی کی گردن میں بارود کی تھیلیاں لٹکا دی گئیں - اور دونوں کو زندہ جلا دیا گیا -

پوپ کو زندہ جلانا میری پوپ کرنیمر کو اپنا پرانا دشمن سمجھتی تھی کیونکہ اسی نے اس کی والدہ کیتھرائن کے طلاق کی اجازت دی تھی - کرنیمر کو بھی پروٹسٹنٹ مذہب نہ چھوڑنے کے قصور میں زندہ جلانیکا حکم صادر کیا گیا - کرنیمر کے دل میں کچھ وقتی کمزوری ظاہر ہوئی - اور اپنی جان بچانے کے لئے اس نے معافی نامہ پر دستخط کر دئے - مگر اس کا ضمیر اسے گوارا نہ کر سکا - اور اس نے فوراً معافی نامہ واپس لے لیا - اس کے زندہ جلائے جانیکا دوبارہ حکم صادر کیا گیا - جب کرنیمر جلایا جا رہا تھا تو اس نے بڑی بہادری سے اپنا ہاتھ شعلوں میں بڑھا کر کہا " اس ہاتھ نے معافی نامہ پر دستخط کرنے کا قصور کیا ہے - اس لئے اس کو سب سے پہلے جلنا چاہئے - (زندہ باد)

سوئیاں چبھونا ملکہ الزبتھ کے زمانے میں باغیوں کو شکنجے میں کس کر ان سے اقبال جرم کرایا جاتا تھا - ان کے جسم کے نازک و خطرناک حصوں میں سوئیاں چبھوئی جاتی تھیں - اور معصوم و بے گناہ لوگوں سے نہ کئے ہوئے جرموں کا اقبال کرایا اور بے گناہ لوگوں کو انکا شریک

Marfat.com

Marfat.com

تصویر نمبر ۳

اقبال جرم کرانے کا طریقہ
مجرم کے ھاتھ پاؤں جکڑ دئے گئے ھیں - ھل جل نہیں سکتا۔ وزن رکھنے کا سلسلہ جاری ھے جان دو یا اقبال جرم کرو -

Marfat.com

گنا و بنوایا جاتا تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ وہ لوگ سزاؤں کی تکلیفوں سے تنگ آ کر اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹے اقبال کر لیتے تھے۔ اور جو کچھ وہ کہلواتے وہ کہہ دیتے تھے۔ اور غلط لوگوں کو اپنا ساتھی بنانے پر مجبور ہوتے تھے۔

اقبالِ جُرم کرانے کے لئے وزن رکھنا

چنانچہ مارگرٹ کلتھورو ایک یارک شائر کی معزز عورت کے سینہ پر بھاری وزن رکھ کر اقبالِ جُرم کرانے کی کوشش کی گئی۔ آخران پر اتنا وزن رکھا گیا کہ وہ موت کا شکار ہو گئی۔ دیکھو تصویر ۳۔

جو لوگ نہ اقبالِ جُرم کرتے اور نہ جُرم سے انکار کرتے اور خاموش رہتے ان کو اولڈ بنوگیٹ کے قید خانہ میں لیجایا جاتا تھا۔ جہاں ان کو تختے سے باندھ کر اس کے جسم کے نیچے ایک نوکدار پتھر رکھ دیتے تھے۔ اس کے بعد اس پر وزنی پتھروں کا ڈھیر لگایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اقبالِ جُرم کرتے یا دم دیدیتے تھے۔

بعض مالدار قزاقوں نے اس طرح مرنا پسند کیا۔ لیکن اقبالِ جُرم کی تکلیف نہیں اُٹھائی۔ اور لوٹا ہوا مال اپنے ورثا کے لئے چھوڑ گئے۔

آوارہ عورتوں کو غوطہ دینا

انگلینڈ کے دیہات میں لوٹلم دستم کا راج تھا۔ یہاں سزائیں عام تھیں اور خاص طور پر عورتوں کی آوارہ گردی کو ختم کرنے اور اصلاح کے نام پر بڑی سخت سزائیں دیجاتی تھیں۔ عورتوں کو سرتاپا برہنہ کر کے گھوڑے کی دم سے

Marfat.com

باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا جانا ایک کھیل سمجھا جاتا تھا۔ امراء اس تماشہ کو بڑے ذوق وشوق سے دیکھتے تھے۔

جو عورتیں دوسری عورتوں اور مردوں پر جھوٹے الزام لگاتی تھیں ان کو پانی کے تالاب میں غوطے دیئے جاتے تھے۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ انہیں ایک کرسی پر بٹھا کر کس دیا جاتا تھا۔ اور کرسی کو ایک زنجیر میں کس کر رہٹ نما ڈول بنا کر غوطے دیئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ غوطے کھاتے کھاتے ادھ موئی ہو جاتی تھی۔ (دیکھو تصویر نمبر ۵)

منہ میں نوکدار کانٹے پھنسانے کی سزا

ایک عجیب طریقہ آوارہ عورتوں کو سزا دینے کا یہ تھا۔ کہ مجرمہ کے سر کو لوہے کے پنجرے میں بند کر دیا جاتا تھا۔ اور اس کے منہ اور تالو کے درمیان نوکدار کانٹے پھنسا دیئے جاتے تھے۔ تاکہ مجرمہ کا دہانہ کھلا کا کھلا رہے۔ اس حالت میں مجرمہ کو گاؤں کے تمام بازاروں میں پھرایا جاتا تھا۔ یا اوباش عورت کو گاڑی سے باندھ کر بھگایا جاتا تھا اور کوڑے مارے جاتے تھے (دیکھو تصویر نمبر ۲۰)

سربازار شکنجہ میں کسنا

دوسرا طریقہ مردوں کو تشہیر کرنے کا یہ تھا کہ مجرم کے سر اور ہاتھوں کو شکنجہ میں کس کر سربازار کھڑا کر دیتے تھے۔ اور اس کو بے عزت کرنے کی کھلی اجازت ہوتی تھی۔ پبلک اس کو طرح طرح سے تکلیفیں پہنچاتی تھی۔ کوئی اس کے پتھر مارتا۔ کوئی ڈنڈا یا انڈا مارتا کوئی کسی قسم کی ترکاری رسید کرتا۔ گندگی وغلاظت

Marfat.com

بھیکی جاتی غرض اچھی طرح اس کی مرمت ہوتی تھی۔ شکنجہ کی سزا موت کی سزا کے بعد دوسرا درجہ رکھتی ہے جو انتہائی تکلیف دہ ہے۔ (دیکھو تصویر ۲) شکنجہ سے رہائی پانے کے بعد عام طور پر مجرموں کے دانت غائب ہو جاتے تھے۔ جبڑے کی ہڈیاں ختم ہو جاتی تھیں۔ سنگ باری کی ضربوں سے بھیجے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے تھے۔ بہت کم ایسے خوش قسمت ہوتے تھے جو اپنی جانوں کو سلامت لاتے تھے۔ اور موت کا شکار نہیں بنتے تھے۔

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس سزا میں پبلک کے ہیرو بھی پھنس جاتے تھے۔ تو ان کے اوپر گل نشانیاں ہوتی تھیں۔ اور وہ صحیح سلامت اطمینان کے ساتھ اپنے گھر چلے جاتے تھے۔

چنانچہ جبن بل برن کو گاڑی میں باندھ کر چار سپاہیں لگا کر وائٹ ہال پر شکنجہ میں کس دیا گیا تھا۔ تب اس نے ایک گھنٹہ تک مسلسل پبلک کے سامنے مدلل دپرجوش فصیح و بلیغ تقریر کی۔ حکام پیچ وتاب کھاتے رہے۔ لیکن اس کی تقریر کو بند نہ کر سکے۔

گرجا کے سامنے برہنہ ہونیکی سزا

اس دور میں دربار اور سرزمین ملک اخلاقی کمزوریوں میں گھرے ہوئے تھے۔ غریب مفلس گاؤں کی لڑکی اگر عیب کرتی تو سزا ملتی۔

لیکن اگر یہ عیب کسی اونچے طبقہ کا مرد کرتا تو اس کو سزا نہیں دی جاتی تھی

Marfat.com

سزا کا معیار یہ تھا - کہ

لڑکی تین دن تک برہنہ رہ کر ہر اتوار کو متواتر گرجا کے آگے کھڑی رہتی - اور صرف ایک چادر اوڑھ سکتی تھی - پبلک گرجا کے دروازے پر اس سے تمسخر کرتی - نیز عورتیں خاص طور پر اس کا مذاق اڑاتی تھیں -

ایک نوے سالہ بوڑھے مرد کو جس نے ایک نوجوان دوشیزہ کی عصمت دری کی یہی سزا دی گئی تھی - اس کو بھی برہنہ کر کے صرف ایک چادر اڑھا کے چرچ کے سامنے کھڑا کر کے توبہ کرائی گئی تھی -

قوانین غربا

الزبتھ کے زمانہ میں سمرسٹ شائر کے مجسٹریٹوں نے ایک وقت میں سو آدمیوں کے ایک غول کو پکڑا اور ان میں سے پچاس کو اسی وقت پھانسی پر لٹکا دیا - اور سختی کے ساتھ مجلس شاہی میں یہ شکایت کی کہ باقی پچاس کے پھانسی دینے میں ابھی گشتی عدالت کی آمد کا انتظار کرنا ہے -

ان حالات کے پیش نظر غربا کی امداد کے لئے قانون بنائے گئے ان قوانین کی رو سے سڑکوں پر بھیک مانگتے پھرنا جرم قرار دیا گیا - جن کی پرورش کا کوئی وسیلہ نہ تھا اس کے لئے غریب خانے قائم کئے گئے - وہاں لنگڑے لولوں کو کھانا ملتا تھا - ہر ایک محلہ میں حکومت کی طرف سے داروغہ مقرر تھے - جو لوگوں سے معمولی محصول لیکر غریب خانوں کا خرچ چلاتے تھے -

جو امیر آدمی نیک کام میں امداد دینے سے انکار کرتا تھا اور خوشی سے چندہ نہیں دیتا تھا - تو بشپ کو حق حاصل تھا کہ وہ ان پر دباؤ ڈالے - دباؤ ڈالنے کا طریقہ یہ تھا کہ ان کو سمن کے ذریعے بلوایا جاتا تھا اور ہفتہ داری

Marfat.com

ٹیکس ادا کیا جاتا۔ اگر یہ جرمانہ وہ نہ دیتا تو اس کو جیل بھیج دیتے تھے۔ اور اس وقت تک رہا نہیں کرتے تھے جب تک وہ جرمانہ نہ دیتا یا دینے کا وعدہ نہ کر لیتا۔

فقیروں کے کانوں میں گرم سلاخیں

۱۵۷۲ء میں جب یہ دیکھا گیا کہ فقیر لوگوں کو پریشان کرتے ہیں اور بھیک مانگتے ہیں۔ زبردستی کرتے ہیں تو ایک نیا قانون بنایا گیا جس کا منشا یہ تھا کہ زبردستی فقیر بھیک نہ مانگے۔ چنانچہ جو فقیر زبردستی بھیک مانگتا اور آوارہ گردی کرتا ہوا نظر آتا تھا اس کو جیل بھیج دیا جاتا تھا۔ اس کی کوئی ضمانت نہیں لیجاتی تھی۔ جیل میں سے لے کر اس کے کوڑے مارے جاتے تھے۔ اور داہنے کان میں ایک گرم لوہا ایک انچ گھسیڑ دیا جاتا۔ خواہ وہ عورت ہوتی یا مرد یہ سزا دی جاتی تھی۔ ضامن دے دیتا تو اس کو ایک سال کے لئے اس کی خدمت کرنے کے لئے رہا کر دیا جاتا تھا۔ ضامن ایک سال کی خدمت کے بعد عدالت میں اس کو پیش کرتا اگر ضامن کی بلا اجازت کے وہ فقیر ایک سال کی مدت میں چلا جاتا تو اس کے کوڑے مارے جاتے۔ اور لوہے سے اس کو داغ دیا جاتا۔

اگر دوبارہ ایسی زندگی گذارتا تو وہ دو سال کی نگرانی میں رکھا جاتا تھا۔ اگر تیسری مرتبہ ان ہی افعال کا مرتکب ہوتا تو اس کو مجرم قرار دیا جاتا تھا۔ اور اس کو کہیں سے امداد نہیں ملتی تھی۔ اگر کوئی جائداد ہوتی تو ضبط کر لی جاتی تھی۔ اور موت کی سزا بھی ملتی تھی۔

Marfat.com

لارڈ کلے کے پاس ایک مجسٹریٹ نے ایک چٹھی لکھی کہ موجودہ فقیروں کا قانون ملک کے لئے مضر ہے وہ سستی و کاہلی کا باعث بن رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کی اصلاح کے لئے جیل خانے بنوائے جائیں۔ اور اس میں خانہ بدوش۔ آوارہ گرد فقیروں کو رکھا جائے۔ اور جیل میں ان سے کام کرایا جائے۔ اور اگر ان کو کوئی نوکر رکھنا چاہے اور ان سے کام لینا چاہے تو اس کو ان کے پاس کام کرنے کے لئے بھیج دیا جائے۔

۱۸۲۲ء میں اس اسکیم پر عملدرآمد کرنے کے لئے شہر کے معززین میں سے مجسٹریٹ وغیرہ علاقوں میں مقرر ہوئے۔ جو سالانہ میٹنگ کرتے تھے۔ اور علاقہ کے لئے اون لوہے و دیگر سامان کی فراہمی کے لئے خاکے بناتے تھے اور اسی کے مطابق فراہم کرکے فقیروں میں تقسیم کرتے تھے۔

ریفارمیٹری میں ان لوگوں کو رکھا جاتا تھا جو لاوارث، مفرور اور بدمعاش ہوتے تھے۔

گرجا میں نہ جانے کی سزا

اسی عہد الزبتھ میں عہدہ داروں کو قانون عظمت کے تسلیم کرنے کی قسم کھانی پڑتی تھی۔ اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو ان کو کوئی عہدہ نہ دیا جاتا تھا۔ پبلک گرجا گھروں میں سب کو مقررشدہ کتاب استعمال کرنی پڑتی تھی۔ جو لوگ پبلک گرجا گھروں میں شریک نہیں ہوتے تھے ان کو اپنی غیر حاضری کا جرمانہ دینا پڑتا تھا۔

چرچ کے خلاف آواز اٹھانا بغاوت تھی

الزبتھ کبھی

Marfat.com

برداشت نہیں کرسکتی تھی کہ چرچ کے انتظام کے خلاف کسی قسم کی شورش کی جائے۔ اس نے ایک مذہبی عدالت ہائی کمیشن کورٹ قائم کی۔ جس میں ایسے باغیوں کو سزا دیجاتی تھی۔ جو چرچ کے خلاف شورش کرتے تھے۔

سیانا احمق بادشاہ

جیمز سنہ ۱۶۰۳ء میں مے پرست اور رند مشرب تھا دربار میں ایک تماشے کے موقع پر دیکھا گیا کہ اکثر نشہ میں چور اس کے قدموں پر لوٹ رہی ہے۔ ایک شرمناک مقدمہ میں یہ ثابت ہوا کہ سلطنت کے بعض بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر زہر دینے والوں سے ساز باز رکھتے تھے۔ لیڈی اسکس کے مقدمہ طلاق میں جیمز نے بذاتِ خود مداخلت میں کچھ تامل نہیں کیا اس طلاق کے بعد لیڈی نے جب بادشاہ کے ایک مورد عنایت ندیم سے عقد کرنا چاہا تو تمام مراسم بادشاہ کے حضور میں عمل میں آئے۔ جیمز کو اپنے اوپر زیادہ اعتماد تھا۔ اور وہ انتہائی مغرور تھا جس کی وجہ سے سیانا احمق کا خطاب اس کو دیا گیا تھا۔

جج بلا بادشاہ کی مرضی کے فیصلہ نہ کریں

بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے بیکن نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ بادشاہ کو فی نفسہٖ یہ حق حاصل ہے کہ جب کسی عدالت کے روبرو کوئی ایسا معاملہ پیش ہو جس سے اقتدار شاہی پر اثر پڑے تو فیصلہ سے قبل بادشاہ کا خیال معلوم کرے۔ تو ججوں نے عاجزی سے مل کر یہ کہہ کر اس دعویٰ کو رد کر دیا۔ کہ قانون میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ جیمز نے ججوں کو خلوت میں طلب کیا۔ اور مدرسے کے بچوں کی طرح ان سب کو سرزنش کی

Marfat.com

ایک شخص کے سوا سب جج اس کے قدموں پر گر پڑے اور اقرار کیا کہ وہ اس کی مرضی پر چلیں گے۔ صرف چیف جسٹس لارڈ کک اپنی رائے پر مستقل تھا۔ کک ایک تنگ خیال اور بدمزاج شخص تھا مگر قانون دانی میں اسکا پایہ بہت بلند تھا۔ قانون کی عظمت اس کے دل میں جاگزیں تھی۔ اس لئے وہ اس کے سامنے تمام خیالات کو ہیچ سمجھتا تھا۔ اس نے یہ جواب دیا کہ اس کے روبرو جب کوئی معاملہ پیش ہوگا تو وہ وہی کرے گا جو ایک جج کو کرنا چاہئے۔ وہ اس جرم میں فوراً مجلس شاہی کی رکنیت سے خارج کر دیا گیا۔ کک کی تذلیل درحقیقت قانون کی تذلیل تھی۔ ایک قرنوں کا متروک قانون نکالا گیا کہ عدالتی عہدہ پر کوئی شخص اس وقت تک رہ سکتا ہے جب تک کہ بادشاہ کی مرضی ہو۔ اس پر بھی جب کک اپنی رائے پر قائم رہا تو اس قانون کی رو سے عہدہ چیف جسٹس سے برطرف کر دیا گیا۔

رشوت خور جج

۱۶۰۳ء میں جیمز کی حکومت جب احمقانہ و مفسدانہ کاموں کے باعث ہوئی تو بیکن بھی خود بھی شریک ہوا۔ بیکن لارڈ چانسلر تھا۔ خاصکر ججوں کو دھمکا کر قانون کو بادشاہ کی مرضی کے تابع کر دینے میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا۔ تمام نظریں تاڑ رہی تھیں۔ آخر خود پھنسا۔ رشوت کا الزام لگا۔ چونکہ دستور یہ رائج تھا کہ مقدمہ کے طے ہونے کے چانسلر کامیاب فریق کے تحفے قبول کر لیتا تھا۔ اس لئے بیکن نے ایسے لوگوں کے تحفے قبول کر لئے تھے۔

ان تحفوں کے قبول کرنے کے متعلق اس کے پاس کوئی معقول جواب

Marfat.com

تصویر نمبر ۲

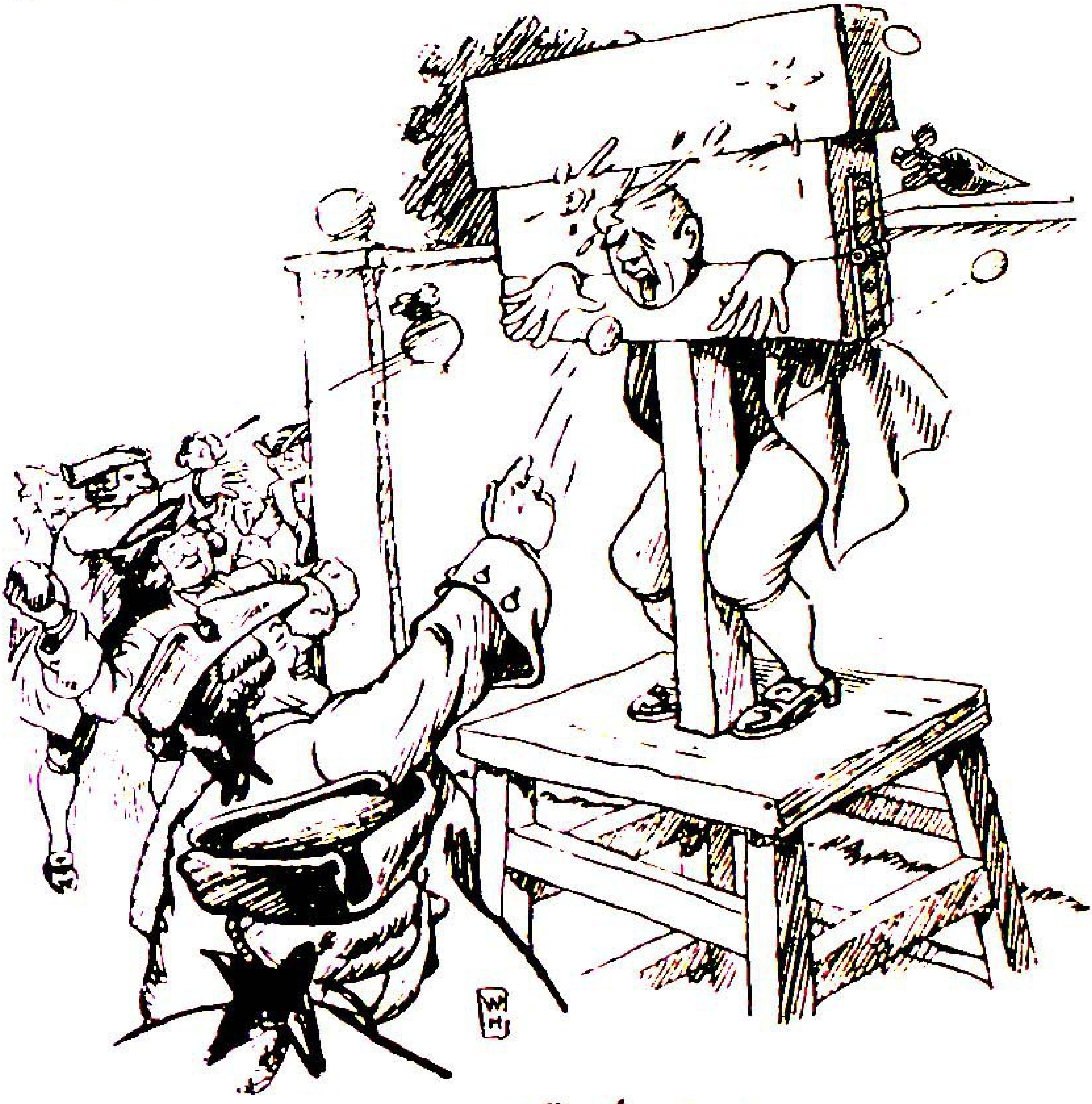

مجرموں کی تشہیر

مجرم کے سر اور ہاتھوں کو کس کر سر بازار کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اس پر پبلک ترکاری، پتھر، ڈنڈے اور انڈوں کی بارش کر رہی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

نہیں تھا۔ اس لئے فوراً جرم کا اقبال ہو گیا۔ اس پر بہت بڑی جرمانہ کی رقم عائد کی گئی۔

آزادیٔ رائے پر سزا

یہ وہ دور تھا جب مذہبی تعصب انتہائی عروج پر تھا۔ اور لگاتار معمولی معمولی دینیت کے مجرموں کو سزا دیجاتی تھی۔ یہاں تک کہ ایک دور کی تصنیف دوسرے دور کے لئے کفر بن جاتی تھی۔ لیکن عام طور پر اینا بٹیس یا ایرین فرقہ جس کو آجکل یونیٹیرین کہلایا جاتا ہے۔ کا زیر تعزیر کیا جاتا تھا۔ اسی طبقہ کا ایک آدمی مار تھلمو لیگیٹ تھا۔ جو اکسیس کا باشندہ تھا۔ اس کا رنگ سیاہ عمر ۴۰ سال تھی۔ خوش اخلاق بہادر، بہترین زبان دان، اور مذہبی مطالعہ و معلومات کا عالم تھا۔ چونکہ وہ یسوع کی خدائیت کا منکر تھا۔ اور منکرین کی مار یونیٹ (؟) وہ بہر بین کا زہر جب عوام و شعائر پیارے میں رکھا جاتا ہے تو بہت خطرناک معلوم دیتا ہے۔ اس لئے اس کے حسب ذیل خیالات موت کا باعث ثابت ہوئے۔ اس کے موٹے موٹے نظریئے یہ تھے۔

(۱) حضرت عیسیٰ خدا نہیں تھے۔ نہ خدا کی اولاد تھے۔ بلکہ وہ پیدا ہوئے تھے۔ اور کسی نے ان کو بنایا تھا۔

(۲) کوئی انسان خدا کے پاس میں موجود نہیں ہے۔

(۳) پیغمبروں نے حضرت عیسیٰ کو آدمی ہونے کا سبق دیا۔

(۴) خدا کی کوئی اولاد نہیں بلکہ سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔

(۵) یہ کہنا کہ خدا انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ تدوین کے خلاف ہے

Marfat.com

اور بہت بڑا کفر ہے۔

(۶) حضرت عیسیٰ خدا کی طرح نہیں تھے۔ نہ خدا کے برابر تھے۔:

نہ خدا کے جزو تھے۔ بلکہ صداقت اور نجات دہندہ تھے۔

(۷) حضرت عیسیٰ اپنی خدا کی قوت سے کوئی معجزہ نہ دکھا سکے۔

(۸) حضرت عیسیٰ کی عبادت نہیں کیجاتی تھی۔

یہ خیالات عوام میں بے چینی کا باعث ہوئے۔ جیمس بادشاہ نے لیگیٹ کو اپنے دربار میں بلوایا۔ اور اس کو سختی کے ساتھ ڈانٹا کہ یہ اپنے خیالات تبدیل کرلے۔ نرمی بھی کی لیکن وہ تائب ہونے کے لئے تیار نہ ہوا۔

بادشاہ نے پوچھا:-

کیا تو روزانہ حضرت عیسیٰ کی عبادت کرتا ہے؟

اس نے کہا۔ میں اپنی جہالت ولاعلمی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ لیکن سات سال ہوئے ہیں ضلالت سے واقف ہوگیا۔ اس وقت سے ان کی عبادت نہیں کرتا۔

یہ جواب سنکر بادشاہ نے اس کے ایک ٹھوکر ماری اور کہا:-

اے نالائق کمینے میری نظروں سے دور ہوجا میں ایسے شخص کو جس نے عرصہ سات سال سے عبادت نہیں کی دیکھنا نہیں چاہتا۔

ان حالات کی وجہ سے لیگیٹ بہت عرصہ تک جیل میں رہا۔ آخرکار جان کنگ جو کہ لندن کا بشپ تھا اس نے اس کو سنٹ پال کی عدالت میں پیش کیا۔ اس نے بڑے بڑے بشپوں وکیلوں کو بلایا۔ تاکہ وہ اس کے

Marfat.com

مقدمہ میں اپنی رائیں دیں۔ ان سب نے مل کر بارتھلمیو کو بدترین کافر قرار دیا۔ چنانچہ بادشاہ جیمس نے ۱۱ مارچ کو اسے زندہ جلانے کا حکم دیا۔ جس کے بعد اسکو سمتھ فیلڈ میں جلا دیا گیا۔

خزانہ نہ دلوانے پر قتل کی سزا

سر والٹر ریلے ملکہ الزبتھ کے درباریوں میں سے ایک مشہور ملاح تھا۔ اس نے امریکہ کے شمال میں خود ملکہ کے نام پر ورجینیا نامی ایک نئی بستی کی بنیاد ڈالی۔ جیمز کے زمانہ میں وہ ایک سازش میں پکڑا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ تقریباً تیرہ سال جیل میں رہا۔ جہاں اس نے ساری دنیا کی تاریخ لکھی۔ اس کے بعد اس نے بادشاہ کو یہ امید دلائی کہ وہ ایک سونے کی کان کا پتہ لگا سکتا ہے۔ بادشاہ کو اتفاق سے اس وقت روپیہ کی ضرورت تھی۔ اس نے اسے امریکہ جا کر سونے کی کان دریافت کرنے کی اجازت دے دی مگر جب سونے کی کان نہ ملی۔ اور ریلے نامراد واپس آیا۔ تو بادشاہ نے اسے قتل کرا دیا۔

قانون بادشاہ کی مرضی ہے

۱۶۲۶ء میں چارلس اول نے ملک پر جبری قرضے وصول کرنے شروع کئے۔ کمشنر مقرر کئے گئے کہ وہ اس امر کا اندازہ کریں کہ فلاں زمیندار کس قدر دینا چاہئے انکار کریں تو ان کا حلفیہ بیان لیں۔ جبر و سختی کے [illegible] نرم و آشتی سے کام لیا گیا۔ لارڈ کے زیر اثر پادریوں نے ہر طرف ممبر پر بے چون و چرا اطاعت کا وعظ کہنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

ڈاکٹر میو مرنگ نے خود چارلس کے دستخط میں یہ کہا کہ محصول لگانے کے لئے بادشاہ کے لئے بادشاہ کی منظوری کی شرط نہیں ہے۔ اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف کرنا خود کو عذاب ابدی کا مستحق بنانا ہے۔

جن غریب آدمیوں نے قرضہ دینے سے انکار کیا۔ انہیں جبراً وقہراً بری یا بحری فوج میں داخل کر دیا گیا۔ جو تاجر قرضہ نہ دینے پر مصر رہے انہیں قید خانوں میں ڈال دیا گیا۔ امراء کو مرعوب کرنے کا کام خود بکھنگھم نے اپنے ذمہ لیا۔ چارلس نے ججوں کی مخالفت کا تدارک یہ کیا کہ چیف جسٹس کیرلو کو فوراً اس کے عہدے سے ہٹا دیا۔

تمام صوبے بادشاہ کے خلاف ہو گئے اور قرضہ دینے سے انکار کیا۔ معزز معززین ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ میں منتقل کئے گئے۔ لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ اپنی ہٹ اور ضد پر قائم رہے۔

کورٹ مارشل

اس قسم کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک خاص قسم کی عدالت کورٹ مارشل قائم ہوئی۔

جبری قرضہ کی وصولیابی کا انسدادی قانون

بادشاہ چارلس نے روپیہ کی ضرورت کی وجہ سے ایک پارلیمنٹ بلائی۔ لیکن اس میں معاملہ برعکس ہوا۔ اس میں ایلیٹ کی تجویز کے مطابق پارلیمنٹ نے ایک معرکہ کا قانون پاس کیا۔ جو کہ مسودہ اختیارات "پیٹیشن آف رائیٹس" کے نام سے مشہور ہے

Marfat.com

اس کی خاص وضاحت یہ تھیں :-

(۱) پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر ملک پر کسی قسم کا محصول نہیں لگایا جائیگا اور قرض دینے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا - الزام کے فیصلے کے بغیر کسی کو جیل نہیں بھیجا جائے گا - شہر والوں کے مکان میں ان کی مرضی کے بغیر فوجی سپاہیوں کو نہیں ٹھہرایا جائے گا - امن وامان کے زمانہ میں کسی شہر والے کو فوجی عدالت کے روبرو طلب نہیں کیا جائیگا - یہ پروانہ اختیارات انگریزوں کی آزادی کا بڑا حکم نامہ کہا جاتا ہے -

جج خوفزدہ ہو کر فیصلہ دیتے تھے

لیکن اس کے باوجود بادشاہ نے اس قانون کے خلاف کاروائی کی - پروانہ اختیار صاف طور پر کہہ دیا بغیر پارلیمنٹ کی منظوری کے ملک پر کسی کا نیا محصول نہیں لگایا جا سکتا - باوجود اس کے چارلس نے صرف اپنے اختیار سے ایک خاص قسم کا محصول لگانا شروع کیا - جو جہازی محصول کے نام سے مشہور ہے - پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے اس محصول کے دینے سے انکار کیا - بادشاہ کی جانب سے اس ممبر پر مقدمہ چلایا گیا - اور منصفوں نے خوف کی وجہ سے بادشاہ کے موافق فیصلہ کیا - اب کیا تھا چارلس بڑی مستعدی سے یہ محصول وصول کرنے لگا - اور جو لوگ اس کی ادائیگی میں پس و پیش کرتے تھے ان کو سخت سزا دی جاتی تھی -

خواہش قانون بنجاتی

طویل پارلیمنٹ نے سب سے پہلے شاہی وزیروں کی خبر لی - چارلس کی خود مختار

حکومت کے حامی اسٹرلفورڈ پر مقدمہ چلایا گیا۔ جب اس کا کوئی قصور ثابت نہ ہوسکا تو اس نے جو کچھ کیا تھا وہ سب بادشاہ کے حکم سے کیا تھا۔ اس لئے اس زمانہ کے قانون کے مطابق وہ قصوروار نہ تھا۔

جب پارلیمنٹ نے دیکھا کہ مقدمہ چلا کر اسے سزا دینا غیر ممکن ہے تو اس نے ایک خاص قسم کی تجویز پاس کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اسٹرلفورڈ ملکی آزادی کا دشمن ہے اس لئے اس کو سزائے موت ملنی چاہئیے۔ چنانچہ اسکو سزائے موت ملی۔

اسٹار چیمبر کی مطلق العنانی

جبر و تشدد کی تمام کارروائیاں سلطنت کے لئے اس قدر مضر ثابت نہیں ہوئیں جس قدر کہ اسٹار چیمبر کے ذریعہ سے عدالتی کارروائی سے جبر عمل کرنے کی کوشش مضر ثابت ہوئی۔

اسٹار چیمبر کی عدالت میں دنگہ فساد، شورش، ... کا کھلا جعل سازی ازالہ حیثیت عرفی اور سازش کے جرائم پیش ہوتے تھے۔ اور دیگر قسم کے جرائم بھی اس کے اختیارات میں تھے۔ خاصکر ایسے الزامات جہاں عام قانون کے ناکمل ہونے یا ملزم کے اثر کے باعث عدالت ماتحت میں مشکل پیش آ جائے وہ تمام معاملات اس عدالت میں منتقل ہوتے تھے۔ ... کی کارروائی کا طریقہ ... تھا جو عدالت ... کرتی تھا۔ سلطنت کے ... وہ وکیل شاہی کی اطلاعات پر کارروائی کرتی تھی۔ گواہ ملزم دونوں سے حلفیہ بیان لے جاتے تھے۔ اور سزائے موت

Marfat.com

کے سوا اور ہر طرح کی سزا دینے کا اس عدالت کو اختیار تھا۔ عام مقدمات میں یہ عدالت اچھی شہرت کی مالک تھی۔ لیکن سیاسی مقدمات میں اس کا دامن دھبہ سے پاک نہیں ہے۔ مطلق العنان بادشاہ کے ہاتھ میں یہ عدالت آزادی پر چھری پھیرنے کے لئے کافی تھی۔ اس عدالت میں شاہی مرضی کے خلاف عمل کرنے پر نہایت سخت جرمانے ہوتے تھے۔

سنہ ۱۶۴۰ء میں جب اسٹار چیمبر کی عدالتوں میں بغیر قاعدہ مقدمہ چلائے سزا دی جانے لگیں اور چارلس اس کے ذریعہ سے مخالفین کو سخت سزائیں دینے کا وتیرہ اختیار کرنے لگا تو پارلیمنٹ نے اس کو برطرف کر دیا۔ اس کے ساتھ کورٹ ہائی کمیشن بھی ختم کر دی گئی۔

انسانیت سوز سزائیں

سنہ ۱۶۴۱ء میں آئرلینڈ کی بغاوت کے سلسلے میں لوگوں نے جو بیان کیا کس طرح شوہروں کو بیویوں کے سامنے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے بچوں کے سر توڑ ڈالے گئے۔ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی اور انہیں یخ بستہ میدان میں ہلاک ہونے کے لئے برہنہ باہر نکالا گیا۔ سپج لکھتا ہے کہ بعض آدمیوں کو بالقصد جلایا گیا۔ جنگجوؤں نے تعفن طبع کے لئے پانی میں ڈبویا۔ اور اگر انہوں نے تیر کر نکلنا بھی چاہا تو نیزوں، بھالوں اور گولیوں سے مار مار کر خشکی پر آنے سے روکا گیا۔ وہ پانی کی تہہ میں رہ گئے۔ بعضوں کو زندہ دفن کیا گیا۔ اور بعضوں کو کمر تک گاڑ کر چھوڑ دیا گیا تا کہ وہ بھوکے پیاسے مر جائیں۔

Marfat.com

مخالف ممبروں کو جبراً انصاف سے روکا جاتا تھا

چارلس اول کو جب

گرفتار کیا گیا تو اس پر مقدمہ چلانا چاہا۔ دارالعوام کے ممبروں کے بارے میں اندیشہ تھا کہ وہ بادشاہ کی طرفداری کریں گے ان کو ایک فوجی افسر سین برانڈ نے جبراً اجلاس میں شریک نہ ہونے دیا۔ اور صرف انہیں ممبروں کو شریک کیا جو بادشاہ کو سزا دینے کے حق میں تھے۔ اس پارلیمنٹ نے ایک خاص قسم کی عدالت قائم کی۔ جس کا صدر براڈشاہ تھا۔ اس عدالت کے روبرو چارلس کا مقدمہ ہوا۔ اس عدالت نے چارلس کو ملکی آزادی کا دشمن اور قاتل قرار دیکر اسے سزائے موت کا حکم دیا۔

ججوں کا قتل

چارلس دوئم نے تخت پر بیٹھتے ہی ان ججوں کو جنہوں نے اس کے والد چارلس اول کے قتل کرانے میں حصہ لیا تھا۔ اس میں اٹھائیس اشخاص کو ایک خاص عدالت کے روبرو پیش کیا جس میں تیرہ آدمیوں کو قتل کی سزا دی گئی۔ اس میں ایک شخص ایسا تھا جس نے حقیقتاً اس بغاوت میں حصہ نہیں لیا تھا۔

مردوں کو قبروں سے نکلوا کر پھانسی دینا

چارلس بانیکا انتقام لینے

کیلئے دیوانہ بنا ہوا تھا اس نے ان لوگوں کو بھی جنہوں نے اس کے باپ کے سزائے موت کے حکم نامے پر دستخط کئے تھے ان کو بادشاہ کا قاتل کہہ کر موت کی سزا دیجی۔ ان میں سے بہت سے اس دنیا میں موجود نہیں تھے۔

Marfat.com

ایسے لوگوں کی لاشیں قبروں سے نکلوا کر پھانسی گھر میں لٹکا دی گئیں۔ گویا ان کو بھی پھانسی دی گئی۔ ان میں سے ایک کرامویل بھی تھا۔ اور اس کی بھی لاش کو ٹالی برن نے پھاٹک پر لٹکوا دیا گیا۔

بہیمانہ سزا چارلس دوئم کے عہد میں جب شہنشاہیت دوبارہ انگلستان پر مسلط ہوئی تو اس وقت ان تمام ایوان الامراء کے افراد کے خلاف جو بادشاہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے کے مرتکب ہوئے تھے۔ مقدمات چلائے گئے۔ ان میں سے ایک سالارڈ ہیرسن ذی عزت اور ذی مرتبت شخصیت بھی تھی۔ جس کے خلاف مقدمہ بغاوت کے سلسلہ میں چلایا گیا۔ اور اس کو سزا دی گئی۔ حکم اور تجویز سزا اس طرح سنائی گئی۔

"تم کو اسی قید خانہ میں لے جایا جائے۔ جہاں سے تم یہاں لائے گئے ہو۔ اور پھر وہاں تم کو پھانسی پر لٹکایا جائے اور اس سے پہلے کہ تم مرو تمہارا پیٹ چاک کرکے تمہاری انتڑیاں باہر کاٹ کر نکال لی جائیں۔ اور تمہاری آنکھوں کے سامنے انہیں جلایا جائے۔ اور جب تم مر جاؤ تو تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں۔ جو بادشاہ سلامت کے رحم پر چھوڑے جائیں۔ خدا تمہاری روح پر کرم کرے"[ل۱]

رنگیلا بادشاہ: چارلس دوئم ان افعال کے علاوہ نفسانی امور پر اچھی خصوصیات کا مالک نہ تھا۔ چارلس کی عیش پرستی صرف مشہور عورتوں

ل۱۔ فیمس ٹرائلز آف انگلینڈ۔

Marfat.com

تک ہی محدود نہ تھی بلکہ وہ قمار باز اور شراب خور بھی تھا۔ تاسف اور ندامت کا اس کے دل میں خیال نہیں آتا تھا۔

ایک مرتبہ اس نے کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر کوئی شخص ذرا سا عیش پرست ہو کر مسرت حاصل کرے گا تو خدا اسے مصیبتوں کا آماجگاہ بنا دے گا۔

شرم و ندامت کو اس نے بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اس کی یہ رائے تھی کہ نیکو کرداری ایک طرح کی عیاری ہے۔ جس سے ہوشیار و مکار بیوقوفوں سے اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ عورتوں میں عفت اور مردوں میں عزت کا دعویٰ محض ظاہرداری ہے۔ بنی نوع انسان کے متعلق اسکی طبیعت کی کیفیت یہ تھی کہ وہ ان کی توہین سے خوش ہوتا تھا۔

اس کی عیاشانہ ذہنیت کا ہی نتیجہ تھا کہ معمولی باتوں پر لوگ لڑتے اور بیہودہ گوئی کو تہذیب سمجھتے تھے۔ پورا دن شراب پینے اور عیاشی کرنے میں گزار دیتے تھے۔ اور رات کے وقت نالیوں پر پڑے ملتے تھے۔

رجعت شاہی کے بعد کی ہزلیات نے ان اوصاف میں بے ستری و شم شعاری کو طرۂ امتیاز کر دیا۔ کہ اس وقت ان باتوں پر کسی طرح یقین نہیں آتا۔ لارڈ روچسٹر اچھا شاعر تھا۔ اس نے اپنی بعض نظموں کے عنوان ایسے دیئے ہیں کہ اس زمانے میں کسی قلم سے ایسے الفاظ نہیں نکل سکتے۔

سر چارلس سڈلی ایک شوخ طبع ظریف تھا مگر اس کے الفاظ ایسے گندے ہوتے ہیں کہ ایک بار اس نے کاونٹ گارڈن کے دربانوں کو مخاطب

Marfat.com

کو کچھ کہنا چاہا۔ تو ان لوگوں نے کھڑکیوں کے اندر سے کیچڑ پھینکی۔

ڈیوک بکنگھم کا واقعہ اس زمانے کی ایک زندہ مثال ہے۔ وہ لیڈی شروسبری کو بھگا کر لے گیا۔ اس کے شوہر سے ڈیوک لڑا۔ اور اسے قتل کرنے میں اپنی اس حرکت کو درست ثابت کیا۔ لطف یہ ہے کہ جس وقت بکنگھم لڑ رہا تھا تو لیڈی شروسبری ایک لڑکے کے بھیس میں اس کا گھوڑا لئے ہوئے کھڑی تھی اور اپنے شوہر کے قتل میں مدد و معاون ثابت ہو رہی تھی۔

اصلاح کی طرف توجہ دی گئی تو قسم کھانا، شراب پینا، زنا کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ زنا ایک ایسا جرم بنا کہ اس کے لئے پادری ملزم کو بھی عدالت ہی کے سامنے حاضر ہونا پڑتا تھا۔

تصویروں کو جلانے کا حکم

جن تصویروں کے نقش و نگار نئے اخلاقیات کے خلاف تھے ان سب کو جلانے کا حکم دیا گیا۔ اور مجسمات کو تراش کر اخلاقی حدود میں لایا گیا۔

مرغ لڑانا ممنوع

بیلوں یا بھالوؤں پر کتوں کا چھوڑنا۔ گھڑ دوڑ کرانا، مرغ لڑانا۔ بہار میں ناچ تماشے کرنا پہلی مئی ستونوں کے گرد ناچنا سب سختی کے ساتھ روک دیے گئے تمام تھیٹر بند کر دیے گئے۔

خلاف قانون مجمع میں وعظ کی سزا

خلاف قانون مجمع میں وعظ کہنے کے جرم میں بنیں تمام کو چارلس دوم نے قید کر دیا تھا۔ اور چونکہ وہ وعظ گوئی کے ترک

Marfat.com

کرنے کا وعدہ کرنے سے انکار کرتے رہے اس لئے وہ بارہ برس تک قید میں پڑے رہے۔ قید خانہ ان کے ہم خیال قیدیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ناگے نیچے بناکر انہیں میں اپنا کام کرتے تھے۔

ظالمانہ سزائیں

چارلس دوئم نے ۱۶۶۵ء میں ہنری چہارم کے زمانے کے ٹائٹ کو منسوخ کیا تو اس کے لئے جو ظالمانہ کاروائیاں ہوئیں۔ انہوں نے سابقہ خونریزیوں کو شرما دیا تھا۔ پروٹسٹنٹ خاندانوں کے مکانات کو قیام گاہ بنا دیا تھا۔ عورتیں بستر علالت سے اٹھا اٹھا کر سڑکوں پر ڈالدی گئیں۔ بچے کیتھولک بنانے کے لئے ماؤں کی گود سے چھین لئے گئے۔ پادری ملاح بناکر جہازوں پر بھیجدئے گئے۔ شاہی احکام ان مصیبت زدوں کے لئے فرار کے راستے بند کردئے گئے۔

قانون ہیبس کارپس

۱۶۷۹ء تک لوگوں کو بلا کسی الزام کے حوالات میں بلا مقدمہ چلائے رکھا جاتا تھا۔ اس بے ضابطگی کو ختم کرنے کے لئے قانون ہیبس کارپس منظور کیا گیا جسکی رو سے داروغہ جیل کے نام یہ حکم صادر کرا سکتے تھے۔ کہ جرم کا فیصلہ ہونے کے لئے ملزم کو فوراً عدالت میں پیش کیا جائے۔ اس کا منشا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ جرم کے فیصلے کے انتظار میں ملزم کو بہت عرصہ تک حوالات میں مصیبت اٹھانی پڑے۔

عدالتِ خونخوار

جیمز دوئم کی شاہی عدالت اپنے ظلم اور خونخواری کی وجہ سے انتہائی بدنام ہوگئی تھی۔ اس عدالت نے

Marfat.com

آٹھ سو غلام جا کر بیچ ڈالے اور سینکڑوں جلا وطن کر دیئے۔ اس سے زیادہ لوگوں کو کوڑے لگوائے۔ اور قید کی سزائیں دیں۔ محض کی نہ رہائیں بلکہ خود جج نے معافیاں بیچ بیچ کر نہایت بے شرمی سے روپیہ حاصل کرلئے تھے۔ سب سے زیادہ جس امر سے لوگوں کو رنج و صدمہ ہوا وہ عورتوں پر ظلم و ستم کا ہونا تھا۔ بعض عورتوں کو ایک بازار سے دوسرے بازار تک کوڑوں سے برہنہ پیٹتے ہوئے لے جاتے۔

مسز کسلی شاہ کشی میں ایک شخص کی بیوی تھی اسے ایک باغی کو اپنے ہاں ٹھہرانے کے جرم میں ونچسٹر میں قتل کر دیا۔ اسی قسم کے جرم کے انتقام میں الزبتھ کانٹ کو زندہ جلا یا گیا۔

اسی عدالت کا یہ کارنامہ تھا تین سو سے زیادہ بے گناہ لوگوں کو پھانسیاں دی گئیں۔ اور ان کو مغربی مجمع الجزائر میں سخت دھوپ میں مٹی کھودنے کا کام دیا گیا۔

یہ سزا دینے والا جج بہت ہی سخت دل اور بے رحم جج مسمی جیفرلے تھا۔ ان ظالمانہ سزاؤں کی وجہ سے اس کی عدالت تاریخ میں خونی عدالت کے نام سے مشہور ہے۔

پادریوں کے خلاف بادشاہ کی توہین کا مقدمہ

سنہ ۱۶۸۸ء میں

جیمز دوئم نے ایک اعلان کیا جس میں اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نومبر میں پارلیمنٹ طلب کریگا اور انتخاب کنندگان سے خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو اس کے آغاز کردہ طریقہ کو پوری طرح کامیاب بنا سکیں

Marfat.com

اس لئے اس نے ہر ایک پادری کو حکم دیا کہ اس شاہی حکم کو متواتر دو اتواروں کو نماز کے وقت پڑھ کر سنائیں اس حکم کے سنانے سے پادریوں کی تذلیل ہوتی تھی۔ اس لئے ہر ایک پادری نے انکار کر دیا۔ لارڈ پادری نے پادریوں کا ساتھ دیا۔ جس اتوار کو اس کا اعلان پڑھا جانا قرار پایا تھا۔ اس سے چند روز پہلے اسقف اعظم سنکرلفٹ نے اپنے نائبوں کو بلایا۔ ان میں چھ اشخاص وقت پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک موزوں معذرت نامہ بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اور خلاف قانون اعلان کے شائع کرنے سے اپنے آپ کو معذور ظاہر کیا۔ لارڈ پادری نے جب کاغذ پیش کیا تو جیمز چلا اٹھا!

"یہ بغاوت کا علم بلند کرنا ہے"

پادریوں کی مخالفت کا حال معلوم ہوا تو اس نے متفرا ان دینے سے انتقام لینا طے کیا۔ جنہوں نے اس معذرت نامے پر دستخط کئے تھے ان کو ان کے عہدوں سے علیحدہ کرنے کا حکم دیا۔ کیبنٹ نذہبی نے ان کو علیحدہ کرنے میں پس و پیش کیا۔ تو چانسلر لارڈ جفریز نے یہ صلاح دی کہ ان لوگوں کو سزا دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان پر توہین کا مقدمہ قائم کر دیا جائے۔ جب پادریوں پر یہ الزام قائم کیا گیا تو انہوں نے ضمانت دینے سے انکار کیا اور وہ سب کے سب ٹاور میں بھیج دئے گئے۔ ان کے قید خانے جانے کے وقت خلائق کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ اور لوگ ہر طرف سے شور مچانے لگے۔ قید خانے کے دروازے میں داخل ہوتے وقت پہرہ دار گھٹنوں کے بل جھک گئے۔ اور ان سے خیر و برکت کے طالب ہوئے۔ قید خانے

Marfat.com

کے سپاہیوں نے ان کے جام صحت نوش کئے۔ قوم میں ایسی برافروختگی پیدا ہوگئی تھی۔ کہ جیمز کو وزراء نے اس کارروائی سے باز رہنے پر زور دیا۔ مگر خطرے کے بڑھنے کے ساتھ جیمز کی ضد بھی بڑھ گئی۔ اس نے کہا نرمی ہی نے میرے باپ کا کام تمام کیا۔ ۲۵ دسمبر ۱۶۰۹ء کو پادری بہ حیثیت مجرم عدالت ہی کے روبرو حاضر ہوئے۔ ارکان جیوری پہلے سے ہی تجویز کر کے مقرر کئے گئے تھے۔ جج محض بادشاہ کے اشارے پر چلنے والے تھے۔ اسیر بھی۔ عالم قوم کی برہمی کا یہ عالم تھا کہ جج اور جیوری دونوں پر ہیبت طاری ہوگئی۔ جیوری کے سرپنچ کی زبان سے جوں ہی بے قصور کا لفظ نکلا۔ لوگوں میں شور بلند ہوگیا۔ اور ہر دیہات میں اس خبر کو شائع کرنے کے لئے سوار ہر طرف دوڑ گئے۔

بے رحم انجمنیں

۱۷۶۰ء جارج سوئم کا زمانہ پر آشوب زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں ہمیشہ ورثے یا غنڈوں سے پیسے کے زور پر کسی کو مروا دینا معمولی بات تھی۔ ورثے میں زیادہ دولت پانے والی لڑکی کو ہر وقت اپنے اغوا ہونے کا ڈر لگا رہتا تھا۔ کہ کہیں اس کو کوئی منچلا اٹھا کر نہ لے جائے۔ اور شادی کر کے مال و متاع کا مالک نہ بن جائے۔

اس زمانہ میں غریب کی نہیں امیر کی چلتی تھی۔ امیر کو ہر غریب پر ظلم ڈھانے کے پورے اختیارات حاصل تھے۔ وہ ممکن تکلیفیں ان کو دیتا۔ اور آنند کے گیت گاتا۔

ان کا نظریہ تھا کہ امیر کے لئے اور قانون ہو اور غریب کے لئے اور۔ انصاف امتیاز کا نام رکھا تھا۔ غریب انسانیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا

Marfat.com

وہ جانور سمجھا جاتا تھا۔ انسانیت سے قطعاً خارج تھا۔ وہ کلب نہیں جا سکتا تھا۔ وہ جماعت کی تشکیل نہیں دے سکتا تھا۔ اس کو اجازت نہیں تھی کہ وہ ٹریڈ یونین بنائے۔ بلکہ یہ غریبوں کے لئے جرم تھا۔ اگر کوئی کلب بناتا تو سزا پاتا تھا۔

لیکن اسی کے ساتھ امیروں کے لڑکے وہ امیر جن کی دولت غلاموں کی تجارت اور ڈکیتی اور خاص طور پر مغربی ہند کی ڈکیتی کی مرہون منت ہوتی تھی۔ بلا تکلف بلا جھجک آزادی کے ساتھ جماعتوں کا قیام کرتے تھے۔ جن کے مقاصد نہ صرف غیر اخلاقی ہوتے تھے بلکہ خطرناک جرائم کو زندہ کرنا بھی ان کی کوششوں میں شامل تھا۔

موہاکس کلب

اس میں سے ایک کلب کا نام موہاکس تھا۔ یہ کلب تھوڑی کم شریر، معتدل مزاج اور کم خطرناک سمجھی جاتی تھی۔ لیکن ان کے کرتوت یہ تھے کہ وہ لوگوں کو اس حد تک ستاتے اور پریشان کرتے تھے۔ کہ ان کو مجبوراً اپنی جانوں سے ہاتھ دھو لینا پڑتا تھا۔ اس زمانہ میں پولیس تو تھی ہی نہیں۔ کچھ عمر رسیدہ لوگ جن کو "چاسلی" کہا جاتا تھا رات کو چوکیداری کے فرائض انجام دیتے تھے۔ چوروں، لٹیروں اور بدمعاشوں پر نگاہ رکھتے تھے۔ آگ سے بچاتے تھے۔ ان کے بیٹھنے کے لئے چھوٹی لکڑی کی پناہ گاہیں بنادی جاتی تھیں۔ جو سردی اور بارش میں خاص طور پر ان کے کام آتی تھیں۔

موہاکس کلب کی ممبری کی اولین پہلی اور ضروری شرط یہ تھی کہ ایک

Marfat.com

Marfat.com

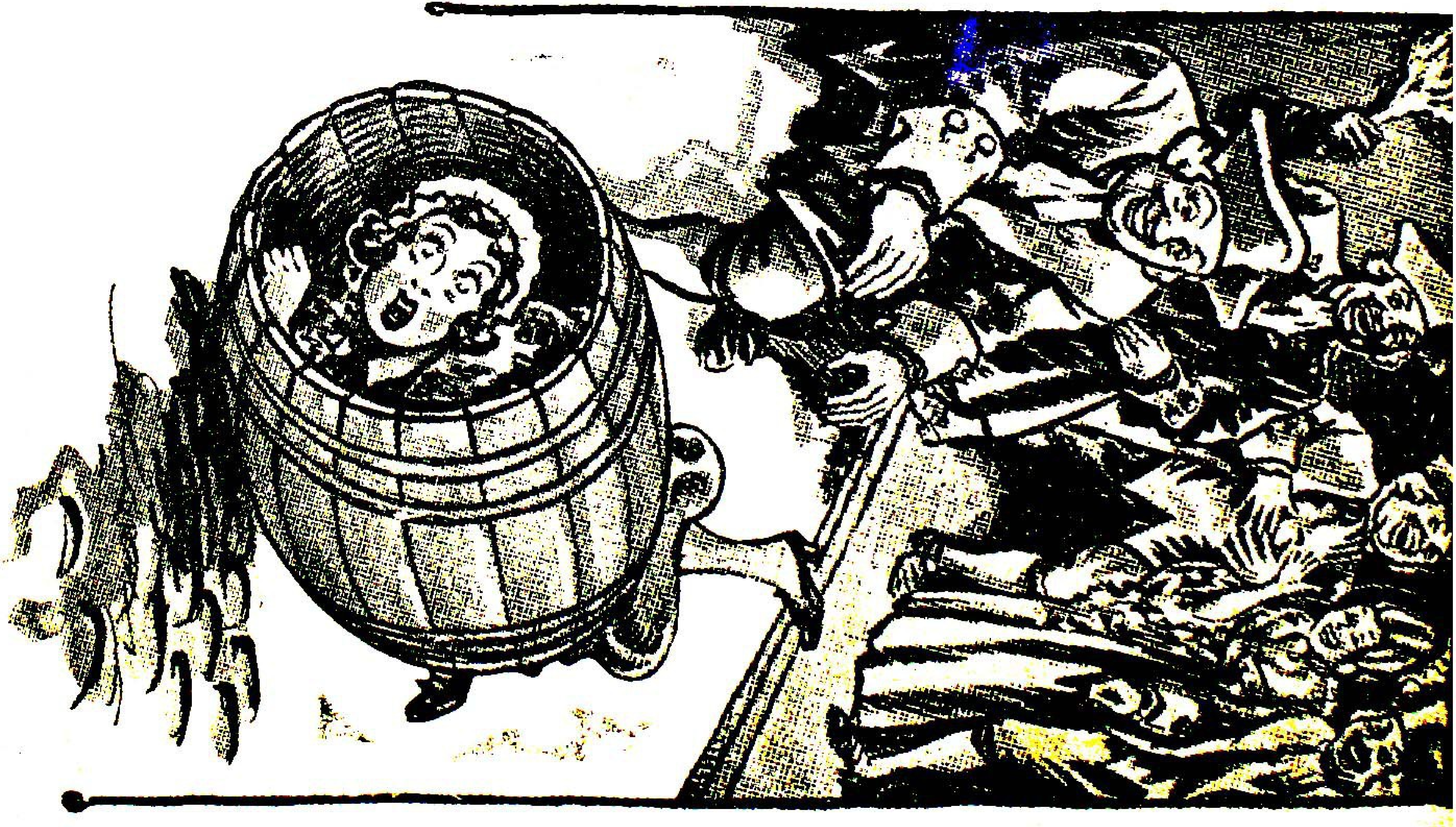

غنڈوں کی شرارت — ڈھلوان سڑک پر پیپے میں عورت

Marfat.com

اُمیدوار نے کم از کم تین چار لیس کو ان کی پناہ گاہوں کے سامنے اُٹ دیا ہو۔
مہاوکس کے ممبران ٹولیاں بنا کر گھوما کرتے تھے۔ لوگوں کو ڈراتے
اور آوازیں کستے تھے ان کا دلچسپ مشغلہ یہ تھا۔
کہ کسی چلتی پھرتی عورت کو اندھیرے اُجالے میں پکڑ لیا۔ اور گول
شراب کے پیپوں میں ان کے ڈھکنے اور تلے الگ کر کے) ڈال کے نشیب
(ڈھلوان سڑک) پر سے لڑھکا دیا۔ (دیکھو تصویر نمبر۶)
اس کے علاوہ عدالتی کارندوں کو جہاں کہیں دیکھتے ان کے ستانے
شروع کر دیتے تھے۔ تلواروں کی نوکیں چبھو چبھو کر غریب سے جسم بلا
دیتے تھے۔

انجمن نارِ جہنم

ایک اور کلب جس کا نام نارِ جہنم تھا (ہیل فائر کلب) تھا اس کا ممبر بننا بڑی عورت قابل کی بات تھا جس نے
پتا بازی سے فن کے کمال سے تین انسانوں کو واصلِ جہنم کیا ہو۔ گویا وہ
تین انسانوں کا قاتل ہو۔
اگر کسی عورت کو اپنے ناپسند خاوند سے چھٹکارا حاصل کرنے کی خواہش
پیدا ہوتی تھی۔ تو وہ نارِ جہنم کے ممبران کی خدمات حاصل کرتی تھی۔ اور وہ
اس فریضہ کو حسن و خوبی انجام دیتے تھے۔
ان کی فیس لمبی چوڑی نہ ہوتی تھی برائے نام کچھ پیسے چارٹ ... لے
لیتے تھے۔ اور خاوند کو تاش بازی، جوئے خواہ مخواہ لڑائی یا سب ... کر کے
جوش و غصہ میں لے آتے تھے۔ جس کا آخری اور لازمی نتیجہ ... تھا کہ

Marfat.com

مطابق شمشیر بازی ہونا۔

چونکہ یہ پٹا باز شمشیر زنی میں باکمال ہوتے تھے۔ برسوں کے مشاق ان سے مقابلہ کرنے والوں کو جان بچانے کا کم ہی موقعہ ملتا تھا۔ ان میں ایسے فنِ کار تھے۔ جنہوں نے اپنے فن کے زور پر بیسیوں انسانوں کو بلاوجہ لڑ کر موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔

انجمن اغوا کنندگان

انجمن اغوا کنندگان نارجہنم سے ملتی جلتی تھی ان کے ممبر اصل اور نسل کے بدمعاش ہوتے تھے۔

چونکہ اس وقت یہ قانون تھا کہ شادی کے بعد مرد عورت کی کُل جائداد کا مالک قرار پاتا۔ اس لئے اس کلب کے ممبر ایک دوسرے کی مدد سے امیر لڑکیوں کو ان کی مرضی کے خلاف گاڑیوں میں بند کر کے اغوا کر کے لے جاتے تھے۔ اور ان سے زبردستی شادی کر لیتے تھے۔

ناول نگار تھکرے نے اپنی تصنیف میری لنگڈن میں ان کے ہتھکنڈوں کا دلچسپ انداز میں خاکہ کھینچا ہے۔

رچرڈ شیریڈن مشہور عالم مصنف اور پارلیمنٹ کا قابل ولائق ممبر کو ایسے ہی دو آدمیوں سے لڑنے کا اتفاق ہوا۔ اور ان کو شکست دینے کے بعد "الزتبھ لن لے" سے شادی کرنا نصیب ہوئی۔

اغوا کنندگان کے ممبران انجمن نارجہنم سے اکثر اپنے رقیبوں کو ختم کرانے کی خدمت لیتے تھے۔ ان سے امیر عورتوں کے خاوند مروا دئے جاتے

Marfat.com

تاکہ ان سے شادی کر کے ان کے مال پر قبضہ کریں۔ اور عیاشانہ زندگی گذاریں۔

پرانے زمانے کا کالا جادو

اٹھارہویں صدی کی سب سے عجیب انجمن "منکس آف میڈمین ہیم" تھی۔

اس کے ممبران کالے جادو پر اعتقاد رکھتے تھے۔ غیر مہذب قسم کی حرکات کرتے تھے۔ بدچلن عورتوں سے تعلقات قائم کرتے اور بندروں کی سی حرکت کرتے تھے۔

یہ کالے جادو اور ٹوٹکوں کی بھی تبلیغ کرتے تھے۔ انہوں نے کچھ عرصہ بعد اپنے فن میں کمزوری کمی محسوس کی۔ تو بھوتوں کی پرستش شروع کردی۔ اور شیطان سے نجات کے طلبگار ہونے لگے۔

ان کا مشہور ممبر جون ولکی تھا۔ جس نے نورکھ برٹن کے نام سے ایک اخبار بھی جاری کیا تھا۔ یہ اتنا نڈر اور بہادر تھا کہ انگلستان کے پریس کو آزادی دلوائی۔ اور پارلیمنٹ کا ممبر بھی ہوا۔

ایک رات اس نے اپنے ساتھیوں کو بیوقوف بنایا

جلسے کے کمرے میں ایک پوشیدہ پنجرے میں بن مانس بند کرا دیا۔ کھانا کھانے کے بعد ان کے پادری اعظم نے شیاطین سے دعا مانگی۔ اور ان کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ تو ولکی نے اس موقعہ پر بن مانس کا خفیہ پنجرہ کھول دیا۔ بن مانس نے چھلانگ لگائی۔ اور کمرے میں اچھلنے کودنے چھلانگیں مارنے لگا۔ منکس ہواس باختہ ہو گئے پادری اعظم گھبراہٹ میں دیوانہ سا ہو گیا۔

Marfat.com

ولکی اپنی کامیابی پر بہت مسرور رہا - یہ لوگ اس قسم کی حرکتیں کرنے کے عادی ہو گئے تھے[1]

عورتوں کو اڑانا وضعداری تھا سنہ ۱۷۴۲ء کے زمانے میں ممتاز مدبروں کا بڑا گروہ ایسا تھا جو عیسائیت پر کسی نوعیت سے بھی اعتقاد نہیں رکھتا تھا - بداخلاقی بداطواری ان کا نخرہ افتخار تھا - اور مناکحت پر پاکبازی کے ساتھ قائم رہنا وضع کے خلاف تھا -

لارڈ چیسٹر فیلڈ نے اپنے لڑکے کو جو خطوط لکھے ہیں - ان میں عورتوں کے اغوا کو بھی وضعداری کا ایک فن ظاہر کرکے تلقین کی ہے -

قصبوں میں ان سے بدتر حالت تھی - کوئی زوردار پولیس موجود نہیں تھی - اور لندن اور برمنگھم کے بڑے بڑے ہنگاموں کے موقعہ پر عوام الناس گھروں میں آگ لگا دیتے تھے - بے رحمانہ قوانین کے باعث مجرموں کی جرأت و تعداد بڑھ گئی تھی -

آلو کے درخت کاٹنے پر پھانسی ایک آلو کے درخت کاٹنے پر پھانسی کی سزا دیجاتی تھی - اور نیوگیٹ کے سامنے ایک جج کے حکم سے تیس نوعمر چور پھانسی پر لٹکا دیے گئے تھے -

پریس پر پابندی جارج اول ہی کی تخت نشینی کے وقت سے

---

[1] ایل ایل ایسٹر کا سالنامہ صفحہ ۸

پارلیمنٹ کی زیادہ اہم کارروائیاں ملی پٹ کے نام سے شائع ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ اور مقرر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے فرضی نام یا نام کے ابتدائی حروف لکھ دئے جاتے تھے۔ چونکہ یہ حالات چوری سے حاصل ہوتے اور اکثر محض حافظے کی بنا پر لکھے جاتے تھے۔ اس لئے ان میں لازماً غلطی ہوتی تھی۔ اور ان ہی غلطیوں کو ان قواعد کے نفاذ کے لئے عذر قرار دیا گیا تھا۔ جو پارلیمنٹ کی کارروائیوں کی رازداری کے لئے بنے تھے۔ ۱۷۷۱ء میں دارالعوام نے ایک اعلان کے ذریعہ سب خبروں کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا۔ اور جن اہل مطابع نے ان قواعد کی خلاف ورزی کی انہیں دارالعوام کی عدالت کے روبرو طلب کیا۔ ان میں سے ایک شخص نے حاضر ہونے سے انکار کیا۔ اسے پارلیمنٹ نے قاصد کے ذریعہ گرفتار کرایا۔ مگر اس گرفتاری سے معاً دارالعوام اور لندن کے حکام میں مخاصمت شروع ہو گئی۔ حکام نے یہ کہدیا کہ یہ اعلان کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتا۔ مالکان مطابع رہا کر دئے گئے۔ اور پارلیمنٹ کا قاصد خلاف قانون گرفتاری کے جرم میں قیدخانہ میں ڈالا گیا۔ دارالعوام نے لارڈ میئر کو ٹاور میں بھیجدیا۔ مگر راستہ میں جو مجمع اس کے ساتھ رہا اس کے شور و تحسین و آفرین نے یہ ظاہر کیا کہ عام رائے پھر مطبعوں کے ساتھ ہو گئیں۔ اور پارلیمنٹ کے دوسرے اجلاس کے موقع پر جب میئر کو رہائی مل گئی۔ تو پارلیمنٹ کی کارروائی کی اشاعت میں جو دقتیں پیدا کی جا رہی تھیں وہ بھی خاموشی کے ساتھ ترک کر دی گئیں۔

Marfat.com

انگلستان کے تمام جلیل القدر اخبارات کی ابتدا اسی زمانہ سے ہوتی ہے۔ مارننگ کرانیکل، مارننگ پوسٹ، مارننگ ہیرلڈ اور ٹائمز سب کے سب امریکہ کی لڑائی اور انقلابِ فرانس کی جنگ کے شروع ہونے کے درمیان جاری ہو گئے تھے۔

مصلح جیل جان ہاورڈ

جان ہاورڈ حیرت انگیز جوش و استقلال کے ساتھ قرضداروں مجرموں اور قاتلوں کے معاملہ میں ہمہ تن منہمک ہوگیا۔ ۱۷۷۳ء میں بڈفرڈ کا شیرف اعلیٰ (ناظم صوبہ) مقرر ہوا۔ اور اس طرح وہاں کے قید خانہ اس کی نگرانی میں آگئے۔ اس سے وہ قید خانوں کی حالت کی طرف متوجّہ ہوا۔ اور اس وقت دیہات کا یہ باوقار شریف النفس شخص جس کا اب تک صرف یہ کام تھا کہ کتابِ مقدّس پڑھا کرے۔ اور اپنے مقیاس الحرارت کا معائنہ کیا کرے سب سے زیادہ مستعد انسان اور پُرجوش مصلح بن گیا۔ ایک برس بھی نہیں گزرا تھا۔ کہ اس نے انگلستان کے تقریباً تمام قید خانوں کو خود جاکر دیکھا۔ اور اسے یہ معلوم ہوا کہ وہیں تمام قید خانوں میں خوفناک ابتریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جن کا علم تو نصف صدی پیشتر ہو چکا تھا۔ مگر پھر پارلیمنٹ نے انہیں رفع نہیں کیا تھا۔ قیدخانوں کے محافظوں کو عہدے بقیمت ملتے تھے۔ اور ان کا معاوضہ قیدیوں سے دلایا جاتا تھا۔ محافظوں سے جس قدر ہوسکتا وہ قیدیوں سے وصول کرتا تھا۔ اس کی کوئی روک تھام نہیں تھی۔ قید سے رہا ہونے کے بعد بعض اشخاص محافظوں کی رقم کے واسطے

Marfat.com

دوبارہ قیدخانوں کی کوٹھڑیوں میں بھروئے جاتے تھے۔ اور ہاورڈ نے یہ بھی دیکھا کہ اس زمانے کے ظالمانہ قوانین کے باعث قیدخانوں میں بڑی کشمکش رہتی تھی۔ مزدوروں اور عورتوں کے لئے کسی قسم کی تادیب و انضباط کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ ہر قیدخانے میں ظلم و ستم اور بدترین بدکاریوں کا ہنگامہ برپا تھا۔ اور قیدی کی نجات صرف اسی میں تھی کہ یا تو وہ بالکل بھوکا رہے یا اسے بخار آئے۔ اور بخار نے بھی ان آلام و مصائب کے مقامات کو اپنا مستقل مسکن بنالیا تھا۔ ہاورڈ نے ہر چیز کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اس الم و مصیبت کو خود اپنے اوپر آزمایا۔ ایک قیدخانہ میں اسے ایک کوٹھری ایسی تنگ اور ایسی تکلیف دہ نظر آئی کہ جو مصیبت زدہ اس میں رہتا تھا۔ اس نے بطور رحم کے یہ درخواست کی کہ اسے پھانسی دیدی جائے۔ ہاورڈ خود اس کوٹھری میں بند ہوکر بیٹھا۔ اور اس کی تاریکی اور گندگی کو اس وقت تک برداشت کیا کہ اس سے زیادہ برداشت کرنا ناممکن تھا۔ اس کے یہی کام اور انہیں کاموں کے ہو بہو بیانات تھے جس سے اصول اصلاح میں کامیابی نصیب ہوئی۔ اس نے ان تحریکوں کو ایک کتاب کی شکل میں درج کیا ہے۔ اور اس میں مجرموں کی اصلاح کی تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ اس کتاب نے انگلستان میں قیدخانے کے انضباط کا بانیٔ اوّل بنا دیا ہے۔ لیکن اس کی محنت صرف انگلستان تک محدود نہیں تھی۔ اس نے ہالینڈ اور جرمنی کے قیدخانوں کو دیکھنے کے لئے متواتر سفر کئے۔

انسداد تجارت غلامی ملکہ الزبتھ کے عہد حکومت میں ہاکنز نے

Marfat.com

اس قبیح رسم کو انگلستان میں جاری کیا تھا۔ لوگ افریقہ سے حبشی پکڑ کر لاتے اور انہیں انگلستان میں بیچ دیا کرتے تھے۔ ان بیچاروں کو دن رات اپنے آقاؤں کی خدمت کرنی پڑتی تھی۔ اور اگر وہ اپنے کام میں ذرا غفلت برتتے تو انہیں بڑی بے رحمی سے پیٹا جاتا تھا۔

غلاموں کی ابتر حالت سے متاثر ہو کر ایک نیک دل انگریز نے جس کا نام ولبرفورس تھا انہیں اس مصیبت سے چھٹکارا دلانے کا بیڑہ اٹھایا۔ چنانچہ اس نے غلاموں کی تجارت کے خلاف ایک تحریک شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ نے ۱۷۸۸ء میں ایک قانون نافذ کیا۔ کہ آئندہ غلاموں کو افریقہ سے یورپ لاتے وقت بھیڑ بکریوں کی طرح جہازوں میں نہ بھرا جائے۔ بلکہ انسان سمجھ کر ان کے ساتھ بھی انسانوں جیسا سلوک کیا جائے۔

۱۸۰۷ء میں پارلیمنٹ نے غلاموں کی تجارت کو ممنوع قرار دیا۔ اور اس کے بعد برطانیہ اور ان ملکوں میں جو برطانیہ کے ماتحت کوئی شخص افریقہ یا کسی اور جگہ سے حبشی غلاموں کو بیچنے کے لئے نہیں لا سکتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ قانون نہایت مفید تھا۔ لیکن ابتدا میں اس سے حبشی غلاموں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ برطانیہ کی بعض نوآبادیوں میں کھیتی باڑی کا تمام کام غلاموں کو کرنا پڑتا تھا۔ جب ان علاقوں میں غلاموں کی درآمد بند ہو گئی تو پرانے غلاموں کو اور بھی زیادہ کام کرنا پڑا۔ جس سے ان کے مصائب میں اور اضافہ ہو گیا۔

Marfat.com

۱۸۳۲ء میں قانون آزادی غلامان نافذ ہوا۔ جس سے ان کو بالکل آزاد قرار دے دیا گیا۔ اس قانون نے برطانیہ کے دامن سے بہت بڑا دھبہ دور کیا۔

مزدور ایکٹ

۱۸۰۲ء میں مزدوری سستی کی جا رہی تھی۔ قانون میں ایک قانون بھی ایسا نہ تھا جو مزدوروں کی حفاظت کرتا ہو۔ ایک طرف کام لینے والے عملاً قانون کی گرفت سے بالکل باہر تھے۔ دوسری طرف وہ مزدور جن پر معاہدوں کے توڑنے کا الزام لگایا جاتا تھا ان کے متعلق حکام اپنے گھروں کے اندر بیٹھ کر تین تین ماہ تک کی قید کا حکم دے دیتے تھے۔ انہیں ایک لفظ بھی اپنی مدافعت میں کہنے کی اجازت نہیں ملتی تھی۔ اگر مزدوروں کو مزدوری اور مالک اپنے مقرر کردہ قیمت پر انہیں اپنے گودام سے کھانا دیتا تو مزدوروں کے لئے اس کا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ یہ بھی ہوتا تھا کہ مالک اصل خرچ کی قیمت پر مزدوروں کو تیار شدہ مال دیدیتا تھا۔ کہ وہ اپنی گذراوقات کے لئے جس طرح چاہیں اسے بیچ لیں۔

ان عورتوں کے بعد کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کیلئے قواعد معین ہوئے۔ وہ قواعد اس قسم کے تھے کہ سال میں دو مرتبہ کمروں میں چونا پھرا جایا کرے۔ اُمیدوار لڑکوں کے لئے کام کا وقت بارہ گھنٹے ہوا کرے۔ عورتوں اور مردوں کے سونے کے کمرے الگ الگ ہوں۔ نو برس سے کم عمر کے لڑکے کارخانوں میں کام کرنے کے لئے ممنوع قرار دیئے گئے۔ اور سولہ برس سے کم عمر والوں کے لئے کام کا وقت اٹھتر

Marfat.com

گھنٹے فی ہفتہ مقرر کر دیا گیا۔ مگران قواعد کے نفاذ کا ذریعہ کچھ بھی نہ تھا۔ محنت رات دن جاری رہتی تھی۔ کھانے کے وقتوں مشین کے صاف کرنے کے لئے مزدور روک لئے جاتے تھے۔ ان کو گھڑیاں لگانے کی اجازت نہیں تھی۔

عورتیں کوئلے کی کانوں میں کام کرتی تھیں۔ گاڑیوں میں وہ چوپایوں کی طرح باندھ دی جاتی اور چاروں ہاتھ پیر کے بل انہیں گاڑیاں طویل طویل زمین دوز راستوں کے اندر گھسیٹنی پڑتی تھیں۔ اور دن بھر سترہ میل سے تیس میل تک مسافت طے کرنی ہوتی تھی۔ پانچ برس کے لڑکے تاریک کانوں میں بھیجے جاتے تھے۔ یتیم اور بے وسیلہ بچے اُمیدواری کے پردے میں فی الحقیقت بیچے اور خریدے جاتے تھے۔ جو لڑکے بھاگنے کی کوشش کرتے تھے لوہاران کے بیڑیاں ڈالدیا کرتے تھے۔ اور گھوڑے کسے تیار رہتے تھے۔ کہ جو لڑکا بھاگے اس کا تعاقب کرکے پکڑ لائیں۔

قانوناً بھی مزدوروں کو کوئی مدد نہیں ملتی تھی۔ بلکہ ان کی بددلی فرو کرنے کے لئے سخت سے سخت قانون وضع ہوتے تھے۔ چنانچہ ۱۸۱۱ء سے ۱۸۴۵ء تک چودہ مردوں کو بددلی دُور کرنے کے لئے پھانسی دیگئی۔

روٹی مانگنے پر پھانسی کی سزا

۱۸۱۸ء کے ہنگامہ ہائے گرسنگی میں بتیس قحط زدہ اشخاص روٹی یا خون کا جھنڈا لئے ہوئے گشت لگا رہے تھے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ روٹی کی قیمت مقرر کر دی جائے۔ اس میں سے چوبیس شخصوں کو

Marfat.com

سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ اور پانچ کو پھانسی دی گئی۔

اہلِ قلم کو سزائیں

آزادی رائے کا معمولی سا بھی حق نہ تھا۔ جو حکومت اور مذہبی لوگوں کے خلاف ذرا سی زبان ہلاتا۔ فوراً سزا کا نشانہ بنایا جاتا۔ ۱۸۱۰ء سے ۱۸۲۲ء کے درمیان پانچسو اہلِ قلم جرمانہ وقید کی سزاؤں کی زد میں آئے۔

ریل گاڑی کو سزا

انیسویں صدی کے ابتدائی دور ۳۶-۱۸۳۵ء میں ایک ریل گاڑی جا رہی تھی اس سے حادثہ ہوا۔ دو آدمی مر گئے۔ جج کے سامنے مقدمہ گیا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ سزا کے طور پر انتقامانہ جذبہ کے ماتحت انجن کو سزا دی جائے یعنی اسکو مسمار کر دیا جائے۔ چنانچہ انجن کو یہ سزا دی گئی۔ اور اس کو مسمار کیا گیا۔

گھاس کے ڈھیر کو جلانے کی سزا موت

گھاس کے کسی انبار میں آگ لگا دینے کے جرم میں لوگوں کی نعشیں عبرت کی غرض سے بازاروں میں گھنٹوں پھانسی پر لٹکی ہوئی چھوڑ دی جاتی تھیں۔ کسی کی جیب سے رومال نکالنے کی سزا سات سال کی جلاوطنی کی سزا تھی۔ ملزم کو جواب دہی کا موقع نہیں دیا جاتا تھا۔ ۱۸۲۴ء اور ۱۸۳۶ء تک دارالعوام اس امر پر رضامند نہ ہوا کہ جن لوگوں پر قتل یا نقب سے مال لینے کے جرم میں مقدمہ چلایا جائے انہیں وکیل کے ذریعہ سے مدافعت کا حق دیا جائے۔ جیل سازوں کو شکنجہ میں ڈالکر مجمع کے سامنے آہستہ آہستہ کسا جاتا تھا۔ زنبور کالی مار

Marfat.com

بندوقیں اور شکاری جانوروں کے پنجرے آدمیوں کے لئے استعمال کرنے لگے۔ ایک تیتر کے چرانے پر سات برس کی قید کی سزا دی جاتی تھی۔

سر سیمول رامیلی نے جو پھانسی کے خلاف قوانین لکھے ہیں مشہور ہے بہت کوشش کی کہ قوانین ملک میں کچھ شائستہ انسانیت آنے لگے مگر اس کی تمام کوششیں بیکار گئیں۔

مضحکہ خیز سزائیں انیسویں صدی کے شروع تک جو ضابطہ فوجداری ملک میں رائج تھا۔ وہ انگلینڈ کے ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ تھا۔ جن میں اکثر و بیشتر معمولی نوعیت کے جرم ہوتے تھے مثلاً جیب کترنا۔ کسی ممنوعہ جگہ سے مچھلی پکڑنا۔ چھوٹے چھوٹے درخت و پودے کاٹنا۔ دھمکی آمیز خطوط لکھنا۔ خرگوش مارنا۔ پانچ شلنگ کی چوری کرنا۔ جھوٹے دستخط بنانا۔ توہین کرنا۔ گالی دینا۔ ناک کاٹنا۔ دھوکہ دینا شراب پینا وغیرہ کی سزا موت تھی۔

حلف دروغی آوارہ گردی کے جرم میں لوہا گرم کر کے داغا جاتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے اور معمولی معمولی جرموں پر حتیٰ کہ تمباکو نوشی پر بیتیں کی سزا دی جاتی تھی۔

اس زمانے میں سر رابرٹ پیل انگلستان کا ہوم ممبر تھا اس نے اس سختی کو بری طرح محسوس کیا۔ بہت سے جرائم کے لئے سزائے موت ہٹوائی۔ اور آہستہ آہستہ قانون کو نرم کرنے لگا۔

اصلاحی دور ۱۸۳۶ء میں قانون میں اصلاح ہوئی جس سے

Marfat.com

ملزموں کو بذریعہ وکیل جواب دہی مدافعت کا حق حاصل ہوا۔ تشہیر کا طریقہ منسوخ کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مردہ جسم کو پھانسی پر لٹکا چھوڑنے اور اعلانیہ کوڑے لگانے کی وحشیانہ حرکات بند ہو گئیں۔ اس سے پہلے بہت سے جرموں کے لئے موت کی سزا باقی رہ گئی تھی۔ لیکن اب صرف وہ قتل کے لئے مخصوص کر دی گئی۔ علانیہ پھانسی دینے کی ممانعت ہو گئی۔

انگلینڈ کے جیلوں کی تاریخ

عہد قدیم میں سکسن (SAXON) نسل کے دو سیاسی طبقے تھے۔ ایک آزاد (FIEEMAU) اور دوسرا غلام (SERFS) آزاد طبقے کے لوگ جرم کرتے تھے تو ان پر جرمانے ہوتے تھے۔ یا ان کو غلام بنا دیا جاتا تھا۔ اور غلام طبقہ کے لوگوں کو ارتکاب جرم پر بیدوں کی سزا دی جاتی تھی۔ یا ان کو قتل کیا جاتا تھا قید خانہ اس وقت کوئی نہ تھا۔ سزا کے فیصلہ تک قیدیوں کو تنگ و تاریک کوٹھری میں رکھا جاتا تھا۔

اتھلستان (ATTALSTAN) کے عہد حکومت میں ہاتھ پاؤں ناک کان، اور اوپر کا ہونٹ کاٹا جاتا تھا۔ اور آنکھیں نکال دی جاتی تھیں۔ اور دیواروں میں زندہ انسانوں کو چن دیا جاتا تھا۔ تاکہ ان کی روحیں بھٹکتی نہ پھریں۔ اور محفوظ ہو جائیں۔

ولیم نارمن سنہ ۱۰۶۶ء کے دور میں مجرموں کو قتل نہ کیا جاتا تھا

Marfat.com

بلکہ ان کو بیکار و اپاہج کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ اگر وہ زندہ رہیں تو دوسروں کے لئے باعثِ عبرت بنیں [1]

ہنری دوئم جب تخت نشین ہوا تو اس کی سلطنت نے اتنے پاؤں اس قدر جما لئے تھے کہ وہ مجرموں پر جرمانے کرتے۔ چنانچہ جرمانے ان کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ بن گئے تھے اس کی حکومت سے قبل بہت کم حکومتوں میں قید خانے تھے۔ لیکن ہنری نے ۱۱۶۶ء میں قیدیوں کے لئے جیل خانے بنوائے۔

اس وقت مستغیث کا مستغاث علیہ کے خلاف جرم تصور نہیں کیا جاتا تھا بلکہ وہ جرم قوم کے خلاف متصور ہوتا تھا [2]

چنانچہ قیدیوں کو حوالاتی بلاک میں اسی طرح رکھا جاتا تھا جس طرح آجکل ہندوستان میں حوالاتیوں کو بلا مشقت کرائے جیل میں رکھتے ہیں۔ ان کا نظریہ قیدیوں کو جیل میں رکھنے کا یہ تھا کہ ان کو صرف مقید کیا جائے سزا نہ دی جائے البتہ اس وقت حوالاتیوں کی حالت انتہائی قابل رحم ہوتی تھی۔ ان پر جرائم کی تفتیش کے لئے سختیاں کی جاتی تھیں۔ جیسا کہ ۱۳۰۰ء میں قانون انسداد مظالم حوالاتیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حوالاتیوں کو سزا ہونے سے پہلے تنگ نہ کیا جائے۔ ان کو زہر دیکر نہ مارا جائے۔ تاریک کوٹھڑیوں میں نہ رکھا جائے۔ اور پانی کے حوضوں میں ان کو ڈبکیاں نہ دی جائیں [3]

اس حکم سے پہلے جیل خانوں میں حوالاتیوں کے علاج معالجہ پر کوئی

---

[1]

توجہ نہیں دیجاتی تھی۔ وہ موذی مرضوں کا شکار ہونے اور مر جاتے تھے ان کو کھانا بھی جیل دینے کی ذمہ دار نہ تھی بلکہ وہ شکم پوری کے لئے دوستوں اور رشتہ داروں کے رحم وکرم پر رہتے تھے۔ وہ چاہتے اور ان کی موج ہوتی تو ان کو کھانا میسر ہو جاتا۔ ورنہ وہ بھوک کے ترستے رہتے۔ اور یونہی زندہ درگور ہو جاتے۔

اگرچہ ان کی یہ بُری حالت ان کی سزا سے قبل تھی مگر بتدریج سزا کے بعد بھی ان پر مظالم کئے جانے لگے۔ اور قید خانہ صرف قیدیوں کے مقید ہونے کے لئے ہی نہیں رہا بلکہ سزا پانے کے لئے بھی ہو گیا۔ سزا عام طور پر ظالمانہ جسمانی ہوتی تھی۔

اعضا کاٹنے کی سزا آنکھ نکالنا اور ہاتھ کاٹنا تھی۔ ایڈورڈ اوّل کے دَور میں قید اور جرمانہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں جرمانہ وصول کرنے والے بھی اپنا حصہ جرمانے سے وصول کرتے تھے۔

زمانے نے توجہ نہ دی۔ اصلاح کی طرف کوئی مائل نہ ہوا۔ تو جیلوں کی اور حالت بدتر ہو گئی۔ قیدی بھوک بیماری اور تکلیفوں سے دھڑا دھڑ مرنے لگے۔ اور ۱۲۶۰ء میں قیدیوں کی تکلیفوں کا سلسلہ اور طوالت پکڑ گیا۔ تب ۱۵۳۰ء میں یہ قانون منظور ہوا کہ قیدیوں کو اُبلتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے اور مذہب اور حکومت کے مخالفوں اور خاوند کو قتل کرنے والی عورتوں کو زندہ جلانے کی سزا دیجائے ۱۷۹۰ء تک قانونی طور پر دیجاتی رہی۔ جبکہ موت کی سزا دوسو جرموں میں دیجاتی تھی۔ اس میں ایسے بہت سے جُرم بھی

Marfat.com

ہوتے تھے جن میں آجکل چھ چھ ماہ اور ایک ایک سال سے زیادہ سزا نہیں دیجاتی ہے۔

شاہ جیمس اول (۱۶۰۳ء سے ۱۶۲۵ء) تمباکو کے استعمال پر سخت جرمانہ مقرر کیا اس کے جانشین شاہ چارلس نے اس کے حکم کو بحال رکھا۔

شاہ ایران، زار روس، انگلستان کے پوپ ہشتم اور شاہ اٹلی نے تمباکو کے استعمال کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور استعمال کرنے والوں کے لئے سخت سزائیں مقرر کیں جن کی خلاف ورزی میں بہت سوں کو سزائے تازیانہ اور کئی ایک کی ناکیں کٹوادی گئیں۔ حتیٰ کہ سزائے موت کا خوف دلایا گیا۔

۱۶۰۰ء کے آغاز میں حوالاتیوں کو پنجروں یا تنگ کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا تھا۔ سزا سے پہلے وہ لوکل افسر کے ماتحت ہوتے تھے [۱]

لوکل افسران کو جج کے سامنے پیش کرتے تھے جو ان کو یا تو رہا کر دیتا تھا یا جیل میں بھیجدیتا تھا۔ یہ جج سات سات سال کے بعد اپنی عدالت کرتا تھا [۲]

جیل خانوں کا آغاز

۱۵۵۲ء میں دراصل جیل خانوں کا آغاز ہوا۔ جبکہ لندن شہر کی ذمہ دار ہستیوں نے ایڈورڈ ہشتم کا برانڈ ویلز محل فقیروں رنڈیوں اور آوارہ گرد لوگوں کے کوڑے لگانے اور قیدیوں کو مقید کرانے کے لئے استعمال کیا [۳]

---

[۱] انگلش پریزنس انڈر لوکل گورنمنٹ مصنفہ وب [۲] امپریزنمنٹ صفحہ مصنفہ کرنل بارکر [۳] لوڈرز مصنفہ بسینٹ صفحہ ۳۸۷

Marfat.com

اس واقعہ کے بعد اور کئی مقامات اس غرض کے لیے تجویز کیے گئے جن کے نام برائڈ ویلز ہی پڑ گئے۔

۱۵۹۶ء میں دوسرے قسم کے قید خانہ بنائے گئے جن کا نام ہاؤس آف کرکشن "دار الاصلاح" رکھا گیا۔ اسی زمانے میں کوڑے مارنے، غلام بنانے، گھسیٹنے اور موسنے کے گھاٹ اتارنے کی سزاؤں کا ردعمل دیکھنے میں آیا۔ اول اول دار الاصلاح جیل خانے معمولی مجرموں کو سزا دینے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ لیکن بعد میں سخت گیری کا دور شروع کر دیا گیا اور دار الاصلاح جیل خانہ میں جذبہ انتقام کا جذبہ کارفرما ہوا۔ اس کا اندازہ اس قانون سے لگایا جا سکتا ہے جو مجرموں کی نظربندی کے بعد بنائے گئے۔ چنانچہ سترہویں صدی کے درمیان ایک مجسٹریٹ نے یہ حکم دیا:۔

"ہر تندرست و توانا غنڈہ کی ننگی پیٹھ پر دار الاصلاح جیل خانہ کے داخلہ کے وقت بارہ بیتیں لگائی جائیں اور چھ بیتیں ہر آوارہ گرد کے ماری جائیں پہلی مرتبہ آنے پر ان میں سے ہر ایک کی گردن اور پاؤں میں زنجیر، طوق آہنی اور ہتکڑا ڈالا جائے جو جیل کی منتظم کی مرضی کے مطابق ہو۔

اس طرح قیدی پُرامن رہیں گے اور کوئی نقصان کسی کو نہ پہنچائیں گے۔"[1]

اس حکم سے صاف ظاہر ہے کہ ہر قیدی کو دار الاصلاح جیل خانہ میں داخل ہونے کے بعد اس کے کوڑے لگائے جاتے تھے کہ اس کو

---

[1] فور پر زنر

اور وہ مدا کر کے آسانی کے ساتھ زنجیر میں باندھا جا سکے۔ چنانچہ طعام و لباس اور رہائش کے قوانین بھی ان احساسات پر مبنی تھے۔ رفتہ رفتہ دارالاصلاح جیل خانوں میں قیدیوں کا اضافہ ہوتا چلا گیا اور ہر طرح کے مجرم ان کی چار دیواری میں رکھے جانے لگے۔

۱۶۰۹ء میں ملک کے ہر حصہ کے لئے یہ حکم ہوا کہ دارالاصلاح جیل خانے بنائے جائیں" برائیڈ ویلز" اور ہاؤس آف کرکشن دونوں کو عام جیل خانہ کہا جاتا تھا۔ جن کی تعداد دو سو کے قریب پہنچ گئی تھی۔ دارالاصلاح قید خانے مقامی سرداروں کے ماتحت رکھے جاتے تھے۔ اور برائیڈ ویلز قید خانے لارڈ اور پادریوں کی نگرانی میں ان کی کمائی کے لئے رکھے جاتے تھے۔ جو ان کو آمدنی کا ذریعہ بنائے ہوئے تھے [۱]

قید خانے صرف حوالاتیوں کے استعمال میں آتے تھے۔ چونکہ ملزموں کو پھانسی کے علاوہ اور کوئی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ اس لئے ان کو قید خانہ میں رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی [۲]

غرض اسی طرح ۱۸۰۰ء تک قیدیوں کا استعمال ہوتا رہا۔ تبدیلی کے بعد جیل خانوں میں قیدی رکھے جانے لگے۔ یہ جیل خانہ مذہبی اور قانونی طور پر حکومت کے ماتحت رکھے جاتے تھے۔ لیکن عملاً جیلر کے ماتحت ہوتے تھے۔ جو جیلوں سے ذاتی مفاد حاصل کرتے۔ یہ جیلر ماہوار تنخواہ نہ پاتے تھے بلکہ اعزازی طور پر کام کرتے تھے۔

---

[۱] اسٹیٹ آف دی پریزن صفحہ ۳۰۲ مصنفہ ہاورڈ [۲] امپریزنمنٹ صفحہ ۹ از ابکر

Marfat.com

سنہ ۱۸۲۰ء تک حکومت جیلر کی آسامی فروخت کرتی تھی۔ اور جیلر قیدیوں کے داخلہ اور رہائی کی فیس وصول کر کے اپنا اور اپنے خاندان کا گذارہ کرتے تھے۔ اگر عدالتیں ملزموں کو بری کر دیتیں تو جیلر ان کو اس وقت تک نہ رہا کرتے تھے جب تک کہ اس کی بقایا فیس اور رہائی کا خاص نذرانہ اس کو وصول نہ ہو جاتا۔ قیدیوں کو جیلر کے علاوہ وارڈر کو بھی نذرانہ دینا پڑتا تھا۔ یہ فیس جیلر اور وارڈروں کے لئے قانونی طور پر مقرر تھی۔

چونکہ جیلروں سے کوئی قوت جواب طلب کرنے والی نہیں تھی اس لئے وہ قیدیوں سے بہت سختی کے ساتھ طاقت آمیز طریقہ پر کثیر مفاد حاصل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی آرام و آسائش اور ضروریات کی چیزوں میں سے بھی وہ نہ چھوڑتے۔ اور ان میں سے بھی حصہ لیتے تھے۔ قیدیوں کو شراب فراہم کرنا جیلروں کی آمدنی کا بڑا ذریعہ تھا۔ جس کی قیمت وہ بازار کے بھاؤ سے بہت زیادہ وصول کر لیتے تھے۔ جن جیلخانوں میں عورتیں اور مرد ہوتے تھے۔ وہاں کے وارڈر عورتوں اور مردوں کے ناجائز تعلقات قائم کرنے میں کماتے تھے۔

خوراک قیدیوں کے کھانے کے واسطے الاؤنس مقرر تھے۔ لیکن حوالاتی اس الاؤنس سے مستثنیٰ تھے۔ ان کو کھانا فراہم کرنا ان کے دوست یا رشتہ داروں یا ان کے کام کی محنت و مشقت پر منحصر تھا بصورت دیگر ان کو کھانے کے لئے بھیک مانگنی پڑتی تھی۔

چنانچہ جون ہاورڈ سے پتہ چلتا ہے:-

Marfat.com

۱۸۹۰ء میں بھیک مانگنے کے لئے جیل سے باہر دو آدمیوں کو ایک ساتھ ایک ہی چین باندھ کر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی تھیں۔ جو تمام دن راہگیروں سے بھیک مانگتے تھے۔ بڑے دنوں میں قیدیوں کو باندھ کر جیل کے باہر بھیج دیا جاتا تھا ایک کے ہاتھ میں بھاجی ترکاری خریدنے کا ٹوکرا اور دوسرے کے ہاتھ میں روپیہ پیسہ مانگنے کی صندوقچی دی جاتی تھی۔

مزدوری قانوناً کام کرنے اور اوزار خریدنے کے لئے حکومت کی جانب سے الاؤنس مقرر تھا۔ جو مقصد جیل تھا۔ تاکہ قیدیوں سے مشقت لی جائے۔ مگر عملاً قیدیوں کو مشقت دینے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا[1]۔

۱۸۸۰ء میں برطانوی ممالک محروسہ میں ۱۸۰ جیل خانے تھے۔ جن میں ۵۴۴ قید خانوں میں بالکل کام نہیں ہوتا تھا۔ باقی ۳۷ جیل خانوں میں دکھانے کیلئے قیدیوں سے مشقت لی جاتی تھی[2]۔

حفظانِ صحت ان جیلوں میں سب سے نکمی بات یہ تھی کہ حفظانِ صحت کا بالکل خیال نہ کیا جاتا تھا۔ قیدی اپنے آپ کو صاف ستھرا نہیں رکھ سکتے تھے۔ بلکہ بہت سے جیل خانوں میں بیت الخلا تک نہ ہوتے تھے۔ جس سے بد جیل خانوں کی گندگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان میں مچھر، کھٹمل، کپڑے،

---

[1] ہسٹری آف پینل میتھڈز مصنف ایور صفحہ ۲۱ [2] ایمپریزنمنٹ از بارکر باب ۲

کثرت سے ہوتے تھے اور خاص طور پر نادار اور مفلس جو قید ہوتے تھے۔

فی زمانہ میڈیکل سائنس کی وجہ سے تو میں میعادی بخار کا علاج [illegible] پائی جاتی ہیں۔ لیکن اٹھارہویں صدی میں اس بات کا شبہ تک نہیں کیا جاتا تھا۔ اس لئے جیل میں وبائی بیماری پھیل جاتی تھی۔ جس کو تہذیب کی زبان میں "جیل کا بخار" کہا جاتا تھا۔

جان ہاورڈ ۱۷۲۶ء - ۱۷۹۰ء جو جیل کی اصلاح کا بانی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ۱۷۷۳ء - ۱۷۷۴ء میں جتنے آدمی بخار سے مرے اتنے قابل پھانسی پر نہیں چڑھائے گئے۔ حالانکہ جیلوں میں کبھی بھی سزا اُس وقت دی جاتی تھی۔ اور معمولی خطاؤں پر لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔ مثلاً اخبار ٹائمز مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۰۰ء میں خبر شائع ہوئی ہے۔

ایک تیرہ سالہ بچے کو مکان میں داخل ہو کر کچھ چرانے کے الزام میں پھانسی کی سزا دی گئی ہے۔[۵]

شعبدہ بازی کی سزا

جب شعبدہ بازوں نے ٹھگیوں اور [illegible] دھوکہ [illegible] کرنے [illegible] سے بہانے [illegible] پڑتے اور [illegible] طبقہ کو ستانے اور [illegible] شروع کر دیتے۔ تو پبلک میں ان کے خلاف [illegible] دن بدن ان کی مخالفت زیادہ ہوتی چلی گئی [illegible] پاداش میں دریاؤں اور تالابوں میں ڈبکیاں دی جاتی تھیں [illegible]

۵ انگلش پرزنز ہاؤس صفحہ ۱۴۲ مصنفہ [illegible]

Marfat.com

اور جب یہ وبا سولھویں سترھویں صدی میں زیادہ پھیلتی نظر آئی۔ تو ان کو جلا کر موت کے گھاٹ اتارا جانے لگا۔ جس کے ذریعہ ان دو صدیوں میں دو لاکھ شعبدہ باز مارے گئے [1]

ایسکس (ESSEX) اور سفولک (SUFFOLK) دو علاقوں میں تین سو شعبدہ بازوں کا چالان کیا گیا۔ جن میں سے بہت سوں کو جلا کر بھسم کیا گیا۔ اس طرح طویل پارلیمنٹ کے زمانہ میں ہر سال پانچ سو شعبدہ باز قتل کئے جاتے تھے۔

وہ پرانا زمانہ گذر چکا جب یہ سزائیں شعبدہ بازوں کو دی جاتی تھیں۔ اب بھی اوہام پرست طبقہ ہے۔ مگر وہ شعبدہ بازوں کو خطرناک تصور نہیں کرتا۔ اور نہ اب وہ شعبدہ بازوں کے لئے سزا رہی۔ بلکہ اب ان کی سرپرستی امراء اور دولتمند طبقہ کرتا ہے۔ زمانہ کا تغیر ہے۔

جلاوطنی اور قید بامشقت

سنہ ۱۶۰۰ء سے قبل انگلستان میں "جلا وطن" کرنا بھی سزا دینے کا ایک طریقہ تھا جو قانونی طور پر سنہ ۱۵۹۶ء میں منظور ہوا۔ اور آئینی طور پر اس طریقہ سے سزا دی جانے لگی۔

جلا وطنوں کو پہلے جس مقام پر بھیجا گیا وہ امریکہ کا ایک علاقہ ہے جس کو ورجینیا کہا جاتا ہے۔ جہاں کمپنی کے حوالہ قیدیوں کو کر دیا جاتا تھا۔ اس کمپنی کی بنیاد سنہ ۱۶۰۶ء میں جیمس اول نے رکھی۔

---

[1] ہسٹری آف پنیل میتھڈز

سنہ ۱۶۱۸ء کے بعد جلا وطنی کا طریقہ عام طور پر رائج ہوگیا۔ لیکن سنہ ۱۶۷۱ء میں جلا وطنی کا مقام بجائے ورجینیا کے جزائر غرب الہند مقرر ہوا۔ اور اس جلا وطنی کے طریقے کو اس بنا پر تقویت ملی کہ نوآبادیات بار بیڈس (BARBADOS) اور جمیکا (JAMAICA) کو مزدوروں کی بہت ضرورت پڑی۔ یہاں تک کہ آزاد لوگوں کو بھی اغوا کر کے وہاں بھیجا جانے لگا۔

مسٹر آئیوز (Ives) اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں :۔

سنہ ۱۶۹۰ء میں گورنر ہاورڈ نے حکم دیا کہ ہر ایک غلام کو آزادی ملنے کے بعد پچاس ایکڑ زمین دی جائے گی۔ اس اعلان کے بعد پچاس ہزار جلا وطنوں میں سے کئی آدمیوں نے اونچے درجے حاصل کئے۔ لیکن سنہ ۱۷۷۶ء میں جبکہ امریکہ نے اپنی آزادی کا اعلان کیا تو اس وقت سے اس نے اپنے ہاں جلا وطنوں کو لینے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے انگلینڈ کی جیلوں میں قیدی مقررہ تعداد سے زیادہ ہو گئے۔ اس کے انسداد کے لئے بہت سی تدبیریں کی گئیں۔ جن میں سے ایک تدبیر یہ تھی کہ قیدیوں کو ہلکس میں رکھا جاتا تھا۔ جو پرانے جہاز ہوتے تھے۔ ان کو دریائے ٹیمز کے کنارے کھڑا کر کے بطور جیل استعمال کیا جاتا تھا۔ ان جہازی جیل خانوں میں اصول حفظان صحت کا بالکل خیال نہ کیا جاتا تھا۔ بلکہ قیدیوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ خوراک بد سے بدتر دی جاتی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسی سال کے بعد سنہ ۱۸۵۸ء میں اس اسکیم پر عملدرآمد

Marfat.com

کرنا بند کر دیا گیا۔

اور جب پرانے جہاز گھس کی کافی تعداد نہ رہی تو جلا وطنی کے لئے مقام کے انتخاب کا سوال آیا۔ چنانچہ آسٹریلیا کو منتخب کیا گیا جس کے لئے ۱۷۸۸ء میں قیدیوں کا پہلا بیڑا سڈنی بندرگاہ پر پہنچا۔ اور ۱۸۶۷ء تک ایسے کل ۱۷ ہزار آٹھ سو جلاوطن بھیجے گئے۔ خاص طور پر ڈائمنڈ ٹین اور نارفوک کے جزیروں میں جو مظالم آخری سالوں میں ہوئے وہ حکومت کے انتظام کو ماتم کرنے اور ان کی غیر ذمہ داری کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ اور جب تک وقت کا سمندر ان گناہوں کو اور ہم کو بہا کر نہ لیجائے گا اس وقت تک وہ مظالم انسان کی دماغی یادداشت سے محو نہ ہوں گے۔ ان مقامات سے کئی قیدیوں نے ترقی بھی حاصل کی۔ کئی مجسٹریٹی کے درجہ تک پہنچے کئی اسکول ماسٹر ہوئے۔ کئی نے ڈاکٹری کی اور سندیں حاصل کیں۔ اور اپنی زندگیاں بنائیں۔

عمر قید کے جلاوطنوں کو آٹھ سال کے بعد چھٹی کا ٹکٹ ملجاتا تھا جس کے بعد وہ اپنے بال بچوں کو وہاں بلا سکتے تھے۔ اور ان کے ساتھ رہ سکتے تھے جس کے باعث وہ تھوڑے عرصہ میں خاندان کے خاندان ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اسی مقام سڈنی کا لارڈ جیمز جسٹس ایک سزا یافتہ خاندان کا فرد تھا۔

کوٹھڑی والی جیل

جیلوں کے مصلح جان ہاورڈ کی کوششوں سے کوٹھڑی والی جیلیں عمل میں لائی گئیں جو ۱۷۲۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۳ء میں بیڈ فورڈ شائر کا افسر اعلیٰ بنا۔ اس نے جب پہلے

ہی فیصلہ میں ایک حوالاتی کو پکڑ لیا تو جیلر نے اس کو اس وقت تک رہا کرنے سے انکار کیا جب تک کہ جیلر اور وارڈر نے اپنے نذرانے وصول نہ کر لئے۔

اس تعذیب و تحریت سے یہ مجبور ہو کر جیل کی خرابیوں اور بدنظمیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان کی وجوہات کے کھوج لگانے لگا۔ چنانچہ اس کو تحقیقات کے درمیان جیل کے نظام میں غیر معقولیت اور کافی بیہودگیاں نظر آئیں جن کو دور کرنے کے لئے اس نے اپنی زندگی کے آخری سولہ سال (۱۷۷۴ء تا ۱۷۹۰ء) لگائے اور اپنی تصانیف (۱۷۷۷ء ۱۷۸۹ء) سے جیلوں کی اصلاح کی طرف توجہ دی۔ اور جیل کے نظام کو پبلک کے سامنے لا کر رائے عامہ کو بیدار کرنے کے لئے قدم اٹھایا۔

جان ہاورڈ کا خیال تھا کہ جیلوں کی بری حالت کی وجہ صرف یہی نہ تھی کہ سرکار اور رعیت لاپرواہ تھے۔ اور جو جیلیں تھیں وہ ذلیل اور کمینے جیلروں کے ہاتھوں میں تھیں جو خرچ کم کرنا اور قیدیوں سے مفاد زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے بلکہ جیلوں کی خرابی کی اصل تاجرانہ ذہنیت تھی جو جیل کے کام کو منفعت و تجارت کا ذریعہ بنانا چاہتی تھی۔[1] جان ہاورڈ نے حکومت کو جو سفارشیں کیں وہ چار اصولوں پر مبنی تھیں۔ جن کو جیل کی اصلاح کی بنیاد سمجھنا چاہئے۔ وہ اصول یہ تھے۔

(۱) کوٹھڑی والی جیل بنائی جائے جس میں اصول حفظان صحت کا خیال رکھنا چاہئے۔

(۲) تاجرانہ ذہنیت کے جیلروں کے بجائے تنخواہ دار یا بک ملازم جیلر

۱؎ انگلش پرزنز مصنفہ ویب باب ۳ ص ۳۴

Marfat.com

مقرر کئے جائیں۔

(۳) قیدیوں کی خوراک اور مشقت ایسی ملنی چاہئے جس سے ان کی بہتری ہو اور مذہبی اصولوں پر ان کی اصلاح کی جائے۔

(۴) ذمہ دار افسران ان قانون وضابطے کے مطابق جیل کا معائنہ کیا کریں۔

چونکہ امریکہ جلا وطنوں کو اپنے ہاں رکھنے سے انکار کر چکا تھا اس لئے گورنمنٹ کو قیدیوں کی زیادتی نے جان ہاورڈ کی پہلی سفارش کو ماننے میں مدد دی۔ لیکن اس سے قیدیوں کی زیادتی کا صحیح علاج نہ ہو سکا۔ تب مجبوراً گورنمنٹ نے ۱۷۹۰ء میں ۲۴ نئی جیلیں تعمیر کرائیں۔ جو زیادہ تر جان ہاورڈ کی سفارش کے مطابق کوٹھڑی دار تھیں۔

فرانس کی لڑائی جو ۱۷۹۱ء سے ۱۸۱۸ء تک جاری رہی۔ اس نے جیل کی طرف گورنمنٹ کے رجحانات سبدیل کرائے۔ چنانچہ ۱۸۱۵ء میں قانون پاس کیا گیا جس کی رو سے جیل کے نذرانے ختم کر دیئے گئے۔

۱۸۲۳ء میں سابقہ جیل خانوں میں ترمیم کی گئی اور اس میں جان ہاورڈ کے اصولوں کو مانا ہی نہیں گیا بلکہ اس میں جیلوں کے مذہبی پیشوا اور ڈاکٹر اور مستورات کے لئے میٹرن (زنانہ وارڈر) رکھے گئے۔ اور دینی اور دنیوی تعلیم کے انتظام کو ضروری تصور کیا گیا۔ مگر بدقسمتی سے یہ قانون صرف ۱۳۰ جیلوں میں رائج ہوا۔ اور کئی بدحال گندے اور ناکارہ جیل خانے ان اصلاحوں سے محروم رہے۔

جیل فیکٹریوں کی ابتدا اس زمانہ میں اس بات پر زیادہ زور

Marfat.com

دیا جانے لگا کہ قیدیوں سے نفع بخش کام لیا جائے تاکہ جیلوں کے علاوہ قیدیوں کو مالی فائدہ حاصل ہو۔ چنانچہ جیلوں میں فیکٹریاں بنائی جانے لگیں اور خرچ کے مقابلہ میں آمدنی ہی آمدنی ہونے لگی۔ جس سے گورنمنٹ کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ متحیر ہوگئی۔ قیدیوں کی بھی زندگی اچھی گذرنے لگی۔ رہا ہوتے تو ان صنعتوں سے فائدہ حاصل کرتے۔ چنانچہ اس نفع بخش صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے جان ہاورڈ کے اصول کو جس کی رو سے قیدیوں کو علیحدہ رکھنا چاہئے تھا ترک کر دیا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ کوٹھڑی دار جیلوں کے بنانے میں کافی خرچ ہوتا ہے اور قیدیوں کو ایک جگہ رکھنے کے مقابلہ میں الگ الگ کوٹھڑی میں رکھنے سے کثرت کار میں کمی ہوتی ہے۔ چنانچہ ہر عمر اور ہر سزا کے قیدیوں کو ایک جگہ جمع کر کے کام لیا جانے لگا۔ جس کا اثر قیدیوں کے اخلاق پر بُرا پڑا۔ انہیں بُرائیاں پھیلنے لگیں اور ان سے بُرے افعال سرزد ہونا شروع ہو گئے۔ جس پر مصلحین جیل نے اعتراضات کئے۔ اور ثابت کیا کہ ہر قسم کے قیدیوں کو اکٹھا رکھنے سے ان کے عادات واطوار اور سیرت وخصلت بگڑ جاتے ہیں۔ ان کو بُرے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ کیرکٹر کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے قیدیوں کے تقسیم کرنے کا اصول تسلیم کر لیا۔ مگر کیرکٹر کے اعتبار سے نہیں بلکہ جرموں کے اعتبار سے۔ جس سے کوئی خاص اخلاقی فائدہ نہیں ہوا۔

بعض تجارت پیشہ لوگ جیل کی اصلاح اور صنعت سازی کی مخالفت کرنے لگے۔ اس لئے کہ جیل کا مال بازاری بھاؤ کے مقابلہ میں قیدیوں کی

Marfat.com

کم مزدوری ملنے کی وجہ سے) کم لاگت میں تیار کر کے سستا فروخت کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے بازاری مال پر جیل کا مال چھا جاتا تھا۔ اور اسے آگے بازری مال کو چلنے نہ دیتا تھا۔ اس جلن میں مخالفین یہ پروپیگنڈا کرنے لگے کہ جیل عبرتناک جگہ نہیں رہی بلکہ ایک آرام گاہ بن گئی ہے۔ اس لئے قیدیوں سے سخت نکمّہ اور غیر مفید کام لینا چاہیئے۔

انگلینڈ کے مفکرین مدبرین نے ان خود غرضوں کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔ البتہ اس وقت امریکہ میں قیدیوں کے لئے علیحدہ اور خاموش رہنے کی سکیم چل رہی تھی[1] اس کو انہوں نے اپنا لیا۔ اور حکومت سے اس کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ جس پر حکومت نے پہلے حصہ کو نامنظور کر کے رجو خرچ کا باعث تھا) آخری خاموش رہنے والے حصہ کی تجویز کو چلانے کی کوشش کی۔

ان کا خیال تھا کہ خاموش رہنے ہی میں وہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں جو قیدیوں کو علیحدہ رکھنے سے ہوتے تھے۔ چنانچہ ۱۸۲۴ء میں خاموش رہنے کا قانون نافذ کر دیا گیا۔ لیکن اس خاموش رہنے کے طریقے سے منظم فیکٹریوں کا کام چلنا ناممکن ہو گیا۔ کیونکہ قیدیوں کو ایک جگہ جمع ہونے پر بات چیت کرنا پڑتی تھی۔

ٹریڈ وہیلر مشقت — اس وقت کے بعد سوچا گیا کہ قیدیوں کو کوئی سخت مشقت دی جائے۔ چنانچہ ٹریڈ ویلز (پایہ

---

[1] ہسٹری آف پینل میتھڈز

Marfat.com

سے کھڑا ہونے والے بیٹھتے) لگائے گئے۔ جو ایک لمبا گول چکر ہوتا تھا۔ جس کے بیچ میں پاؤں رکھنے کی جگہ ہوتی تھی۔ اور جو پاؤں کے دباؤ سے چلتا تھا۔ اس سے آٹا بھی پیسا جاتا تھا۔ اور پانی کا بھی کام لیا جاتا تھا۔ اور خالی بھی چلوایا جاتا تھا جس کا مقصد پریشان کرنا ہوتا تھا۔ یہ پہیے چھوٹے بڑے سب قسم کے ہوتے تھے جن کو ایک آدمی بھی اور دس گیارہ آدمی بھی چلا سکتے تھے۔

آخر میں مجموعی اعتبار سے ٹریڈ ویلز کا مقصد قیدیوں کو تنگ کرنا بنا لیا گیا تھا۔ حالانکہ ٹریڈ ویلز کے استعمال کرانے کا مقصد کام لینا تھا۔ جس سے ایک دن میں قیدی چکر لگانے میں پانچ ہزار سے چودہ ہزار تک قدم اٹھا سکتے تھے۔[1]

اس انتہائی سوز مشقت کے خلاف انگلینڈ کے بیدار روشن خیال طبقے نے آواز بلند کی اور سخت قسم کی نکتہ چینیوں کا دروازہ کھولا۔ ان کا خیال تھا کہ یہ بیہمانہ طریقہ ہی نہیں ہے بلکہ انتہائی غیر مفید اور مضرت رساں ہے۔ لیکن ججوں کے طبقے نے اس طریقے کی حمایت کی۔ ان کی رائے تھی کہ یہ طریقہ صرف ارزاں ہی نہیں بلکہ سبق آموز اور عبرتناک ہے۔

لاریب! یہ کام ارزاں اور عبرتناک ہے مگر یہ بھی غلط نہیں کہ یہ کام انتہائی غیر شریفانہ دشمنِ صحت، ولولوں اور قوت دماغی کو ختم کرنے والا ہے۔[2]

۱۸۲۳ء سے ۱۸۳۵ء تک اصلاحات کی کشمکش جاری رہی جس سے جیل کی پابندیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور سزائیں بھی بڑھتی چلی گئیں۔ بھوکا مارنے کے لئے تھوڑی خوراک دی جانے لگی۔ کوڑے پڑنا شروع ہو گئے۔

---

[1] ایوز [2] انگلش پریزنز ص ۹۹

Marfat.com

اور تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں رکھا جانے لگا۔ ان سزاؤں کے ساتھ ٹریڈ ملز کی بھی سزا دی جانے لگی۔

کوڑے لگانا

ایک قیدی کو کوڑے لگانے کی تعداد کم از کم سو ہوتی تھی۔ جو جلادانہ طریقے سے سنگدلی کے ساتھ لگائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ملبنک جیل میں تین سو کوڑے ایک قیدی کو لگائے گئے۔ پارلیمنٹ میں ایک مرتبہ یہ بتایا گیا کہ ۱۸۲۵ء میں انگلستان کی جیلوں میں ۹۵۹، کوڑے قیدیوں کو مارے گئے لیکن ۱۹۲۲ء میں ایک صدی کے بعد اصلاحی ترقی اس عروج پر پہنچ گئی تھی۔ کہ اس سال صرف ۷ کوڑے تمام انگریزی جیل خانوں میں لگائے گئے۔

قیدیوں کے ساتھ یکساں سلوک بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ کئی جیلوں کے نصف سے قریب قیدی بھوکے مرتے تھے۔ اور کئی جیلوں میں ضرورت سے زیادہ سامان خوراک دیا جاتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی تمباکو اور بیئر شراب بھی ملتی تھی۔ اس امتیازانہ سلوک کو ختم کرنے کے لئے ایک مرکز قائم کیا گیا۔ جو جیلوں کا کنٹرول کرتا تھا۔

چنانچہ اسی بنا پر ۱۸۳۵ء میں یہ قانون پاس ہوا کہ انگلینڈ اور ویلز کی جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ یکساں سلوک ہونا چاہئے۔ اور جیل خانوں کے معائنہ کے لئے انسپکٹر مقرر ہوں۔

یہ قاعدہ ۱۸۳۵ء سے ۱۸۷۸ء تک چلا اس کے بعد جیل کے انتظامات

ملے کیمبرڈ ان منسٹری، جولائی ۱۹۲۳ء

Marfat.com

قومی نقطہ نگاہ کے ماتحت کر دیئے گئے۔ اس چالیس سال کے عرصہ میں جیل اصلاحات کے متعلق کافی اختلافات پیدا ہوئے جن میں سب سے اہم مسئلہ علیحدگی کا تھا۔ اسی کو جان ہاورڈ نے اپنی سفارشات میں پہلا درجہ دیا تھا۔ چنانچہ منتظمین جیل نے اس میں اتنا غلو کیا کہ رات کے سونے کے بجائے ۲۴ گھنٹے ہی ان کو علیحدہ رکھنا شروع کر دیا۔ اور جان ہاورڈ سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے۔

جب علیحدگی کے اصول کو اس قدر قبولیت حاصل ہوئی تو ہوم آفس کے افسران نے قیدیوں کی جسمانی اور دماغی علیحدگی کو بنیادی طور پر تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق ۱۸۶۵ء میں یہ قانون پاس کیا گیا کہ ہر ایک جیل خانہ میں علیحدہ کوٹھڑیاں بنائی جائیں اور ان کی تعداد اتنی ہی ہو جتنی کہ جیل میں قیدی ہوں۔ اس حکم کے نفاذ کے بعد بہت سے نئے خانے مالی مشکلات کی وجہ سے فوراً بند ہو گئے۔ اور ۱۸۷۷ء میں ۱۹۲ جیل خانوں میں سے ۸۰ کم ہو کے ایک سو بارہ جیل خانے رہ گئے۔

قیدیوں کی خوراک کا مسئلہ کافی بحث وتمحیص اور غور وفکر کے بعد بھی حل نہ ہو سکا۔ منتظمین جیل ہمیشہ اس میں مختلف الرائے رہے۔

تیسرا مسئلہ قیدیوں کی مشقت کے بارے میں تھا۔ بہت سی جیلوں میں جو مشقت لیجاتی تھی وہ سخت اور غیر مفید تھی۔ مثلاً کرینک اور ٹریڈ ویلز کی مشقتیں۔ قیدی ان سے بہت زیادہ پریشان ہو گئے تھے۔ صرف ویکفیلڈ میں ایک جیل خانہ تھا۔ جس میں دستکاری کا کام مشقت کے طور پر لیا جاتا تھا۔ یہ تجربہ میں بھی

یہ کوشش کی گئی کہ قید خانہ میں چھوٹی دستکاریاں سکھا کر قید خانہ کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔

جیل خانوں میں اور خاص طور پر برمنگھم جیل خانے میں جب ٹریڈ ویلز سے قیدیوں پر انتہائی سختی روا رکھی جانے لگی۔ تو اس کی انتہائی مذمت کی گئی لیکن لندن میں چوریوں اور ڈکیتیوں تعداد بڑھنے کی وجہ سے حکومت سخت دل ہوگئی۔ اور اس نے ۱۸۶۳ء میں ٹریڈ ویلز اور کرینک کے حق میں ووٹ دے۔ حالانکہ جیل انسپکٹران نے ان مشقتوں کی مخالفت کی۔

۱۸۶۵ء میں یہ قانون منظور کیا گیا کہ مشقت سخت ہونی چاہئے اور اس کا اطلاق ہر قیدی پر ہونا چاہئے۔ مگر جیل کے منتظمین نے اس قانون کو سختی کے ساتھ نہ چلایا۔ اپنی آزادی برقرار رکھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۸۷۷ء میں اس امتیاز کو ختم کرنے کے لئے جیل ایکٹ پاس ہوا۔ اس ایکٹ نے مقامی حکومتوں میں ایک نمایاں تبدیلی کی یعنی جیلوں کو قومی حکومتوں کے ماتحت کر دیا۔ جس کی رو سے جیل خانوں کی سرپرستی سکرٹری آف اسٹیٹ کو سونپ دی گئی۔ اور ایک کمیٹی اس کی نگرانی کے لئے بنا دی گئی۔ اس کے ممبر کو کمشنر کہا جاتا تھا۔ جن کو ہوم سکرٹری اپنی مدد کے لئے مقرر کرتا تھا۔ وہ اس کی ہدایت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور نظام جیل میں ہوم سکرٹری کو جوابدہ ہوتے تھے[1]

اس قانون کے نفاذ کے بعد دوسرے سال یہ تبدیلی عمل میں لائی گ

---

[1] ویب باب ۱۲

Marfat.com

کہ ۲۱۰۳۰ قیدی جو اس وقت جیل خانوں میں تھے وہ سیکرٹری آف اسٹیٹ اور کنٹرز کمیٹی کے ماتحت کر دیے گئے۔ جیل خانے کم کرانے کی کوشش کی گئی یعنی ۱۱۲ میں ۳۸ اور کم کر دیے گئے۔ اور ۱۸۹۴ء میں مزید کمی کر کے کل جیل خانے ۵۶ رہنے دیے۔

دورِ ڈیوکن

سر اڈمنڈ ڈیوکن ۱۸۷۷ء سے ۱۸۹۵ء تک جیل کمشنر کمیٹی کے صدر رہے۔ ان کے زمانہ کو دورِ ڈیوکن کہا جاتا ہے۔

اس دور میں ان کی پالیسی پر عمل درآمد ہوتا رہا۔ ان کا مقصد جیل کے نظام میں بہتری اور کفایت شعاری تھا جس کے حصول کے لئے یکساں سلوک پیدا کرنے کے واسطے جیل کے بہترین قواعد مرتب کئے۔ جس میں قابل استعمال مناسب و موزوں خوراک دینا اور باقاعدہ کام لینا تجویز کیا۔ جیل کے ملازمان کے لئے ایک درجہ مقرر کیا۔ ان کے ذمہ علیحدہ علیحدہ کام کئے۔ اور حسابات رکھنے کے لئے حساب و کتاب رکھنے پر زور دیا۔

ان کا دوسرا مقصد جیل کی سخت مشقت میں ہر قیدی کے ساتھ یکساں برتاؤ جاری کرنا تھا جس کے لئے انہوں نے مقامی جیل افسران کے امتیازی سلوک کے ذریعہ آمدنی کا خاتمہ کرایا۔ حقیقت یہ ہے کہ یکسانیت کے اصول کو حد سے زیادہ عمل میں لانے کی کوشش کی گئی۔ حتیٰ کہ قیدیوں کی حیثیت اور ان کے مختلف جرموں کی کبھی پرواہ نہ کی گئی۔ اس دور میں تمام عورتیں ہفتہ میں ایک ہزار جیل خانوں میں مشقت جاری تھیں نوعیت کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ کمزور طبیعت اور ادھیڑ عمر کے لوگوں سے ساتھ

Marfat.com

وہی سلوک کیا جاتا تھا جو جانوروں کے ساتھ ہوتا تھا[1] اور باوجود اس بات کے کہ ڈیوکن تسلیم کرتا تھا کہ علیحدہ کوٹھڑیاں ظالمانہ اثرات رکھتی تھیں۔ اور دماغی آدمیوں کے لئے تلخ مایوس کُن اور ان کی ذہنیت کے لئے سم قاتل تھیں[2] لیکن پھر بھی وہ اس کے اجراء کا پکا حامی تھا۔

البتہ لمبی سزا والے قیدیوں کی مشقت میں نرمی کردی گئی۔ اور انعام دیے جانے پر غور کیا گیا۔ مگر قانوناً وہ ایسا کرنے کے مجاز نہ تھے۔ اس لئے مجبوراً یہ طے ہوا کہ شروع ہی میں موجودہ مشقت سے بھی زیادہ سخت مشقت لی جائے۔ اور آخر میں زیادہ عمر کے قیدیوں کی مشقت میں ڈھیل دے دی جائے۔

اگرچہ اس طریقہ کار کا عمر رسیدہ قیدیوں پر اچھا اثر پڑا۔ اور مختصر لمبی سزا یافتہ قیدیوں کو اس سے فائدہ ہوا۔ لیکن ان کے علاوہ کم سزا والے کثیر قیدیوں کو زیادہ تکلیف برداشت کرنا پڑی۔

ڈیوکن کا یہ دور بظاہر کامیاب سمجھا گیا۔ جیل خانے صاف ستھرے تھے۔ ان میں اصول حفظانِ صحت کا خیال رکھا جاتا تھا۔ قیدیوں کی صحت بہتر تھی۔ بدمعاشی اور خودکشی کم ہو گئی تھی۔ اور بتدریج قیدیوں کی تعداد میں کمی آنے لگی تھی۔ لیکن رائے عامہ مطمئن نہ تھی۔ وہ یہ دیکھتے تھے کہ رہائی کے بعد قیدیوں کی صحت اچھی نہیں ہوتی۔ وزن کم ہو جاتا تھا۔ دماغی حالت پست ہو جاتی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بقایا زندگی ایمان داری

---

[1] وب باب ۱۲ [2] پنشمنٹ اینڈ پریوینشن آف کرائم ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۷۵

Marfat.com

کے ساتھ گذارنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔ جیل خانوں میں تپ دق کی وجہ سے جب موتیں ہونا شروع ہوگئیں۔ تو گورنمنٹ نے مجبور ہو کر ۱۸۹۴ء میں جیل خانوں کے حالات کی تفتیش کی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر اچھی اور مفید تبدیلیاں ہوئیں۔

سر اولیین رگلز برائز ڈیکن کے جانشین تھے اُنہوں نے بتایا کہ ۱۸۶۳ء کی پبلک تحقیقات کوٹھڑیوں میں مسلسل علیحدہ رکھنے کی مذمت میں تھی۔ البتہ کوٹھڑیوں کے معمولی استعمال اور اس میں تھوڑے دن رہنے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ اور اس میں یہ بھی ثابت کیا گیا تھا کہ خاص حالتوں میں دستکاروں مزدوروں کا آپس میں ملنا ملانا نقصان دہ نہیں ہے۔ ٹریڈیفین نے اس اسٹیج پر زور دیا کہ جیل کے مزدوروں کا مقابلہ نہ کیا جانے والے کمیٹی کی ان سفارشات کو ۱۸۹۹ء میں ایک ایکٹ کی شکل میں منظور کیا گیا جس کی رو سے ٹریڈ ملز اور کرینک کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور قید کی سزا میں معافی رہنے کا طریقہ رائج ہوگیا۔ اور قیدیوں کو ایک جگہ جمع ہو کر کام کرنے کی اجازت مل گئی۔ خوراک پہلے سے اچھی کر دی گئی۔ کام معقول ترتیب پر لیا جانے لگا اور مزدور قیدیوں کے ساتھ نرمی برتی جانے لگی۔ جن کے نتائج یہ برآمد ہوئے کہ رہا شدہ قیدیوں کے لئے امدادی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ اور گاؤں میں نظر بندی کا طریقہ رائج ہوگیا۔ اس بنا پر ۱۸۵۹ء کا قانون نئے دور کا آغاز کہا جاسکتا ہے جس پر گورنمنٹ اور پبلک نے جرائم روک سکنے کے لئے اسباب پر غور کرنا اور جیل خانوں

سلہ انگلش پریزن سسٹم ۱۹۲۱ء ص ۳۷

Marfat.com

میں پرانے ظالمانہ عبرت ناک اصول پر نئے اصلاح اور انسانیت کے اصول کو مقدم رکھنے کی کوشش کرنا شروع کر دی۔

انگلینڈ کے نام پر بدنما دھبّہ

اُنیسویں صدی کے شروع تک جو ضابطہ فوجداری ملک میں رائج تھا وہ انگلینڈ کے نام پر ایک بدنما دھبّہ تھا کوئی دو سو جرائم کی سزا موت تھی جن میں سے اکثر جرائم بڑی معمولی نوعیت کے تھے۔ مثلاً جیب کترنے۔ کسی ممنوعہ جگہ سے مچھلی پکڑنے۔ چھوٹے چھوٹے درخت کاٹنے۔ دھمکی آمیز خطوط لکھنے۔ خرگوش مارنے۔ پانچ شلنگ کی چیز چرانے۔ جھوٹے دستخط بنالنے توہین کرنے۔ گالی دینے۔ ناک کاٹنے۔ دھوکہ دینے۔ شراب پینے وغیرہ کی سزا موت ہوتی تھی۔ ایسے ضابطہ فوجداری کی موجودگی میں یہ قدرتی بات تھی کہ بیس بیس پچیس پچیس مجرموں کو ایک وقت میں پھانسی پر لٹکایا جاتا تھا۔ کئی دفعہ چھوٹی چھوٹی عمر کے مجرموں کو اگرچہ ان کا قصور ثابت بھی ہو جاتا تھا تو بھی بے گناہ قرار دیتی تھیں۔

اصلاحات کا دور

ان دنوں سر رابرٹ پل انگلستان کا ہوم سکرٹری تھا۔ اس نے اس سختی کو بری طرح محسوس کیا۔ اور کئی سو جرائم کے لئے سزا موت ہٹا دی گئی۔ اور آہستہ آہستہ قانون زیادہ نرم ہو گئے۔

مزید قوانین کا نفاذ

جیل خانوں میں اصلاحات کی ترقی کا آغاز ۱۸۹۵ء کے ایکٹ سے ہوا۔ اور اس کی

Marfat.com

تکمیل حسب ذیل قوانین سے کی گئی :۔

ایکٹ رہائشی آزمائشی ( ) کے

مطابق مجسٹریٹوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ مخصوص جرموں میں مجرموں کو بجائے جیل میں رکھنے کے آزمائش کے طور پر رہا کر دیا جائے۔

ایکٹ انسداد جرائم ۱۹۰۸ء ( )

کی رو سے کم عمر مجرموں کو خاص اصول کے ماتحت سزا دینے کا انسٹی ٹیوشن (ادارہ) قائم ہوا اور خاص کر نوجوانوں کو جیل بھیجنے کے بجائے بورسٹل (جیل نما) جیل بھیجا جانے لگا۔

پاگلپن کا ایکٹ ۱۹۱۳ء ( ) کے

ماتحت کمزور دماغ قیدیوں کے سوال کو سنجیدہ طور پر غور کرنے کی کوشش کی گئی اور ان قیدیوں کو جیل خانوں میں اودھم بازی اور پاگل پنے کے ذمہ دار ہونے سے بچایا گیا۔ اور جن کو جیل موافق نہ ہوتی تھی ان سے جیل خالی کرایا جاتا تھا۔

جرائم کا اخلاقی انتظامی ایکٹ ۱۹۱۴ء

کے مطابق سزا جرمانوں میں تبدیل کی جانے لگی جس سے جیل خانوں میں قیدیوں کی کمی ہو گئی۔

ان ایکٹوں اور دیگر قوانین کی وجہ سے جیل خانوں کی ترقی کی طرف متوجہ ہونے پر ایک مصنف لکھتا ہے :۔

"سب سے اچھی اور پر امید جیل کی علامت وہ ہے جو لوگوں کو جیل سے باہر رکھے"۔

Marfat.com

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۵ء میں ایک لاکھ ستر نوے ہزار نو سو اکتالیس قیدی قید خانوں میں تھے۔ لیکن ۱۹۲۷ء میں ان کی تعداد ۵۶ ہزار چھ سو اٹھائیس رہ گئی۔ اور سال بسال کم ہوتی چلی گئی۔

۱۹۲۷ء میں جو جیل کمشنر کی رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں درج ہے کہ جیل کی آبادی قلیل ہونے کے دو وجوہ تھے۔ ایک پاگلوں کے ایکٹ کا نفاذ اور دوسرے سزا کو جرمانے میں تبدیل کرنا۔

جیلوں میں قیدیوں کی آبادی کم ہونے کی وجہ سے ۱۹۲۲ء میں دس قید خانے اور ۱۹۳۰ء تک مزید پندرہ جیل خانے بند کر دیے گئے گویا ۵۶ میں سے ۳۱ جیل خانے باقی رہ گئے۔ جس سے جیلوں کا خرچ کم ہو گیا۔

قیدیوں کے باہر رہنے اور وہیں مزدوری کرنے سے ان کے اخلاق پر اچھا اثر پڑنے لگا۔ اور وہ جیل خانوں کی دماغی اور اخلاقی گراوٹ سے محفوظ ہو گئے۔

قیدِ تنہائی یورپ کے جیل خانوں کا مطالعہ کرتے وقت جو بات خاص طور پر محسوس ہوتی ہے "قیدیوں کو قیدِ تنہائی میں رکھنے کی پالیسی ہے" انگلینڈ اب یہ پالیسی ترک کر چکا ہے۔ مگر باقی یورپ میں یہ پالیسی ابھی تک رائج ہے۔ بلجیم میں قاتل کو پہلے دس، اٹلی میں سات سال، فرانس میں پانچ سال اور جرمنی میں تین سال تنہا کوٹھڑی میں گذارنے پڑتے ہیں۔ اس سزا کے زمانہ میں بھی قیدیوں کو اسکول کے وقت اچھے

Marfat.com

ساتھیوں سے علیحدہ رہنا پڑتا تھا تاکہ اس کے ساتھی اس کو نہ دیکھ سکیں اگر کوٹھری کی آمدورفت کے وقت ایک قیدی کا دوسرے قیدی سے آمنا سامنا ہو جاتا تو قیدی کے منہ پر نقاب ڈال دی جاتی تھی۔

انگلینڈ میں قید تنہائی کی سزا کو ترک کرنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس سے قیدیوں کے دماغ میں خرابی پیدا ہوتی تھی۔ اور اس کا اثر جسمانی اور اخلاقی طور پر برا پڑتا تھا۔ مگر اس بات کو امریکہ اور یورپ نے محسوس نہیں کیا۔ بلکہ ان کے مدبرین کا خیال ہے کہ کافی مدت تک قیدیوں کو علیحدہ رکھنے سے ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ان کو ایک جگہ رکھنا ان کی اصلاح کے لئے مضر ہے۔ چنانچہ ان کی یہ رائے حسب ذیل وجوہات پر مبنی ہے:۔

(۱) قیدیوں کو قید تنہائی میں رکھنا آسان ہے اور سہل طریقہ سے اس کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

(۲) قید تنہائی میں قیدی کو اپنے متعلق غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(۳) قید تنہائی قیدی کو برائی سے دور رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ایک قیدی کو علیحدہ رکھ کر دوسرے قیدی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور اس سے قابل وثوق اور پادری قسم کی مقدس ہستیاں ملاقات کرتی ہیں اور بیش قیمت نصیحتوں سے فیضیاب کرتی ہیں۔

(۴) یہ بات غلط ہے کہ عام آدمی اس طرح تنہائی میں رہنے کے بعد بھی ایک جگہ رہنے کے قابل نہیں ہے۔

Marfat.com

ان قید تنہائی کے دلائل میں یکے بعد دیگرا انگلینڈ کے اہل الرائے حضرات نے عملی طور پر جب کوئی جان نہ پائی۔ اور تجربہ نے قید تنہائی کو مہلک و مضر ثابت کیا تو قیدیوں کو ایک جگہ رکھنا شروع کر دیا تاکہ قیدی رہا ہونے کے بعد آزادی کی زندگی بسر کرنے اور اپنے عزیز و اقارب دوست احباب کے ساتھ پیار و محبت کی زندگی گزارنے کے قابل بن سکیں۔ نیکی کی طرف رجوع ہوں۔ اور اپنی خواہشات پر قابو پالیں۔ یہ بات قیدیوں کو قید تنہائی میں حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ ان ہی خیالات کی بنا پر انگریزی جیلوں کے کمشنروں نے مندرجہ ذیل قواعد مرتب کئے:۔

(۱) قیدیوں کو عمر اور جرم کی حیثیت کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

(۲) ان کو آپس میں تبادلہ خیالات کرنے کے لئے وقت اور موقعات ملنے چاہئیں۔ چنانچہ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے ان کو اخبار دیا جاتا ہے۔

(۳) قیدیوں کو ایک مخصوص معیار مخصوص کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ اس کی طرف رجوع ہوں اور اس کے لئے کوشش کریں۔

چنانچہ مسٹر سیڈرس کمشنر جیل خانہ جات انگلینڈ فرماتے ہیں:۔

" قیدیوں کو باہم ملا کر اپنی بہتری کا معیار مقرر کرنا چاہئے۔ قیدیوں میں اچھائی اور برائی دونوں ہی ہوتی ہیں۔ اچھائی ہمیشہ برائی پر غالب آتی ہے اس لئے جیل افسران کا فرض ہے کہ وہ قیدیوں کی اچھائی سے فائدہ اٹھائیں اور ان میں رائے عامہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ مثال جب ہی قائم ہو سکتی ہے کہ ہم قیدیوں سے ان کا اثر و رسوخ استعمال کرائیں۔ اور اچھے کام کریں۔

Marfat.com

کیمپ

سنہ ۱۹۲۷ء سے بورسٹل انسٹیٹیوشن انگلینڈ نے سمندر کے کنارے موسم گرما میں تفریحی کیمپ لگانے کا سلسلہ شروع کیا۔ جو چار ہفتوں تک مسلسل لگائے جاتے تھے۔ اور یہ کیمپ کنٹس کے ہوتے تھے اور ان میں ۳۵۔ اشخاص کی پارٹی ایک ہفتہ تک رکھی جاتی تھی۔ جو اعلیٰ درجہ کے قیدیوں میں سے منتخب کئے جاتے تھے۔ اور جو اپنا وقت محنت و جفاکشی سے گذارتے زراعت کا کام کرتے لیکچر سنتے۔ راستوں کا پتہ لگاتے کھیلتے کودتے اور نہاتے دھوتے تھے۔ ان پر وہاں بداعتمادی نہ کیجاتی تھی۔ بلکہ ان پر اعتبار و یقین کیا جاتا اور ان کو فرار ہونے کے شبہ سے بالاتر سمجھ کر بلا دیوار و قفل کے رکھا جاتا تھا۔ وہ اپنے کام کی تکمیل کرتے اور اُس کو حسن و خوبی انجام دیتے۔

چنانچہ ایسے کیمپ کے تجربے کامیاب ثابت ہوئے اور ان سے مفید ٹریننگ حاصل ہونے کی اُمید کیجا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کا انچارج کوئی متقی اور مخلص آفیسر ہو۔

انگلینڈ کے جیل خانوں کے کمشنر مسٹر اے پیٹرسن نے ہندوستان میں بھی یہ تجربہ کیا ہے۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں برما کے جوان قیدیوں کو ایک کیمپ میں لیجایا گیا جس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اور آئندہ اس سلسلے کو جاری رکھنے کیلئے گرانٹ بندھی۔ اور اسی طرح کا تجربہ کامیابی کے ساتھ "میڈسٹون" جیل میں کیا گیا۔ اگرچہ ان کو سمندر کے کنارے نہ لیجایا گیا۔ مگر چونکہ لمبی سزا والے قیدی عام طور پر جیل کی دیواری کی فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ اس لئے ان کے

Marfat.com

کام کی جگہ کی تبدیلی کا ہی ان کے جسمانی اور دماغی قوت پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اس لئے طے کیا گیا کہ ۷ اسال چالیس قیدیوں کی ایک پارٹی بنا کر ایک ماہ کے لئے کیمپ ہل میں جزیرہ واسٹ میں بھیجی جائے۔

اسی طرح کئی ممتاز قیدی جو میڈ سٹون جیل خانہ میں "وارڈ ہاؤس" میں رہتے تھے۔ ان کو "رچسٹر" کے بوسٹل انسٹی ٹیوشن میں بھیجا جاتا تھا۔ جہاں وہ تبدیلی کی غرض سے ایک ماہ رہتے تھے۔ اور انتہائی فوائد آرام و سکون حاصل کرتے تھے۔

اعتبار و خودداری

اب وہ پرانا دقیانوسی زمانہ گیا جب سخت سزائیں اور سبق آموز مشقتیں دی جاتی تھیں۔ موجودہ جیلوں میں قیدیوں کو "اعتماد" کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور ان کے چال چلن کے ساتھ ان میں خودداری کا جذبہ بھی پیدا کیا جاتا ہے۔

انگلستان کی جیلوں میں پرانے قسم کے تیر والے کپڑے اور پرانے طریقے کے بال کاٹنے اب بند ہو گئے۔ اور جو کپڑے قیدیوں کو دئے جا رہے تھے۔ اگرچہ وہ کھردرے ہیں مگر سے ہوئے اچھے ہیں۔ جیسے کہ باہر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ بالوں کے کاٹنے کا بھی وہی فیشن رائج ہے۔ جو عام پبلک میں ہے۔

خاموش رکھنے کا جو قانون تھا وہ قیدیوں کو حقوق ملنے اور نگرانی کی کمی کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔ جس سے ان میں خودداری پیدا ہونا شروع ہو گئی۔

Marfat.com

جیل افسران کا خیال ہے کہ قیدیوں کو اپنے اعتماد میں لینا چاہئے اور انکے اعتماد کو کھونا نہ چاہئے ۔ انگلستان کے جیل کمشنر ہندوستان کے "سزا یافتہ افسران کے طریقے کو مکمل طور پر تسلیم نہیں کرتے ۔ لیکن کئی حالتوں میں اس کو عملی جامہ پہنانے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ اور اس طریقہ پر قیدیوں میں سے آزمین اور سپیشل گریڈ" مقرر کرتے ہیں ۔ جو جیلوں میں اور جیلوں باہر بغیر کسی نگرانی کے جاسکتے ہیں اور کام کر سکتے ہیں جس طرح ہندوستانی جیلوں میں سزا یافتہ قیدی کو کالی پیلی والا نمبر دار بنایا جاتا ہے ۔ اس طرح انگلینڈ کی جیلوں میں قیدی کو "بلوز" لیڈرز اور سٹروکز" کے عہدے دئے جاتے ہیں ۔ یہ افسران قیدیوں کے کام طور و اطوار کے ذمہ دار ہوتے ہیں جو ان کے سپرد کئے جاتے ہیں ۔ سٹروک دکھیلڈ جیل خانہ کی نقل ہے جس کے ماتحت ایک گروپ چند قیدیوں کی ٹولی ہوتی ہے ۔ "سٹروک" بحیثیت مانیٹر کے کام کرتا ہے ۔ اگرچہ اس کے ہاتھ میں سزا دینے کی کوئی طاقت نہیں ہوتی مگر اس سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ذاتی اثرات استعمال کرکے کاہل اور جھگڑالو قیدیوں کو درست رکھے گا ۔ اور کسی قسم کی شرارت نہ کرنے دیگا ۔

تعلیم

انگلینڈ کے جیل خانوں میں تعلیم کو کافی ترقی دی گئی ہے ۔ جس کے لئے حکومت نے اُستادوں کے چھوٹے چھوٹے گروپ مقرر کئے اور کافی مالی امداد سے سراہا اس کے علاوہ پبلک جماعتوں نے رضاکارانہ طور پر تعلیم کا بہت سا کام انجام دیا اور سرمایہ بے دریغ خرچ کیا جس کی وجہ سے جیل میں ابتدائی تعلیم بہ آسانی دیجانے لگی ۔ جس میں کئی قسم کی دستکاریاں

Marfat.com

زبانیں اور سائنس سکھائی جاتی تھی۔ ویکفیلڈ جیل خانہ میں ایک قیدی سنسکرت پڑھتا تھا اور بہت سے قیدی فرانسیسی، اسپینی زبانیں حاصل کرتے تھے۔

میڈسٹون جیل خانہ میں تعلیم کی ذمہ داری پندرہ اُستادوں کے ذمہ کردی گئی تھی۔ جو زساعت معمولی ڈاکری، شارٹ ہینڈ، انگریزی اور مختلف زبانوں کی تعلیم دیتے تھے۔

انگلینڈ کی ڈرامہ کمپنیاں بھی اخلاق کو درست کرنے کے لئے ڈرامے دکھاتی تھیں جس سے قیدی اخلاقی سبق حاصل کرتے تھے۔

انگلینڈ کے علاوہ یورپ کے دیگر ممالک میں مختلف طریقوں سے تعلیم دیجاتی ہے۔ جرمنی کے قیدخانوں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہاں ۲۵ سال کی عمر کے قیدی کے لئے تعلیم لازمی ہے۔ ۲۵ سال کی عمر کے بعد قیدی کی اپنی مرضی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے یا نہ کرے۔

جرمنی کے قیدیوں کو تعلیم حاصل کرنے کی بڑی خواہش ہوتی ہے جن کو جیل کے آفیسران تعلیم دیتے ہیں اور باہر کی سوسائٹیاں بھی ان کی رضا کارانہ طور پر امداد کرتی ہیں۔ اسکول کی تعلیم کے علاوہ اتوار کو مذہبی تعلیم دیجاتی ہے اور گانا سکھایا جاتا ہے۔

جرمن قوم فنِ موسیقی کی شائق ہے حالانکہ اس کی زبان موسیقی سے مناسبت نہیں رکھتی مگر پھر بھی وہ اس کو حاصل کرتے ہیں۔

جرمنی میں قیدی کو قید تنہائی کیوجہ سے تعلیمی نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اور جن ملکوں میں قیدیوں "قید تنہائی" کی سزا دیجاتی ہے۔ وہاں تعلیم

Marfat.com

کا سلسلہ چلنا دشوار ہوتا ہے۔

بلجیم میں بالغ اور پڑھے لکھے قیدیوں کے دل و دماغ کو تربیت نہیں دی جاتی۔ البتہ ناخواندہ قیدیوں کو ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے۔

چالیس سال سے کم عمر، چھ ماہ سے زیادہ سزا یافتہ برسیلز کے ناخواندہ قیدی ہفتہ میں ایک دو مرتبہ اسکول جاتے ہیں۔ خواندہ وہاں نہیں بھیجے جاتے۔ ایک ایک طالب علم کے بیٹھنے کے لئے جماعتوں کے کمروں میں علیحدہ علیحدہ کیبن ہوتے ہیں تاکہ ان کی "قید تنہائی" عمل میں آسکے۔ ابتدائی تعلیم وہاں کے دارالاصلاح جیل خانوں میں دی جاتی ہے۔

"منور" کے جیل خانہ میں چھوٹی عمر کی لڑکیاں نفیس و خوبصورت کمروں میں تعلیم پاتی ہیں۔ اور کبھی کبھی لیکچر سنتی ہیں۔ لڑکیوں کو عام طور پر کارآمد و مفید تعلیم دی جاتی ہے۔ جن کا تعلق ان کی زندگی سے ہوتا ہے۔ کیونکہ حساب و کتاب ان کو تجارت میں بڑا معین ثابت ہوتا ہے۔ لٹریچر کا تعلق زراعت سے ہے۔ اس میں ان کا بڑا سہارا بن سکتا ہے۔

ہالینڈ میں قیدیوں کو بلجیم کی طرح قید تنہائی تعلیم میں حارج ہوتی ہے۔ اور وہاں صرف جوان اور ناخواندہ قیدیوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور بالغ ناخواندہ قیدی کو ابتدائی تعلیم سے زیادہ تعلیم نہیں دی جاتی۔ ریفارمیٹری اسکول میں جوان قیدیوں کو ہر روز دو گھنٹے تعلیم دی جاتی ہے۔

اٹلی میں جوان قیدیوں کو ہر روز چار گھنٹے اور لڑکیوں کو ابتدائی تعلیم ملتی ہے۔ جلاوطن قیدیوں کو جن کی عمر پچاس سال سے کم ہو حصول تعلیم

Marfat.com

کرائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تعلیمی سلسلہ میں اور کچھ نہیں کیا جاتا۔ نیز حوالاتیوں کو کہیں بھی کسی قسم کی تعلیم نہیں دیجاتی۔

اصلاح اور ٹریننگ

ٹریننگ خواہ دماغی ہو یا جسمانی یا دستکاری سکھلانے سے تعلق رکھتی ہو آسان نہیں ہے۔ ٹریننگ کا مقصد انسان کے دل روح اور جسم کو ٹریننگ دینا ہے جو نظام اور سخت کام سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ان خواہشات کو دور کرنا ہے جو کسی شخص کو ٹریننگ حاصل کرنے میں حایل ہوتی ہیں۔

یہی اصول انگلینڈ کے کئی بوسٹل انسٹی ٹیوشن اور جیل ٹریننگ مرکز میں تسلیم کیا گیا ہے ۱۶ سال سے ۲۱ سال کے عمر تک کے قیدیوں کے لئے کئی انسٹیٹیوشن (ادارے) بنائے گئے ہیں ان کی تقسیم قیدیوں کی سیرت پر مبنی ہے۔

" ونیڈز ورکھ" جیل میں ۱۶ سے ۲۱ سال تک جو قیدی ہیں ان کو مجموعی طور پر تین قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) تمام نوعمر قیدی جن کی سزا بوسٹل انسٹیٹیوشن میں ملتی ہے ان کا معائنہ بیاں کیا جاتا ہے اور وہ اس طرح تقسیم ہوتے ہیں کہ اپنی خواہش و دلچسپی کے مطابق ٹریننگ لے سکیں۔

(۲) وہ تمام لندن کے رقبہ کے نوعمر جن کے خلاف مقدمات چل رہے ہیں۔

(۳) وہ تمام نوعمر جن کو لندن کے رقبہ کی عدالتوں سے تین ماہ

Marfat.com

کم کی سزا ہوئی۔ فیلتھم انسٹیٹیوشن میں وہ نوعمر بھیجے جاتے ہیں جنہوں نے صرف ایک جرم میں ایک مرتبہ سزا پائی ہو۔ اور وہ اخلاقی مجرم نہو۔

بورسٹل جیل میں بڑے اخلاقی کم عمر مجرموں کو جو ٹریننگ کے قابل ہوں بھیجا جاتا ہے۔ پورٹ لینڈ میں وہ کم عمر قیدی بھیجے جاتے ہیں جو شریر اور متفنی، ڈنگی اور بورسٹل کے قصوری ہوتے تھے۔

مذکورہ بالا قیدیوں میں اگر کوئی قیدی غیر تسلی بخش ثابت ہوتا یا ان قیدیوں میں جو آزمائشی طور پر رہا کئے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کا لائسنس ضبط ہو جاتا تو ان کو وارم وڈ سکریز میں بھیجا جاتا۔

جن لڑکیوں کی عمر ۱۶ سال سے ۲۱ سال تک ہوتی ان کو ایلسبری بورسٹل انسٹیٹیوشن میں بھیجدیا جاتا تھا۔ بالغ قیدیوں کے دو خاص جیل خانے ہیں۔ پہلا جیل خانہ "وارم وڈ سکربز" ہے۔ جن میں لندن کے رقبہ کے پہلی مرتبہ جیل میں آئے ہوئے کم مدت کے پانچ سو قیدی رکھے جاتے ہیں۔

دوسرا جیل خانہ ویک فیلڈ ہے۔ جہاں چھ مہینے سے کم سزا والے دو سو پچاس قیدی رکھے جاتے ہیں۔

ان دونوں جیل خانوں کا مقصد بالغ قیدیوں کے ساتھ مخصوص سلوک کرنا ہے۔ "وارم وڈ سکربز" جیل خانوں میں قیدیوں کے ساتھ بورسٹل اداروں سے ملتا جلتا سلوک کیا جاتا۔ اور ان میں پہلی سزا والے قیدی بھیجے جاتے تھے۔

Marfat.com

ویکفیلڈ جیل خانہ میں یہ کوشش کی گئی کہ معمولی قید والے قیدیوں کو مستثنیٰ کر کے بڑی قید والوں کو ٹریننگ دی جائے۔

یہ دونوں جیل بڑے مبارک مقصد کے لئے مخصوص کئے گئے تھے مگر ان کی خامیوں کی طرف توجہ نہیں دیگئی۔ اور دارم وڈ سکربز" میں کچھ بھی ٹریننگ نہ دیجا سکی۔ اس لئے کہ قیدیوں کی تعداد زیادہ اور سزا کی مدت کم ہوتی تھی۔

ویکفیلڈ جیل میں پہلی مرتبہ کے سزا یافتہ قیدیوں کو کئی مرتبہ کے سزا یافتہ قیدیوں کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔ جس سے قیدیوں کے اخلاق پر انتہائی بُرا اثر پڑتا۔ اور اچھے چال چلن کے قیدیوں کے کام میں بھی رکاوٹ پڑتی تھی۔ عادی قیدی نئے قیدیوں کو بگاڑتے" اور ان کو کسی کام کا نہ رکھتے تھے۔

موسیقی موسیقی کا انگلینڈ کے جیل خانوں میں قیدیوں کے دل ودماغ اور چال چلن پر بہت اچھا اثر پڑتا تھا۔ اور بہت سے جیل خانوں کے گورنر جیلوں میں گویوں کی محفلیں جاتے تھے۔ اور گانے سُنا کرتے تھے۔

" پارکھرسٹ کنونکٹ" جیل خانہ کے ایک تجربہ کار جیل آفیسر نے ظاہر کیا کہ عام طور پر تمام قیدی پھولوں، ترانوں، بچوں، کتوں کے خواہش مند رہتے ہیں۔ جیل میں قیدیوں کو بینڈ بھی سکھایا جاتا ہے۔ جسیں وہ بیحد دلچسپی لیتے ہیں۔ بہت سے قیدیوں کی بینڈ کی وجہ سے زندگیاں سُدھر گئیں

Marfat.com

اور انہوں نے رہا ہو کر برائی کی طرف کبھی توجہ نہیں دی ۔ اور شریف شہریوں کی طرح اپنی زندگی گذارنا شروع کر دی ۔

دستکاری انگلینڈ میں گورنمنٹ قیدیوں کو زندگی کی ضروریات کا سامان مہیا کرتی ہے ۔ اور اس کے بجائے قیدیوں سے کام کراتی ہے ۔ اور اس کا نفع گورنمنٹ وصول کرتی ہے ۔ جس میں سے کچھ جیل کی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے ۔ اور باقی حکومت لے لیتی ہے ۔

انگلینڈ کے علاوہ تمام یورپ میں ایک دوسرا طریقہ رائج ہے ۔ انکا خیال ہے کہ قدرت کا سب سے بڑا ضابطہ پیٹ بھر کے کھلانا ہے ۔ اسواسطے وہ اس ضابطہ کو دو طریقہ سے عمل میں لاتے ہیں ۔

(۱) قیدی سے زبردستی کام نہ کرایا جائے بلکہ اس کی مرضی سے کرانا چاہیئے ۔

(۲) پبلک کا ٹیکس جیل خانوں پر نہ خرچ کیا جائے ۔

اس لئے گورنمنٹ نے جو خوراک قیدیوں کو دینا شروع کی وہ قلیل اور ایک ہی قسم کی ہوتی مگر اس کے ساتھ قیدی کام کی اجرت پاتا ۔ اس کو تنخواہ ملتی ۔ وہ تنخواہ سے کئی قسم کی سہولتیں حاصل کرتا ۔ اور خوراک بھی مہیا کر لیتا ۔ مگر تنخواہ قابل و محنتی مزدور قیدی کو دیجاتی ۔ نکمے اور سست قیدی تنخواہ لینے کے حقدار نہ ہوتے تھے ۔ جس سے ان کو کام کی قدر ہوتی ۔ قیدی کو کام سے علیحدہ کرنا سزا سمجھا جاتا تھا ۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر وہ کام نہ کرے گا تو مزید خوراک و سہولتیں اس کو حاصل نہ ہونگی ۔ وہ کام کو اپنا

Marfat.com

خوشی خوشی توجہ دیتا۔ اور محنت سے کام کرتا اس بنا پر اس کا مفاد کام میں وابستہ ہوتا۔

بلجیم میں قیدیوں کو دن کے کام پر تنخواہ دیجاتی ہے۔ ہالینڈ میں ان کے کام اور استعداد و قابلیت کو مدنظر رکھ کر اس کے مطابق تنخواہ کا تقرر ہوتا ہے مثلاً ایک تپ دق کے مریض کو عام قیدی کے مقابلہ میں زیادہ تنخواہ اور اس کے کام کو زیادہ سراہا جائیگا۔ اس لئے کہ اس نے بیماری کی حالت میں ایسا عمدہ کام کیا۔

یہ طریقہ اگرچہ منصفانہ ہے لیکن حساب کتاب مکمل رکھنے کے لئے زیادہ عملہ رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

انگلینڈ اور ان ملکوں میں ٹریڈ یونین نے جیل کے اس "تجارتی مقابلہ" پر اعتراض کیا۔ مگر جرمنی نے ایسے اعتراضات نہیں کئے بلکہ ان سے گریز کیا۔

وہاں جیل کی تیار شدہ چیزیں کھلم کھلا مارکیٹ میں فروخت کیجاتی ہیں اس لیے وہاں کی دستکاری کافی ترقی یافتہ ہے۔ اور ان جیلوں کے افسران مکمل طور پر نگرانی کرتے ہیں۔ اور قیدیوں سے پورے دن کام لیتے ہیں جو معمولی سی دیکھ بھال سے حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جرمن لوگ قدرتی طور پر سخت کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

جو مال تیار کیا جاتا ہے۔ ٹھیکیداران کو تھوک قیمتوں پر حکومت کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اور قیدی کو اس کی تیار کردہ اشیاء کی قیمت کا ۱/۳ حصہ دیا جاتا ہے۔ باقی جیل پر خرچ کر دیجاتی ہے۔

Marfat.com

اٹلی میں دستکاری اور خوراک کا جو طریقہ ہے اس پر سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ قیدیوں کو ان کی محنت کے مطابق معاوضہ دیا جاتا ہے تنخواہ کا وہاں رواج نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قیدی اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور ہر روز کی بھوک کو مٹانے اور اپنے شراب و سگرٹ کے عیش کو پورا کرنے کے لئے کام پر جاتے ہیں۔ اور اپنا خرچ آپ برداشت کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اطالوی جوالانی کو حکومت خوراک نہیں دیتی۔ اور ان کے کھانے کا خرچ ان کے دوستوں اور رشتہ داروں پر پڑتا ہے۔

جو دستکاریاں اٹلی کی جیلوں میں تیار کیجاتی ہیں وہ کافی مضبوط اور عمدہ قسم کی ہوتی ہیں۔ ان کی کامیابی کا دارومدار مندرجہ ذیل چیزوں پر ہے۔

(۱) قیدیوں کو پیٹ بھر کے کھانا دیا جانا۔

(۲) لمبی سزا والے قیدیوں کی بہتات کا ہونا۔

(۳) باہر سے جیل کے اعمال کی مخالفت کا نہ کیا جانا اور جیل کے تیار کردہ مال کو لینے کے لئے مارکیٹ کا تیار رہنا۔

اس طریقہ میں اگرچہ کچھ جان ضرور ہے۔ مگر انگلینڈ اس کو قبول اور اپنانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگرچہ اس بات پر غور کیا جا رہا ہے کہ ویکفیلڈ اور نیلتھم جیل خانوں میں تجربے کئے جائیں جس کی بنا پر قیدیوں کو خوراک کی شکل میں اور کام کے مطابق اُجرت دی جائے۔

انگلینڈ میں کم عمر نابالغ قیدیوں کے ساتھ جیسا سلوک کیا جاتا ہے ایسا یورپ کے باقی ملکوں میں نہیں کیا جاتا۔ اس کی وجہ اقوام کا مختلف اعادات

Marfat.com

ہوتا ہے۔

ہم تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو طریقے کم عمر قیدیوں کے لئے انگلینڈ میں جاری کئے گئے ہیں وہ وہاں کے ماحول کے لئے مفید و درست ہیں لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ یورپ کی بقایا قوموں کے لئے بھی انگلینڈ کے دستور موزوں و مفید ہوں گے۔

یہ صحیح ہے کہ ہر ملک اپنے فائدہ کے لئے طریقے اختیار کرتے چاہئیں مگر ایک ملک سے دوسرے ملک کو کچھ سیکھنے اور ان کے طریقوں کو جاننے سے اپنے طریقوں میں کافی سدھار کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر بلجیم میں سولہ سال تک کے قیدیوں کے لئے "دی لا پروڈکشن ڈی اے انفنس" ایک نیا محکمہ قائم ہوا۔ مجرم بچے عام طور پر حکومت کے ریفارمیٹری اسکول میں اور لڑکیاں غیر سرکاری انسٹیٹیوشن میں بھیجی جاتی ہیں۔ اور ۱۸ سال کے عمر کے قیدیوں کے ساتھ بالغ قیدیوں کا سلوک کیا جاتا ہے۔

کم عمر قیدی دو حصوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں ایک شہری دوسرے دیہاتی، شہریوں کے لئے انسٹی ٹیوشن گھنٹ میں بنا ہوا ہے جس کے لئے عام طور پر مشہور ہے کہ اس میں نہ نجاست ہے اور نہ کثافت و غلاظت ہے۔ نہ بد انتظامی اور ہڑبونگ ہے۔ مہذب قیدی ہیں۔ دروازے توڑنے وغیرہ سے احتراز کرتے ہیں۔ اس کی بڑی دیواریں اور وسیع دروازے "دائمی سکونت" کی حامل ہیں۔ کوئی کھیل کود نہیں ہے۔ نہ مکمل طور پر قیدیوں میں باہمی میل جول ہے۔ لیکن کارخانوں میں نفیس اور عمدہ مال تیار ہوتا ہے

Marfat.com

تعلیم اعلیٰ معیار کی دی جاتی ہے۔ مگر عادت وخصلت کی ٹریننگ اعتماد وعقلمندی کا سبق اس میں نہیں دیا جاتا۔

دیہاتیوں کے انسٹیٹیوشن مارکیس لپس میں ہے۔ جو ریفارمیٹری طریقہ سے مانا جاتا ہے۔ جس کی غرض قیدیوں کی اصلاح ہے۔ جس میں نوے فیصدی قیدیوں کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

عام طور پر سترہ برس کی عمر کے قیدیوں کو اس میں بھیجا جاتا ہے جنکی قید کم سے کم تین ماہ اور زیادہ سے زیادہ تاحیات ہو۔

اس ادارہ میں صرف پچاس کم عمر قیدی رکھے جاسکتے ہیں تاکہ ان کی پوری طرح سے دیکھ بھال ہو سکے۔ اور ان کو ٹریننگ بھی مکمل طور پر دی جاسکے۔

بلجیم میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جو قیدی کی رہائی کے بعد انکی مدد کر سکے۔ مگر عام طور پر گورنر جیل ان کو نوکری دلانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ کلب قیدیاں سے دیا جاتا ہے۔ جو کم عمر قیدیوں نے اپنے ادارہ میں بنا رکھی ہے۔ اس کلب میں چندہ دینے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ قیدیوں کو کام کرنے کی جو تنخواہ دی جاتی ہے۔ اس کا دسواں حصہ کلب میں جمع کر دیا جاتا ہے۔

ہالینڈ میں سولہ سالہ قیدی جیل خانہ میں نہیں بھیجا جاتا جب تک وہ اٹھارہ سال کا نہ ہو جائے۔ اس کو اس عمر میں بچہ سمجھا جاتا ہے۔ اٹھارہ سال گذرنے کے بعد ہی اس کو سزا بھگتنے کے لئے جیل میں بھیجا جاتا ہے

Marfat.com

کم عمر قیدیوں کو الاؤنس نہیں دیا جاتا بلکہ ان کے لئے کوشش کیجاتی ہے کہ انکا ذہن جس کام کی طرف متوجہ ہو وہی کام ان کو دیا جائے۔ اس سلسلہ میں خرچ کی پرواہ نہیں کی جاتی مگر اٹھارہ سال سے زیادہ کے قیدیوں کے کام کی طرف بھی حکومت توجہ نہیں دیتی۔ جو کام چاہتی ہے وہ قیدیوں کے سر منڈھ دیتی ہے۔

ہالینڈ میں سب سے بہتر علامت یہ ہے کہ کم عمر قیدیوں کے لئے حکومت غیر سرکاری قسم کی ایجنسیوں کا استعمال کرتی ہے۔ حکومت کی جانب سے بچوں کے لئے صرف ایک ہی ریفارمیٹری اسکول ہے۔ اور پبلک کی طرف سے غیر سرکاری ریفارمیٹری اسکول ۳۰ سے ۴۰ تک ہیں۔ کم عمر بچے ان دونوں میں سے کسی میں بھیجے جا سکتے ہیں۔ یا پرائیویٹ خاندان بھی رکھے جا سکتے ہیں۔

رعایتی رہائی کا طریقہ تمام ملک میں رائج ہے۔ رعایتی رہائی کے آفیسر کا مذہبی اور اصلاحی سوسائٹیاں مدد کرتی ہیں۔ ان کی اعانت سے حکومت کی اسکیم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور ان کی مدد اور ٹریننگ سے جو نتیجے برآمد ہوتے ہیں وہ قابل تعریف اور لائق صد ستائش ہیں۔ حکومت کی ریفارمیٹری بھی ترقی یافتہ طریقہ پر چل رہی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کوئی ملک بھی جوان قیدیوں کے اداروں پر اتنا خرچ نہیں کر سکتا۔ جتنا کہ ہالینڈ کے اداروں پر خرچ ہوتا ہے۔ ان اداروں میں ۱۴۱ قیدی ہوتے ہیں جن پر دو سو پچاس پونڈ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ ان کی ٹریننگ پانے کے بعد ۶۴ فیصدی قیدی پولس کے ہتھے نہیں چڑھتے

Marfat.com

بلکہ نیک چلن رہ کر زندگی گذارتے ہیں۔

جرمنی میں بھی قیدیوں کی اصلاح کا پروگرام تیزی کے ساتھ چلایا جا رہا ہے ان کے اداروں میں ایک خاندان کو ٹریننگ دیجاتی ہے۔ اس خاندان میں بیس بچے رکھے جاتے ہیں۔ اسٹاف کا ممبر ان کا سرپرست ہوتا ہے اور اور ایک ہوشیار و ذہین لڑکا ان کا لیڈر مقرر کیا جاتا ہے۔

ہالینڈ میں بھی اسی طرح ریفارمیٹری اسکولوں پر بے دریغ سرمایہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اسکولوں کو کامیاب کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ سٹریپ شیف میں دو سو بچوں کے لئے ۶۵ اُستادوں کا سٹاف ہے جو ان کو ہر طرح کی تربیت دیتے ہیں۔ جس سے ۶۵ سے ۸۵ فیصدی تک بچے سُدھر جاتے ہیں۔ اس ریفارمیٹری اسکول کو جنت سے تعبیر کیا جاتا ہے ایسے اسکول بہت ہی کم ہیں۔ جن میں ایسی باقاعدگی کا خیال کیا جاتا ہو۔

جرمنی کا ریفارمیٹری اسکول مشہور ہے (Mettnereida) پر ہے ۵۰ برک شائر پارک کے مکانوں کے مانند ہے۔

اٹلی میں لڑکیوں کے ۱۶ ریفارمیٹری اسکول ہیں۔ جن کو غیر سرکاری لوگ مذہبی اُصولوں پر چلاتے ہیں۔ جن بچوں کی عمر ۹ سے ۱۴ سال ہوتی ہے ان کے واسطے دس سرکاری اور پانچ غیر سرکاری ریفارمیٹری اسکول ہیں اگر وہ خالی ہوتے ہیں اور ان میں گنجائش نکلتی ہے تو ۱۴ سے ۱۸ سال کے کم عمر قیدی بھی ان میں داخل کر دئے جاتے ہیں یا ان کو دارالاصلاح جیل خانوں میں جن کی تعداد دو ہے اور جو سرکاری ہیں بھیجدئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

دارالاصلاح جیل خانے ضرورت کے مطابق کم ہیں۔ جب وہ پُر ہوجاتے ہیں تو کم عمر قیدیوں کو بھی جیل خانوں میں شامل کر دیا جاتا ہے۔

یہ ادارے قریب قریب جیل خانوں سے ملتے جلتے ہیں اور بورسٹل ٹرینگ کے مثل نہیں ہوتے۔ جو ان میں اعلیٰ ادارے ہیں ان میں تعلیم و دستکاری کی بہترین ٹرینگ دیجاتی ہے۔ لیکن سوائے ٹیورن کے کسی میں یہ کوشش نہیں کی گئی کہ عمر قیدیوں کا چال چلن درست کیا جائے۔ اور ان کا اخلاق صحیح ہو۔

درجہ بندی

درجہ بندی کا طریقہ صرف انگلینڈ کی جیلوں میں ہے۔ باقی یورپ کی جیلوں میں نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں قیدیوں کو "قید تنہائی" میں رکھا جاتا ہے۔ اور مرد اور عورتوں کو عام طور پر تمام یورپ کی جیلوں میں علیحدہ رکھتے ہیں۔ اور انگلینڈ کے علاوہ جہاں کہیں درجہ بندی ہوتی ہے۔ وہ سزا کی مدت کی مناسبت سے کیجاتی ہے۔ اور جن ممالک میں قیدیوں کو ایک جگہ رکھا جاتا ہے۔ وہاں وہ انگلینڈ کے مقابلہ میں کافی بہتر حالت میں رہتے ہیں۔

بلجیم میں قید تنہائی کی سزا کو ختم کرنے کے لئے کوشش اور قیدیوں کو کارخانہ میں ایک جگہ جمع بھی کیا جانے لگا ہے۔ لیکن قیدیوں میں درجہ پر بندی رائج نہیں ہے۔

ہالینڈ میں "دنہوزن" جیل خانہ کے اندر ایک جگہ رکھنے کا تجربہ کرنے کے لئے سنو قیدی رکھے جاتے ہیں۔ جو نیک سیرت اور نیک خصلت لمبی

Marfat.com

سزا والے ہوتے ہیں وہ چار حصوں میں منقسم ہوتے ہیں۔

(۱) اکیس سال سے زیادہ قید والے

(۲) اکیس سال سے کم قید والے۔

(۳) عادی قیدی۔

(۴) اتفاقیہ قیدی۔

یہ قید خانہ ۸۳ فیصدی اپنے مقصد میں کامیاب ہے۔

ہالینڈ کے ایک جیل خانہ میں وہ قیدی رکھے جاتے جو پانچ سال قید تنہائی میں گذار چکے ہوں۔ وہ ایک جگہ مِل جُل کر کام کرتے ہیں۔ ان کے لئے کلاس وہ درجہ کا کوئی سوال نہیں۔ پندرہ قیدی رہتے ہیں۔

دوسرے جیل خانوں کے مقابلہ میں جرمنی کے قید خانوں میں سخت سلوک کیا جاتا ہے۔ وہاں ڈسپلن کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جاتی ہے پہلے تین سال کی قید تنہائی انتہائی پریشان کُن اور تکلیف دہ ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو قیدی کو پوری طرح سے ملنے جُلنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ اور قیدیوں کو آزادی ہوتی ہے کہ وہ اکٹھے کھائیں پئیں رہیں سہیں لیکن قیدیوں کی کثرتِ تعداد خرابیاں پیدا کر دیتی ہیں۔

جیل خانوں کے افسروں کی عام رائے یہ ہے کہ قیدیوں کو صرف دن میں اکٹھا رکھنا چاہیے۔

سکسونی میں بھی جیل نظام کا یہی مقصد ہے کہ قیدیوں کو سدھارا جائے وہاں ہر ایک ضلع میں چھوٹے چھوٹے جیل خانے ہیں جن میں دو جنسیں کے

Marfat.com

سزا یافتہ قیدی رکھے جاتے ہیں - درمیانی جیلوں میں دو ماہ سے چھ ماہ تک کے سزا یافتہ قیدی - عورتیں (جن کی سزا تین ماہ ہو) نابالغ (جن کی سزا ایک ماہ ہو) مقید کئے جاتے ہیں - اور جن لوگوں کی سزائیں لمبی ہوتی ہیں ان کے لئے بڑے جیل خانے ہیں - جہاں ان کو قید کے دن پورے کرنے پڑتے ہیں -

یہ ہر ایک قید خانے میں قیدیوں کی اصلاح کے لئے بنائے گئے ہیں - اصلاح کا طریقہ تعلیم اور کام ہے جن کو جیل افسران اس ڈھنگ سے بناتے اور پڑھاتے ہیں - کہ وہ زندگی میں روزی کمانے کے قابل ہو جائیں -

اٹلی میں کمیشن کے کام کرنے سے پہلے درجہ بندی کا خاص طریقہ تھا اٹلی کے جیلوں میں روزانہ قیدیوں کی اوسط اٹھتیرہ ہزار تھی - اور حوالاتیوں کی روزانہ اوسط تیس ہزار سے بھی زیادہ تھی - حوالاتیوں کی یہ کثرت قیدیوں کی زیادتی تعداد کا باعث ہوتی جس کے باعث بے چینی پھیلتی -

اٹلی کے بیکار اور مہمل قانون کا یہ نتیجہ تھا کہ حوالاتیوں کے مقدمات عام طور پر ایک سال سے کم میں فیصل نہ کئے جاتے بلکہ اکثر مقدمات کے تین تین چار چار یا پانچ پانچ سال میں فیصلے ہوتے تھے - جس کی وجہ سے جیلوں میں حوالاتیوں کے بڑے بڑے مجمع بدعنوانیوں کا باعث بنتے تھے -

اس صدی کے شروع میں اٹلی کا وہ زمانہ گذرا ہے جو ہمیشہ اس کی غیر ذمہ داری پر ماتم کرے گا - اور اس کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکہ بن کر چمکے گا -

اٹلی میں سزا دو سال ہو خواہ تین سال سے پندرہ سال تک ہو

Marfat.com

یا تیس سال تا حیات ہو ہر ایک قیدی کو اس کا چھٹا حصہ قید تنہائی میں گذارنا پڑتا ہے۔ البتہ وہ بقایا قید کا حصہ تمام قیدیوں کے ساتھ مِل جُل کر کاٹتے ہیں۔ وہاں دنوں کی معافی یا کوئی رعایت نہیں دیجاتی۔ بلکہ جب ان کی آدھی قید ختم ہوجاتی تو ان کو قیدیوں کی بستیوں میں بھیجا جاتا ورنہ کارخانہ والے قید خانوں میں انکا تبادلہ ہو جاتا ہے۔ ان کے افسران کی متفقہ رائے ہے کہ قیدیوں کو دن میں ایک جگہ رکھ کر کام لینا چاہئے۔ اور رات کو علیحدہ علیحدہ رکھنا چاہئے۔

لیکن حوالاتیوں کی کثرت اور جیل کی بھدّی بناوٹ کی وجہ سے وہ اپنے اس اصول پر کاربند نہ ہو سکے۔

اٹلی کے جیل خانوں میں درجہ بندی کا طریقہ رائج نہیں ہے اور نہ کم عمر قیدیوں کے لیئے کوئی تسلی بخش انتظام ہے۔ البتہ بتیس سالہ اور ۲۰ سالہ قیدی ایک ہی جیل میں مِل جُل کر رہتے ہیں۔ وہاں صرف ایک ایسا جیل خانہ ہے جو انگلستان کے بورسٹل جیل خانوں سے ملتا جلتا ہے۔

رہاشدہ قیدیوں کی امدادی جماعت

اسی امدادی سوسائٹی کی وجہ سے کہ انگلینڈ میں جیل خانوں کی تعلیم اور تخصی خاندان کا ملنا ممکن ہوگیا۔ اور دیگر جیل خانوں کے اصلاحی معاملات میں ایک ایک ہفتہ کے اندر دس ہزار سے زائد حصہ لینے لگے۔

اگر انگلینڈ کی پبلک جیل کمشنروں کو رضا کارانہ طور پر مدد نہ دیتی اور تعلیم یافتہ حضرات قیدیوں کو پڑھانے اپنا پورا وقت نہ لگاتے اور ماہرین فن فنون نہ سکھاتے نیز رہا شدہ قیدیوں کی مالی امداد نہ کی جاتی تو یقیناً جیل کا اصلاحی

Marfat.com

نظام چلنا ناممکن ہوجاتا ۔

بلجیم میں بھی ایک مرکزی نظام رہا شدہ قیدیوں کی مدد کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے ۔ جس کی شاخیں کئی ہیں ۔ وہاں قیدیوں کو آزمائشی طور پر نہیں چھوڑا جاتا ۔ اور ان رہا شدہ قیدیوں کی امداد کرنے والی سوسائٹیاں بھی کوئی خاص مدد قیدیوں کو نہیں پہنچاتیں ۔ مرکزی نظام کی شاخوں میں اضافہ اور انتظام کی درستگی کی ضرورت ہے ۔

گورنمنٹ کی جانب سے ان کو جو مالی مدد دی جاتی ہے وہ بہت معمولی اور ناکافی ہوتی ہے اس بوسٹل انسٹیٹیوشن کے گورنر کو رہا شدہ نابالغ قیدیوں کے لئے کام تلاش کرنا پڑتا ہے اور جو اس پر خرچ ہوتا ہے وہ بوسٹل کلب میں سے دیا جاتا ہے ۔ جو نوجوان قیدیوں کی کلب ہوتی ہے ۔

ہالینڈ میں رہا شدہ قیدیوں کی امداد کرنے والی سوسائٹیوں کو گورنمنٹ سے مالی امداد ملتی ہے جو معمولی کام میں آتی ہے ۔ اور نوجوان قیدیوں کی صرف اس سے مدد کی جاتی ہے ۔ عوام الناس قیدیوں سے نفرت کرتے ہیں اور رہا شدہ قیدیوں کو ہمدردی کا مستحق نہیں سمجھتے اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ بیجا حرکتیں کرینگے اور جیل کی آبادی میں اضافہ کا باعث ہوں گے ۔

جرمنی میں بھی یہی حالت ہے ۔ رہا شدہ قیدیوں کی امداد کرنے والی جماعتوں کی تنظیم غلط اور نامکمل ہے ۔ اگرچہ رہا شدہ قیدی عام طور پر کام تلاش کر لیتا ہے ۔ لیکن سماج اس کو جلد معاف نہیں کرتا اور قیدی کے ساتھ کام کرنے والے لوگ بھی اس کو خوش آمدید نہیں کہتے بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔

Marfat.com

اٹلی کی پبلک بھی رہا شدہ قیدیوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتی اور نہ ان کی کوئی مدد کرتا ہے۔ گورنمنٹ بھی بہت محدود امداد دیتی ہے۔ یعنی دس روپیہ اٹلی کے رہا شدہ قیدیوں کی امداد کے لئے دیئے جاتے ہیں۔

روم کے جیل خانہ میں ایک عمدہ اور کامیاب تجربہ کیا گیا ہے وہاں رہا شدہ قیدیوں کی امداد کے لئے کوئی سوسائٹی نہیں۔ اس واسطے وہاں کے بہت سے قیدیوں نے رہا شدہ قیدیوں کی امداد کے لئے جیل کے اندر ایک سوسائٹی قائم کر رکھی ہے جس میں جیل کی منظوری کا بھی دخل ہے۔ اس کا انتظام ایک بورڈ کرتا ہے جو چھ قیدیوں پر مشتمل ہے۔ جن کو قیدی اپنے عام اجلاس میں منتخب کرتے ہیں۔ وہ ایک اس دفتر میں کام کرتے ہیں جس کو ان کیلئے گورنر جیل نے مقرر کیا ہے۔ یہ کئی طریقوں سے فنڈ جمع کرتے ہیں۔ ایک اخبار فروخت کر کے اور دوسرے بقایا خوراک بیچ کے۔

ان چھ قیدیوں کے بورڈ کے مشورہ سے ہی رہا شدہ قیدیوں کی مدد کیجاتی ہے۔ اور یہی لوگ اپنے سرمایہ کا حساب کتاب رکھتے ہیں۔

اخبار فروخت کرنے کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ معقول قیمتوں پر باہر سے اخبار خریدتے ہیں اور ان کو ایک ایک کر کے نفع کے ساتھ بیچتے ہیں۔ نیز جیل میں بھی اپنا اخبار نکالتے ہیں جس کو وہ خود ہی ترتیب دیتے ہیں۔ اور تیار کر کے فروخت کرتے ہیں۔ جس کے قیدی مستقل خریدار بھی ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت چھ ہزار سے زائد ہے۔

ممالکِ یورپ بیسویں صدی کی اصلاحات کے دور میں چونکہ

Marfat.com

جیلوں کے اندر دستکاریاں سکھائی جانے لگی تھیں اس لئے دارالاصلاح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور ان کو بند کر دیا گیا۔ مگر سوئٹزرلینڈ۔ بلجیم۔ الینڈ میں ابھی تک وہی دارالاصلاح کا طریقہ رائج ہے اور ان میں کافی باغیں مفید ہیں۔ سوئٹزرلینڈ والے ان کو کرکشن انسٹیٹیوشن کہتے ہیں جن کا انتظام ان سے متعلق لوگ کیتلک کرتے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ کے دارالاصلاح اٹلی اور ہالینڈ کے دارالاصلاح سے بالکل مختلف ہیں یہ بالکل انگلینڈ کے لڑکی اور لڑکوں کے ریفارمیٹری سکول جیسے ہوتے ہیں۔ یہ کرکشن انسٹیٹیوشن بستیوں اور کھیتوں کی قسم کی ہوتی ہیں جیل نہیں ہوتیں۔ جو اس غرض سے بنائی گئی ہیں کہ ملک کو غیر معقول اور عادی مجرموں سے بچانا چاہئے۔ بیکار قیدی اگر ان بستیوں میں جانا پسند کر لیتے ہیں اور سارا دن وہاں کام کرتے ہیں تو ان کو خاص مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ ایک دفعہ داخلہ کے بعد اس وقت تک نہیں نکالے جا سکتے جب تک وہ مقررہ رقم جمع نہ کریں۔

آوارہ گرد اور معمولی عادی مجرموں کو اکثر مجسٹریٹ کرکشن انسٹیٹیوشن میں بھیج دیتے۔ بلجیم کی بستیوں میں ان مجرموں کو بھیجا جاتا ہے جن کی سزا دو سال ہوتی ہے۔ یا اس قیدی کو اس میں رکھا جاتا ہے جس کی سزا سات سال ہو اور پہلے جیل یا بستی میں رہ چکا ہو۔ بلجیم میں صرف ایک بستی ہے جس میں آوارہ گرد لوگوں کو بھیجا جاتا ہے۔ جہاں قیدیوں کو نو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقسیم حسب ذیل ہوتی ہے :-

Marfat.com

(۱) باغی (۲) دوبارہ قیدی (۳) بوڑھے اور بیمار (۴) کمزور نسل (۵) شہدے (۶) بدمعاش (۷) سپاہی (۸) نوجوان (۹) پس ماندہ۔

پس ماندہ قیدیوں کی تعداد وہاں بہت زیادہ ہوتی ہے۔

سوئٹزرلینڈ کی بستی میں بیکار آدمیوں کو چھ مہینے سے دس ماہ تک رہنا پڑتا ہے اور اس مدت میں قیدی کے شہر والے اس کے بال بچوں کی مدد کرتے ہیں۔ ہالینڈ کی وہنوزن بستی میں ایسے چار ہزار آدمی رہتے تھے۔ آجکل انکی تعداد تیرہ سو ہے وہ تمام "بھیک مانگتے" ہیں۔

یک بارہ قیدی کو بارک نمبر ایک میں رکھا جاتا ہے اور بوڑھوں کو بارک نمبر ۲ میں بند کرتے ہیں۔ یا مذہب کی بنا پر علیحدہ رکھا جاتا ہے۔

دوسری بستی ہالینڈ کی ہورن میں ہے۔ وہاں شرابیوں اور شہدوں کو رکھا جاتا ہے۔ جو تقریباً دو سو کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ ان بستیوں میں کام سخت کرنا پڑتا ہے۔ جو دس گھنٹے سے کم نہیں ہوتا۔ اور عام طور پر وہ کام کاشتکاری سے متعلق ہوتا ہے۔

البتہ وہنوزن میں اچھی دستکاریاں ہوتی ہیں جن کی مشینری بجلی سے چلتی ہے۔ وہاں بندھا بڑھئی اور درزی کا کام بھی سکھایا جاتا ہے۔

ان انسٹیٹیوشنوں کی غرض پبلک کو آوارہ گرد لوگوں سے محفوظ رکھنا ہے نہ کہ آوارہ گرد لوگوں کی اصلاح وفلاح اس سے مقصود ہے جو حکومت کی ایک قسم کی تجارت ہے جس پر خرچ کم ہوتا ہے اور آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں ایک ایسی بستی وٹزول میں ہے جس کے قیدی اپنا

Marfat.com

گذارہ آپ کرتے ہیں۔ جنگ کے زمانہ میں جب کھانے کی چیزوں کی ضرورت پڑی تو اپنے خرچ کے علاوہ اس بستی کو ۲۰ لاکھ فرینکس کا فائدہ ہوا۔ اسمیں اصلاحی کام پر اندر رہتے ہوئے زور نہیں دیا جاتا تھا۔ اور نہ رہا ہونے کے بعد کے لئے تلقین کیجاتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پانچ فی صدی سے زیادہ قیدیوں کی اصلاح کبھی نہ ہوئی۔

بہرحال ایسے اشخاص جو نہ صرف نکمے اور بیکار ہیں بلکہ سوسائٹی سماج کے لئے بھی نقصان دہ ہیں ان کو معمولی خرچ پر ایک سال سے تین سال تک بستیوں میں رکھا جاتا ہے۔ اس دور میں ان کو سخت مشقت کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا تھا۔ جس سے ان کو کافی دستکاریاں سیکھنے کا موقع ملتا۔

انگلینڈ میں ایسے قیدیوں کو ہمیں بستی میں حکومت کی بخششوں پر گذارہ کرنا پڑتا ہے۔ یا جیل خانوں میں سینکڑوں لوگوں کو اتفاقیہ قیدی کی صورت میں رہنا پڑتا یا خیراتی انسٹیٹیوشن پر گذارہ کرنا پڑتا ہے۔

Marfat.com

موجودہ انگلستان

Marfat.com

Marfat.com

موجودہ طریقۂ عدل وانصاف

گرفتاری جب کوئی شخص جُرم کا ارتکاب کرتا ہے تو پولس اسے گرفتار کرلیتی ہے۔ پہلے قانون کے مطابق اس کے اُوپر الزام لگاتی ہے اور ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر ملزم کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کردیتی ہے۔ البتہ اتوار یا کسی بڑے تہوار کے روز اس کی پیشی ملتوی رکھی جاتی ہے۔ اگر مقدمہ سنگین نہیں ہوتا تو حاکم عدالت اس کا فیصلہ جلد ہی سُنا دیتا ہے۔ اور کچھ جرمانہ یا تھوڑی سی مدت کے لیے قید کی سزا دیتا ہے اور بس۔

ریمانڈ اگر جرم سنگین ہے اور عدالت میں پیشی کے وقت اس پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نہیں ہے تو اس کے فیصلے کیلئے ایک ہفتہ کا وقفہ دیا جائیگا۔ وقفہ کی یہ مدت بڑھ بھی سکتی ہے۔ جس کو ریمانڈ لینا کہتے ہیں۔ پولس الزام کی موافقت میں اور ملزم مختار یا وکیل ملزم کی صفائی میں شہادتیں مکمل کرتی ہے۔ معمولی جرائم کی سزا تو پولیس کی عدالت خود دیدیتی ہے۔ اور اسکا فیصلہ جلد ہوجاتا ہے۔ لیکن سنگین مقدمے بڑی عدالتوں سشن یا اسائز میں پیش ہوتا ہے۔ ایسے مقدمے اکثر طویل ہوجاتے ہیں۔ اور جب تک مجرم پر جرم ثابت نہیں ہوتا وہ معصوم خیال کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

ضمانت ایک معصوم شخص کو قید میں رکھنا مناسب خیال نہیں کیا جاتا اس لئے حتی الامکان اسے ضمانت پر رہا کر دیا جاتا ہے اور عدالتوں کی تاریخوں پر برابر حاضر ہونے کی تاکید کر دیجاتی ہے۔

ضمانت پر رہا کر دینے کا مقصد یہ ہے کہ ملزم ایک آزاد شہری کی طرح آزادی سے زندگی گزار سکے۔ لیکن وہ ملک چھوڑ کر باہر نہیں جا سکتا۔ ضمانت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار ایک خاص رقم ادا کرنے کا وعدہ کرے۔ تاکہ ملزم وقت پر اپنے مقدمہ کے لئے حاضر عدالت نہ ہو تو وہ رقم ضبط کر لی جائے۔ اور ضمانت دینے والا زیر بار ہو۔ اس لئے ضمانت دینے والا ہر طرح کی کوشش کرتا ہے کہ ملزم تاریخ پر عدالت میں حاضر رہے۔ اگر ملزم کہیں بھاگ جاتا ہے۔ تو اول ضمانت دینے والے کو وہ رقم دینی پڑتی ہے اور ملزم کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کر دیا جاتا ہے۔

بعض مقدمے اتنے سنگین ہوتے ہیں کہ ملزم کو ضمانت پر رہا نہیں کیا جاتا۔ ضمانت پر رہا نہ ہونے کی اور بھی وجوہات ہوتی ہیں۔ مثلاً ملزم کا وجود خطرناک سمجھا جائے۔ یا وہ پہلے کبھی مفرور ہو چکا ہو۔ ایسے ملزموں کو قید خانہ کے اندر بند رکھا جاتا ہے۔ اور اس کا مقدمہ اس حالت میں ہوتا ہے[1]

چھوٹے چھوٹے شہروں میں ایک سے زیادہ عدالتیں ہوتی ہیں۔ صرف شہر لندن میں سترہ عدالتیں ہیں۔ ان عدالتوں میں تنخواہ دار منصف روزانہ مقدمہ دیکھتے اور فیصل کرتے ہیں۔

---

[1] ان ئیکلو پیڈیا برٹانیکا

بڑے بڑے شہروں میں وزیر داخلہ کے مقرر کئے ہوئے تنخواہ دار جج ان عدالتوں میں کام کرتے ہیں۔ لیکن چھوٹے شہروں میں عموماً ایسے جج اور منصف مقدمے سنتے ہیں جو اپنی خدمت کا معاوضہ حکومت سے لیتے ہیں۔ ان کے متعلق قاعدہ ہے کہ ہر مقدمہ اس قسم کے دو منصفوں کے سامنے پیش ہونا چاہئے۔ لیکن شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ یہی دونوں منصف بنتے ہیں ہر روز مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوں۔ یہ عدالتیں ہندوستان کے آنریری ججوں کے مانند ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ انگلستان میں فوجداری عدالتوں کے اختیارات اور کارروائی کرنے کے حسب ذیل طریقے ہوتے ہیں۔ اور تین قسم کی عدالتیں ہوتی ہیں لے

(۱) ایسائز کورٹ (تحقیقاتی جیوری)

(۲) کوارٹر سیشن

(۳) معمولی مقدمات کی عدالتیں یعنی پولس عدالتیں۔

تحقیقاتی جیوری

ایسائز کورٹ یعنی تحقیقاتی جیوری کے اختیارات تمام جرائم پر حاوی ہیں۔ اس کا صدر ہائیکورٹ کا جج یا ایسائز کمشنر ہوتا ہے۔ جج ملک کے بڑے بڑے مقامات کا دورہ کرتا ہے۔ اور جیوری کی رو سے مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے۔

جرائم کی تحقیقات معمولی عدالتوں کے ذریعے بھی کی جا سکتی ہے۔

لے رپورٹ سالانہ کمشنران ویلز اور انگلینڈ ۱۹۹۹ء صہ

معمولی عدالتوں کو اختیار ہوتا ہے کہ جرم ثابت نہ ہو تو وہ مجرم کو رہا کر دیں۔

فوجداری عدالت اولڈ بیلی لندن میں ہے۔ اس کے اختیارات کا پنجہ لندن، مڈل سکس، کینٹ، سکس اور ہرٹ فورڈ پر حاوی ہے۔ ان مقامات میں تقریباً چار مقدمات بیک وقت کئے جاتے ہیں۔ سارجنٹ اور ریکارڈ اور کمشنر ان کی صدارت کرتے ہیں۔ اور زیادہ سنگین مقدمات میں صدر ہائیکورٹ کا جج ہوتا ہے۔

کوارٹر سشن مختلف صوبوں میں مختلف سشن عدالتیں ہوتی ہیں۔ اس کا صدر جج خود انتخاب کرتے ہیں جو عام طور پر بیرسٹر ہوتا ہے۔ مقدمہ جیوری کی موجودگی اور مدد سے طے کئے جاتے ہیں۔ زیادہ سنگین قتل، اقدام قتل، زنا بالجبر، لوٹ و غارت گری کے مقدمات تحقیقاتی جیوری یا کوارٹر سشن میں کئے جاتے ہیں۔

معمولی عدالتیں معمولی عدالتوں کے مجسٹریٹ عام طور پر اعزازی ہوتے ہیں۔ جیوری اپنا صدر منتخب کرتی ہے۔ مقدمہ کی کارروائی و فیصلے کے لئے دو مجسٹریٹوں کا ہونا ضروری ہے۔ بعض صورتوں میں تنخواہ دار مجسٹریٹ بھی ہوتے ہیں۔ ان عدالتوں کے اختیارات بھی خاصے ہوتے ہیں۔ شارع عام پر شراب پینے، غل غپاڑہ کرنے، مادی اشیاء فروخت کرنے، زنا کاری کے اڈے اور تقریباً ۲۰ پونڈ کے چوری اور اغوا کے مقدمات ان ہی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان کو تین مہینے قید بامشقت دینے کا اختیار ہوتا ہے

Marfat.com

بعض ایسے جرائم ہیں جن میں سزا تین مہینے سے زیادہ ہوتی ہے۔ مدعا علیہ کی مرضی سے فیصلہ کرتے ہیں۔ عادی یعنی سابقہ مجرموں کو بارہ مہینے تک کی سزا دے سکتے ہیں۔

قتل کے مقدمات کے علاوہ نوجوان بچوں کے مقدمات بھی کرتے ہیں۔ اگر بچوں کے والدین اور مدعا علیہ کو اعتراض نہ ہو۔

گو یہ عدالتیں طویل سزائیں نہیں دے سکتیں لیکن یہ عدالتیں اپنی جگہ پر اہم پوزیشن کی مالک ہیں۔ اس لئے کہ ملک کے اکثر مقدمات ان ہی کے سامنے آتے ہیں۔ عادی مجرموں کی زندگی کی ابتدا اسی سے شروع ہوتی ہے۔

ان معمولی عدالتوں کی (جن کو عام طور پر پولیس کی عدالتیں کہا جاتا ہے) حالت مختلف مقامات پر مختلف ہوتی ہیں۔ جو مجسٹریٹوں اور پولیس کی طبیعتوں کی مرہون منت رہتی ہیں۔ چنانچہ تمام ملک میں ایک جرم کی ایک ہی مقررہ سزا نہیں دیجاتی۔ یکجہتی و یکسانیت بالکل مفقود ہے۔

مدعا علیہ کو عدالت میں لانے کے دو طریقے ہیں گرفتاری سے یا سمن سے۔ صوبوں میں سمن جاری کرنے کے لئے مجسٹریٹ کے کلرک کو درخواست دیجاتی ہے۔ جس پر مجسٹریٹ دستخط کرتا ہے۔ لیکن لندن کی یہ تخصیص ہے کہ وہاں درخواست مجسٹریٹ کو دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ وہاں بغیر تحقیقات کے کبھی وارنٹ جاری ہوجاتے ہیں۔

کلرک اور وکیل آنریری مجسٹریٹوں کی عدالتوں کا کلرک عام طور پر

Marfat.com

وکیل ہوتا ہے۔ یہ اکثر عدالتوں میں پوری طرح اپنا بچہ جمائے ہوتے ہیں۔ ان کا تبادلہ نہیں ہوتا۔ مجسٹریٹ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے انکا تجربہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور یہ مجسٹریٹوں کو قابو میں رکھتے ہیں[1]

ان عدالتوں میں مقدمہ کی کارروائی اس طرح کیجاتی ہے۔ پولس مقدمہ پیش کرتی ہے۔ پولس کے گواہ بیانات قلمبند کراتے ہیں۔ مجرم جرح کر سکتا ہے۔ اس کے بعد مجرم سے صفائی طلب کی جاتی ہے۔ اور پھر مجسٹریٹ کلرک سے تبادلہ خیالات کرتا ہے۔ اور اس کے بعد فیصلہ دیدیتا ہے۔

پولس کی شہادتوں کو بلا شک قابل یقین سمجھا جاتا ہے۔ قانوناً جُرم کے ثبوت کے بعد کوئی شخص مجرم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن انگریزی عدالتوں میں مقدمہ چلانے کے معنے سزا کے ہیں۔ گویا مقدمہ چلانا اور سزا کا ملنا لازم و ملزوم سمجھا جاتا ہے۔

بعض عدالتوں میں ایک گھنٹے کے اندر اندر چالیس پچاس مقدمات کے فیصلے کر دئے جاتے ہیں۔ اس عجلت سے ظاہر ہے کہ مجسٹریٹ اتنی مدت میں کیا تحقیقات کر سکتے ہونگے۔ ایک وکیل کا خیال ہے :-

"کہ اگر مقدمات غور سے سُنے جائیں تو سزائیں بہت کم ہو جائیں گی۔ موجودہ سزاؤں کی کثرت باقی نہیں رہے گی"۔

ایک وکیل مذکور فرماتے ہیں :-

---

[1] انگلش پریزنس ٹوڈے۔

Marfat.com

"انتہائی افسوسناک بات ہے کہ کوئی عادی مجرم یا مجرمہ عدالت میں پیش کیجاتی ہیں۔ تو بلا کسی غور و خوض کے سزا دینا فرض سمجھا جاتا ہے۔ گویا اس کی زندگی جیل کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ بس جیل میں رہنا اس کا کام ہوتا ہے"۔

ہر کسی صبح کو اگر آپ ان پولیس عدالتوں میں جائیں گے تو مجسٹریٹوں کی جلد بازی، تعصب، تنگ نظری اور سنگدلی کا چشم دید مشاہدہ کریں گے۔ جو اعتراضات معمولی عدالتوں پر عائد کئے جاتے ہیں وہی کچھ حد تک اسائز کورٹ اور سیشن کی عدالتوں پر عائد آتے ہیں۔ لیکن زیادہ حد تک نہیں اس لئے کہ یہاں وکیل صفائی کے پیش ہونے کی اجازت ہوتی ہے۔ جج بھی تجربہ کار ہوتا ہے۔ اور جیوری بھی ہوتی ہے۔

انگریزی انصاف کے اُصول

انگریزی قانون کے اُصول لارڈ ہیلبری نے یہ لکھے ہیں کہ

"قانونی کتابوں میں ہر جرم کی زیادہ سے زیادہ سزا درج کر دی جاتی ہے۔ یہ جج کا فرض ہے کہ وہ غور کرے کہ فلاں مقدمہ میں کتنی سزا دی جائے۔ سزا کا مقصد کبھی مجرم یا آئندہ بننے والے مجرموں سے سوسائٹی کو محفوظ رکھنا ہے۔ عدالت کا فرض ہے کہ مجرم کی سابقہ زندگی اور وجوہات جرم پر سزا دینے سے پہلے غور کرے"۔

Marfat.com

لیکن قانون اور عمل میں تطابق ضروری نہیں کچھ عرصہ پہلے مجرم کی سابقہ زندگی خواہ کتنی ہی چال چلن کی اچھی کیوں نہ رہی ہو بے معنی سمجھی جاتی تھی۔ اور ذرا سے جرم کے ارتکاب سے سزا کے شکنجہ میں کس دیا جاتا تھا۔

عدالتوں کے اختیارات عام طور پر وسیع ہوتے ہیں۔ اور جرائم کی سزائیں اکثر قانونی نظریہ سے نہیں جج کی طبیعت و مرضی پر منحصر ہوتی ہے۔ مثلاً بعض جج بیتیں کی سزا کے حامی ہوتے ہیں اور بعض اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ بعض غیر ملکیوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور بعض نہیں۔ بعض جج اس بات پر غور نہیں کرتے کہ اتفاقی مجرم کا جرم کن سماجی مشکلات و حالات کی بنا پر سرزد ہوا ہے۔ وہ مجرم کو عدالت میں دیکھتے ہی سزا کے قابل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کے لئے قانونی شکنجہ میں پھنسنا اور گرفتار ہونا بہت کافی سزا ہوتی ہے۔ ان کے لئے تنبیہ و نصیحت کافی ہوتی ہے۔

عدالت اپیل فوجداری اپیل کی عدالتوں کے کھل جانے سے سزاؤں کی تحقیقات میں تخفیف ہوگئی ہے۔

ان عدالتوں میں جرم نہیں حالات و وجوہات پر غور کیا جاتا ہے۔

جو مجرم جرم کا اقبال نہ کرتا تھا اس کو قانوناً اختیار تھا کہ وہ اپیل کرے جو مجرم اقبال جرم کر لیتا تھا وہ اپنی سزا کی اپیل کرنے کا حقدار نہ تھا۔ لیکن یہ شکل لندن کی عدالت میں رائج نہیں ہے۔

اخراجات اپیل اپیل کے اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں

Marfat.com

جس کو عام آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ اپیلانٹ کو ضامن پیش کرنا ہوتا ہے۔ کہ اگر مقدمہ کی اپیل خارج ہوئی تو مخالف کے خرچ و اخراجات کا ذمہ دار ہوگا۔ اکثر سشن کی عدالتوں میں اپیلانٹ خواہ کامیاب کیوں نہ ہوں اپنا خرچ خود برداشت کرتا ہے۔

حوالات مقدمہ کے فیصلہ ہونے سے قبل اکثر ملزمان حوالات میں رکھے جاتے ہیں۔ حوالات تنگ اور گندی ہوتی ہے۔ اور ضروری آسائشوں سے خالی ہوتی ہے۔ وہاں رہتے ہوئے مجرموں کو یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ ان کے حقوق کیا ہیں۔ اور ان کو کیا کھانے کے لئے ملنا چاہیے۔ اکثر پولس مجرم کی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر کچھ رقم بھی ٹھگ لیتی ہے۔ اکثر مجرم عورتوں کے انچارج مرد ہوتے ہیں۔ اکثر مرد افسروں کا معائنہ بھی کرتے ہیں ۱۹۲۰ء میں حوالات کے اندر ایک دلچسپ واقعہ ہوا جس کی تفصیل یہ ہے:۔

"۱۶ سال کی ایک نوجوان دوشیزہ لڑکی جو نیک چلنی کے شرائط کو توڑنے کے جرم میں حوالات کے اندر بند کر دی گئی تھی۔ اس کے پاس ایک کانسٹبل قفل کھول کر اندر گھسا اور لڑکی سے محبت بھری گفتگو کی۔ وہ بیحد ہراساں ہوئی یہاں تک کہ وہ رات بھر جاگی"

ان عورتوں کے پاس صرف دن میں ایک مرتبہ ایک عورت جا سکتی ہے مگر مرد افسران جس وقت چاہیں معائنہ کر سکتے ہیں۔ عورتوں کو حوالات

Marfat.com

میں ہی رفع حاجت کرنی پڑتی ہے۔ جہاں مرد کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔

قید کے علاوہ سزائیں

یہ امر مسلّمہ ہے کہ اگر جیل بھیجنے کے علاوہ کوئی اور سزا دی جائے تو بہتر ہے۔ اور اقتصادی نظریہ سے کسی کو جیل بھیجنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اب اس نظریہ پر غور کیا جانے لگا ہے اور مجسٹریٹوں کو ہوم آفس ہدایت دیتا رہتا ہے۔ کہ جیل کے بجائے دوسری سزائیں زیادہ دی جائیں۔

جرمانے

پولیس کی عدالتوں میں اکثر جرمانوں کی سزائیں دی جاتی ہیں۔ جن کی عدم ادائیگی میں جیل جانا پڑتا ہے۔ ۱۹۱۴ء میں جرمانوں سے متعلق ایک خاص قانون جاری کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ کوئی بھی جیل نہ بھیجا جائے۔

(۱) جب تک وہ جرمانہ دینے کے قابل ہو۔ اور جرمانہ نہ دے۔

(۲) جب تک باوجود مطالبے کے جرمانہ دینے کی خواہش ظاہر کرے اور اس کا کوئی خاص رہائشی مقام نہ ہو۔

جرمانہ کی ادائیگی کے لئے ایک ہفتہ کی مہلت ملتی تھی۔ اس مدت میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ جیل کمشنر اور دیگر حکام کی کوشش بھی ہے کہ جرمانہ کی عدم ادائیگی لوگ جس قدر جیل میں کم بھیجے جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔ ان معاملات میں مجسٹریٹ عام طور پر اپنے کارکنوں کے تابع ہوتے ہیں اور کلرک عام طور پر مدت کے اضافہ میں انکار حجت کرتے ہیں۔

۱۹۱۴ء کے ایکٹ سے مجسٹریٹوں کو یہ بھی اختیار ہے کہ نوجوان

Marfat.com

لڑکوں کو جن کی عمر ۱۶ اور ۲۱ کے درمیان ہو وہ اگر جرمانہ ادا نہ کریں تو ان کو وہ اپنی تحویل میں رکھے۔

نیک چلنی ۱۹۰۷ء کے قانون میں نیک چلنی کے ماتحت مجرموں کے سکوت میں بہت تبدیلی ہوگئی ہے۔ مجسٹریٹوں کو اختیارات دیدئے گئے ہیں کہ وہ مجرموں کو وجوہات جرم کی بنا پر بلا شرط اور شرط کے ساتھ چھوڑ سکتی ہے۔ شرط کی صورت میں نیک چلنی کے مچلکہ بھی لے سکتی ہے۔ نیز نیک چلنی کے افسر کی نگرانی میں دیا جا سکتا ہے۔

یہ اختیارات اتنے وسیع ہیں کہ مجسٹریٹ اگر چاہیں تو کوئی فرد بھی جیل نہیں جا سکتا۔ لیکن اس پر کوئی غور نہیں کیا جاتا۔ ۱۹۱۲ء میں ہوم سکرٹری کو خاص طور پر مجسٹریٹوں کو یہ ہدایت کرنی پڑی کہ وہ معمولی مجرموں کو جیل کی سزا کم دیں۔ اور ۱۹۰۷ء کے قانون کا استعمال زیادہ سے زیادہ کریں۔

ہرجانہ ۱۹۰۷ء کے قانون کے ماتحت مجسٹریٹ مجرموں سے جرمانہ کی طرح کسی کے نقصان کرنے پر ہرجانہ بھی دلوا سکتا ہے۔

اس قانون کا استعمال شاذونادر ہوتا ہے۔ جو افسوسناک ہے [۱]

بورسٹل جو مجرم ایک ماہ یا اس سے زیادہ کی سزا کا مستحق ہوتا تو اس کو مندرجہ ذیل حالات میں مجسٹریٹ ان کو جیل بھیج سکتا تھا۔

مجرم کی عمر ۱۶ اور ۲۱ سال کے درمیان ہو۔ یا سرسری کارروائی کی

---

[۱] ۱۸۵۵ء سے ۱۹۲۱ء تک کے انگلینڈ اور ویلز کے قیدیوں کی رپورٹ

Marfat.com

بنا پر سزا دیگئی ہو۔ یا اس نے نیک چلنی کے شرائط کی توڑا ہو۔ یا اس کی صحبت خراب ہو۔ اور بدمعاشوں سے ملتا ہو۔

ان الزامات کی تحقیقات کے بعد عدالت مجرم کو دو سال یا زیادہ سے زیادہ تین سال کے لئے بورسٹل بھیج سکتا ہے۔ اور مجسٹریٹ وقتاً فوقتاً جیل رپورٹ بھی مجرموں کے متعلق طلب کرسکتی ہے۔

نظربندی

اکثر قیدی جوان جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں جن کی سزا جائداد کی ضبطی یا قید بامشقت ہوتی ہے۔ اور جن کو عادی مجرم بھی کہا جاسکتا ہے۔ اگر ان کے متعلق یہ باتیں ثابت ہوجاتی ہیں کہ

(۱) وہ برابر بے ایمانی اور مجرمانہ زندگی بسر کرتا ہے۔

(۲) سولہ سال کی عمر کے بعد سے وہ تین جرم کرچکا ہے۔

(۳) یا اس کے متعلق اس سے پہلے عادی مجرم ہونا ثابت ہو۔

تو ان کو قید بامشقت دیجاتی ہے۔ اور قید کے بعد پانچ سال کیلئے ان کو نظربند کردیا جاتا ہے۔

کبھی کبھی ایسے لوگوں کو نظربند کرنے کے بجائے مشروط طور پر رہائی بھی ملجاتی ہے۔ برمنگھم میں کوشش کی جارہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو جو جیل خانہ کے جانے کے قابل نہوں اور دماغی اعتبار سے کمزور ہوں تو ان کو جیل نہ بھیجا جائے۔

وہ لوگ جنکی دماغی حالت خراب اور بار بار ایک ہی جرم کا ارتکاب کرتے ہیں ان لوگوں کو مناسب ضمانت پر رہا کردیا جاتا ہے اس کے بعد

Marfat.com

تحقیقات کیجاتی ہے۔ ڈاکٹری رپورٹ کے علاوہ دیگر ثبوت فراہم ہونے پر عدالت ان ہی عدالتوں میں سزا دینے کا حکم دیدیتی ہے۔ جس میں وہ ضرورت سمجھتی ہے۔ کہ مجرم کا ڈاکٹر کی تحویل میں ایک مدتِ معینہ تک رہنا ضروری ہو ایسے لوگوں کو جیلوں کے مخصوص مقامات پر رکھا جاتا ہے۔ جو مخصوص قیدیوں کے لئے بنائے جاتے ہیں۔

اس طرح ہزاروں انسان جیل خانے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء میں ۱۵۱ قیدیوں کو ڈاکٹری رپورٹ کے لئے بھیجا گیا۔ اس میں سے ۲۹ کو سزائے قید ملی۔ سول کو نیک چلنی کے مچلکے پر رہا کیا گیا۔ ۵۹ بلا نیک چلنی کے رہا ہوئے یا ان کے مقدموں کی کارروائی ملتوی کی گئی۔

۱۵ پاگل قرار دئے گئے۔ اور ۱۷ پر دماغی خرابی کے ایکٹ کے ماتحت کارروائی کی گئی۔

پولس کی عدالت میں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ غریب و مفلس صحیح طور پر قانونی امداد حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کو انصاف بڑی مشکل سے نصیب ہوتا ہے [1]

(الف) ان عدالتوں میں سب سے زیادہ سنگین مقدمے پیش ہوتے ہیں مثلاً قتل کا مقدمہ جو اسائز کے علاوہ کسی دوسری عدالت سے فیصل نہیں ہو سکتا۔

---

[1] انگلش پریزن ٹوڈے

Marfat.com

ان عدالتوں کا دستور العمل کچھ عجیب سا ہے سال میں تین مرتبہ ان عدالتوں کے جج خاص خاص شہروں میں جاتے ہیں۔ ہر جج کے دورے کے لئے شہروں کی الگ الگ فہرست ہوتی ہے۔ وہ وہاں جانے میں پہلے اور دوسرے دورے کے وقفہ میں جو مقدمے اکھٹے ہو جاتے ہیں ان کو سننے جتنی دیر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ٹھہرتے ہیں اور پھر دوسرے دورے پر چلے جاتے ہیں۔ فہرست کے مطابق جب ایک دورہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ پھر دوسرا دورہ شروع کرتے ہیں۔ غرض وہ ایک دائرہ کی صورت میں ہر جگہ کا دورہ کرتے ہیں۔ اور مقدموں کا فیصلہ کرتے ہیں۔

اسائز کی برابر حیثیت کی ایک اور عدالت ہوتی ہے۔ جسے جرائم کی مرکزی عدالت کہتے ہیں۔ یہ عدالت ہر مہینہ لندن میں اپنا اجلاس کرتی ہے اس کے سامنے بڑے بڑے شہروں ہی کے مقدمے پیش نہیں ہوتے بلکہ ایسے مقدمے بھی پیش ہوتے ہیں جن کا اثر مقامی طور پر نہیں بلکہ سارے ملک پر پڑتا ہے۔

ان مقدموں کے علاوہ بعض مقدمات بھی عدالت فیصل کرتی ہے مختلف وجوہ کی بنا پر اسائز میں نہیں سنے جاتے۔

اس قسم کی اسائز نام کی عدالتوں اور جرائم کی مرکزی عدالت میں جیوری یہ تنقیح نکالتی ہے کہ آیا ماخوذ آدمی دراصل مجرم ہے یا نہیں جیوری ملزم کو ملزم قرار دیدے تو جج اسے سزا دینے کی کارروائی کرتا ہے اور اگر جیوری کی رائے میں ملزم مجرم نہیں ٹھہرتا تو اسے چھوڑ دیتا ہے۔

Marfat.com

(ب) بعض مقدمات جو بہت زیادہ سنگین ہوتے ہیں وہ تو سشن میں بھی بلکہ سیدھے اسائز کورٹ میں فیصل ہوتے ہیں۔ اور ان سے کم سنگین کو اسشن میں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک گروہ نے ایک مال گودام کے قفل توڑے اور وہاں سے کچھ مال اڑالیا پولس اس جرم کے لئے ان کو سشن میں پیش کرے گی۔ اگر اس کے ساتھ انہوں نے پہرہ دار پر حملہ بھی کیا اور اسے زخمی کر دیا ہے تو یہ مقدمہ اسائز کورٹ میں پیش ہوگا۔

ان سشن عدالتوں کے کام مجسٹریٹ کے ذمے ہوتے ہیں۔ یہ عدالتیں قریب ہر شہر میں ہوتی ہیں۔ مجسٹریٹ اور جیوری سے حلف لیا جاتا ہے کہ وہ مقدمے کے سلسلے میں سب کام سچائی اور ایمان داری سے کریں گے یہی لوگ ملزم کے الزام کی موافقت اور صفائی کے لئے دونوں طرف کے گواہوں کی شہادتیں لیتے ہیں اور جب ملزم کے مجرم ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ تو اسے قانون کے مطابق سزا کا حکم سناتے ہیں۔

بچوں کے لئے عدالتیں

انگلینڈ میں کوئی بچہ جرم کرتا ہے تو اسے پولس کی عدالتوں میں پیش نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اگر ملزم کی عمر سولہ سال سے کم ہے تو ایسے بچوں کے لئے عدالتیں قائم ہیں ان میں سے کسی ایک کے سامنے فیصلے کے لئے پیش کر دیا جاتا ہے۔ یہ عدالتیں پرائیویٹ ہوتی ہیں اور ان کا کمرہ نجوانی گھر کے مطابق رکھا جاتا ہے۔ تاکہ جج یہ معلوم کرسکے کہ بچے نے غلطی کیوں کی ہے۔

Marfat.com

اگر ملزم بچے کو کسی سزا کی ضرورت ہوتی ہے - تو اسے جیل خانہ میں نہیں بھیجا جاتا - بلکہ اصلاح کے جیل خانہ میں ریفارمیٹری میں بھیجدیا جاتا ہے - جہاں مجرم بچوں کو مختلف طریقوں سے سدھارنے کی کوشش کی جاتی ہے -

متفرق عدالتیں

ان عدالتوں کے علاوہ چند اور بھی عدالتیں ہوتی ہیں - جو ان عدالتوں سے مختلف کام انجام دیتی ہیں - ان میں سے قضاتی عدالت ہے جو مالی مقدموں میں شہادت کی جانچ پڑتال یا تحقیق کرتی ہے - یہ عدالتیں عام طور پر لین دین یا قرضے کے مقدموں کو لیتی ہیں -

ہائیکورٹ

ان کے علاوہ ایک ہائی کورٹ ہوتا ہے - اس عدالت میں زیادہ اہم مالی مقدمے فیصل ہوتے ہیں جنہیں قضاتی عدالتیں فیصل نہیں کر سکتیں -

صدر عدالت

ایک اور عدالت صدر عدالت ہوتی ہے - اس عدالت میں معاہدہ اور وراثت کے صحیح مطلب کا فیصلہ ہوتا ہے - طلاق کی عدالتیں ان پیچیدگیوں کا حل کرتی ہیں - جو شادی وغیرہ کے سلسلے میں پیدا ہو جاتی ہیں - ان سب کے اپیل کی عدالتیں ہوتی ہیں جو ان لوگوں کی اپیل کے متعلق فیصلے دیتی ہیں - جو چھوٹی عدالتوں کے فیصلوں سے غیر مطمئن اور ناکام رہتے ہیں - ان عدالتوں میں بڑے اور زیادہ تجربے کار جج ہوتے ہیں -

Marfat.com

جو فیصلوں پر نظرِ ثانی کر کے اپیلوں کا فیصلہ کرتے ہیں۔

عدالت ایوانِ رؤسا | سب سے امیر اور آخری عدالت ایوان رؤسا رہی ہے۔ جو خاص خاص حالات میں ان مقدمات پر دوبارہ کارروائی کرتی ہے جو غیر معمولی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اور جن میں طرح طرح کی پیچیدگیاں اور الجھاؤ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جیل کا معمول

تیسرے درجے کی سزا عام طور پر چھ مہینے سے زیادہ نہیں ہوتی اور قید با مشقت اور بے مشقت کی کونت برابر ہوتی ہے۔ بلکہ محض قید ایک مصیبت بن جاتی ہے۔ بیکاری سے دَم اُکتا جاتا ہے۔

جیل میں قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے :-

قیدی کا جیل میں داخلہ

قیدی کی زندگی فوجداری عدالت کے حکم سے شروع ہوتی ہے۔ جہاں سے وہ جیل کی گاڑی بلیک میریا میں بٹھا کر یا کانسٹبل کے ہمراہ پیدل لاکر جیل میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس طرح قیدی کا تعلق دُنیا دی سوسائٹی سے منقطع ہو جاتا ہے۔

قیدی کا نام رجسٹر میں لکھ کر سیل میں بند کر دیا جاتا ہے۔ اس کا سامان اور کپڑے لے لئے جاتے ہیں۔ جس کی مکمل فہرست بنا لیجاتی ہے۔ اسکو صرف عینک اور بنے ہوئے دانت رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ یا وہ چیز اس کو دی جا سکتی ہے جس کی ڈاکٹر اجازت دیدے۔

جیل کے کپڑے

اس کے بعد ڈاکٹری معائنہ ہوتا ہے اور شناختی

Marfat.com

نشانات دیکھے جاتے ہیں۔ پھر ایک غسل بکس میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جس میں گرم پانی ہوتا ہے جس سے غسل کر لیتا ہے۔ یہاں اس کو جیل کے کپڑے دیے جاتے ہیں۔ جن کی چوڑائی اور لمبائی کو اس کے جسم کے اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ طویل القامت قیدی ایک جوکر بن جاتا ہے۔ کپڑوں میں ایک کوٹ ایک صدری اور پاجامے ملتے ہیں جن کے ساتھ ایک ٹوپی جوتے قمیص پینٹ ہوتے ہیں۔ جن پر جیل کا خاص نشان تیر کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کو ایک انجیل اور نماز کی ایک کتاب دو چاندنیاں ایک تکیہ ایک چھوٹا لوٹا ایک برش، ایک کنگھا دیا جاتا ہے۔ پادری اس کا مذہب دریافت کرتا ہے۔ کہ نماز پڑھے گا یا نہیں۔ اسکول ماسٹر تعلیم کے بارے میں دریافت کرتا ہے۔ اور اس کو ایک کتاب بھی دے دیتا ہے جو کئی ہفتوں تک کے لئے تعلیمی غذا تصور کی جاتی ہے۔ چیف وارڈر کارڈ پر لکھے ہوئے جیل کے تمام ممنوعات کے احکامات سے باخبر کرتا ہے۔ جیل کے گورنر اور ڈاکٹر اور پادری سے ملاقات کرنے کے لئے علی الصباح درخواست دینی ضروری ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ قیدیوں سے بلا وجہ نہیں ملتے۔

کوٹھریاں ان کارروائیوں کے بعد وارڈر قیدی کو اس کی کوٹھری کی طرف لے جاتا ہے۔ یہاں اس کو نام سے نہیں پکارا جاتا۔ ڈبل قفل میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ کمرہ چھوٹا ہوتا ہے۔ جس کی چوڑائی ۸ گز اور لمبائی ۴ گز کے قریب ہوتی ہے۔

سامان ایک چھوٹی سی میز ایک سٹول، تختے کا پلنگ جو تا بت مکھڑی

اتنی اونچی ہوتی ہے کہ اسٹول پر چڑھ کر جھانکا جا سکتا ہے۔ لیکن جھانکنا جُرم سمجھا جاتا ہے۔ چار چھ انچ کے روشن دان بھی ہوتے ہیں۔ جن میں سے آسمان دکھائی دیتا ہے۔ دروازے لوہے کے مضبوط ہوتے ہیں۔ اندر کھٹکا نہیں ہوتا۔ سال میں ایک مرتبہ سفیدی ہوتی ہے۔ نچلے حصہ میں رنگین مٹی پھیری جاتی ہے۔ ان دیواروں پر عجیب وغریب قسم کی عبارتیں لکھی ہوتی ہوتی ہیں جو قیدیوں کی منتشر الخیالی کا آئینہ ہوتی ہیں۔

تختے کا پلنگ پلنگ کی لمبائی چھ فٹ اور چوڑائی ڈھائی فٹ ہوتی ہے۔ ایک کونے میں چاقو، چھری، کنگھا، برش، صابن اور کچھ کاغذ، سلیٹ، پنسل رکھنے کا انتظام ہوتا ہے۔ کارڈوں پر نماز کے طریقے اور قواعد جیل لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو دیواروں پر آویزاں کر دئے جاتے ہیں۔

ایک کونے میں بالٹی اور ٹب رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ایک گھنٹی کی ڈوری لٹکی ہوئی ہوتی ہے۔ جو خاص ضرورت کے موقعہ پر کھینچی جاتی ہے۔ جس کی آواز سُنکر دارو غہ آجاتا ہے۔ انگلینڈ کی تمام جیلوں میں قریب قریب اسی قسم کا سامان قیدی کو دیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح جیلوں کا معمول ایک سا ہوتا ہے۔ فرق اگر ہوتا ہے تو یوں ہی سا۔

ساڑھے چھ بجے صبح گھنٹی بجتی ہے۔ اس وقت قیدی اُٹھتے ہیں۔ کپڑے پہنتے ہیں۔ ہاتھ منہ دھوتے ہیں۔ بستر ہ طے کرتے ہیں۔ فرش کو صفائی کیجاتی ہے یہ تمام کام بیس منٹ میں ختم کر دینے کا حکم ہوتا ہے۔ چھ

Marfat.com

بجکے پچاس منٹ میں قفل کھولا جاتا ہے - اور پاخانہ کی ٹب عثمانی کیواسطے باہر رکھدی جاتی ہے - اس وقت قیدی کو گورنر یا پادری سے ملاقات کرنے کی درخواست دینے کی اجازت دیجاتی ہے - بعدازاں دوبارہ قفل لگادیا جاتا ہے اس کے بعد قیدی ایک گھنٹے کام کرتے ہیں - کہ ان کو تھوڑا سا دلیہ اور چھ اونس روٹی ملتی ہے - پھر نو بجے گھنٹی بجتی ہے - وارڈر کی نگرانی میں قیدی جیل کے گرجا میں جاتے ہیں - دعا کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں -

ایک گھنٹے کے لئے کوٹھری کے قیدیوں کو ورزش کرنے کی اجازت ہوتی ہے - جو کھلی ہوا میں کی جاتی ہے - سوا دس بجے واپس جانے کی گھنٹی بجتی ہے - جس پر قیدی کوٹھریوں میں چلے جاتے ہیں - جن کو وارڈر مقفل کر دیتا ہے -

کوٹھری میں بیٹھ کر مشقت والا قیدی تھیلے سیتا ہے - دوپہر کو کھانا ملتا ہے - جس کے لئے چالیس منٹ مقرر ہوتے ہیں - اس کے بعد قیدی کام کرنے لگتا ہے - تقریباً ساڑھے چار بجے کوکو اور تھوڑی سی روٹی ملتی ہے - پھر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے - جو صبح کو چودہ گھنٹے بعد کھلتا ہے -

شام کے کھانے اور سونے کے درمیان دو گھنٹے اور کام کرنا پڑتا ہے - اگر قیدی کام کرتا ہوا نہیں پایا جاتا ہے - یا وقت سے پہلے بستر بچھائے ہوئے دیکھا جاتا ہے - یا سٹول پر کھڑا ہوا جھانکتے ہوئے

Marfat.com

پایا جاتا ہے تو صبح کو سزا دیجاتی ہے۔

رات کو نو بجے بتیاں گل کرنے کے لئے گھنٹیاں بجتی ہیں اور بتیاں گل ہو جاتی ہیں۔ قیدی سو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز کا معمول ہے۔ اتوار کو البتہ تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔

سزا کا پہلا مہینہ قیدیوں کے لئے سزا کا پہلا مہینہ بڑی مصیبت کا ہوتا ہے۔ اس مہینہ میں قیدیوں کو حسب ذیل خاص سزاؤں سے واسطہ پڑتا ہے۔

(۱) تختے کا پلنگ جس پر بچھانے کے لئے کوئی چیز نہیں دیجاتی۔ ۱۴ دن کے لئے

(۲) چار ہفتہ کے لئے تنہا کوٹھری میں بند رکھا جاتا ہے۔

(۳) چار ہفتے میں بجائے پونے نو گھنٹے کے دس گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن عورتوں کے لئے یہ سزائیں ضروری نہیں ہوتیں۔

تنہائی میں رکھنے کا مقصد ۲۴ گھنٹے میں سے ۲۳ گھنٹے کوٹھری میں بند رکھنا ہوتا ہے۔ جس میں دروازہ مشکل سے آٹھ نو مرتبہ کھانا لینے، وینے گورنر سے معائنہ کے لئے ورزش کرنے اور کام دینے لینے کیلئے کھلتا ہے۔

روزانہ کے معمول میں بعض چیزیں اور خاص واقعات ذہن کو منتقل کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر ہر ہفتہ نہانا دھونا ایک خاص لطف پیدا کر دیتا ہے۔ قیدی اس وقت کا انتظار بے چینی سے کرتا ہے۔ اور ان چند مسرت بخش لمحات کو غنیمت جانتا ہے۔

Marfat.com

ہر ہفتہ ان کو قمیص، رومال، جرابیں اور تولیہ ملتا ہے۔ چینٹ پندرہ دن بعد دیے جاتے ہیں۔ ملاقاتیں دلچسپی کا سامان رکھتی ہیں۔ جو ہر ہفتہ کہیں نہ کہیں ہو جاتی ہیں۔

ان تمام چیزوں میں دلچسپ ملاقات پادری کی ہوتی ہے۔ لیکن وہ زیادہ دیر تک نہیں ہوتی۔ مشکل سے پادری کو دس منٹ مل سکتا ہے۔

اتوار

اتوار بہت زیادہ دلچسپ نہیں ہوتا۔ مگر کام کی چھٹی ہونے کی وجہ سے مشقتی قیدیوں کے لئے آرام کا دن ہوتا ہے۔

تمام قیدی (علاوہ کھانا پکانے والوں کے) ہفتہ کی شام سے پیر کی صبح تک اپنی کوٹھری میں رہتے ہیں۔ چند منٹ صبح کو ورزش ہوتی ہے اور جو لوگ ہفتہ کا کام کرنا چاہتے ہیں وہ کام بھی کر لیتے ہیں۔ اندر خالی رہنے کے بجائے کام کرنے کو پسند کرتے ہیں۔ گرجا میں جانا ضروری نہیں ہے۔ اس روز قیدیوں کو کتابیں بھی مل جاتی ہیں۔ پادری اور بعض قیدی اتوار کو مصیبت کا دن سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس دن ان کی کمائی نہیں ہوتی۔

رعایتیں

اس طریقہ کے ماتحت قیدی اپنی محنت اور اپنے اچھے چال چلن سے اپنی قید کی مصیبتوں کو کم کرا لیتا ہے۔ اگر اس کا چال چلن قابل اطمینان ہوتا ہے تو اس کو آہستہ آہستہ زیادہ آرام دہ اور دلچسپ کام کرنے کے لئے مل جاتا ہے۔ کتابیں بھی پڑھنے کے لئے مل جاتی ہیں۔ دوستوں سے خط و کتابت کرنے کی سہولت مل جاتی ہے۔

Marfat.com

اور رہائی پر کچھ رقم بھی مل جاتی تھی۔ جو اب بند ہو گئی ہے۔ اطمینان بخش زندگی گذارنے کی وجہ سے قید میں بھی کمی کر دیجاتی ہے۔

اچھے چال چلن کے اچھے نمبر ملتے ہیں اور خطاؤں پر نمبر کاٹ لئے جاتے ہیں۔ ۵۶ نمبر ملجانے پر اس کو تبہ ملتا ہے۔ اور وہ دوسرے درجہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اگر قید بامشقت کا قیدی ہوتا ہے۔ تو کارخانہ بھیجا جاتا ہے۔ جو وہاں کام کرتا ہے۔ اگر وہ حاصل ہوتا ہو تو اس کو معمولی سی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور اتوار کو آدھے گھنٹے ورزش کی اجازت ہوتی ہے۔ اور درخواست دینے پر اس کو ایک آدھ ناول بھی ایک آدھ نوٹو بھی دے دیا جاتا ہے۔

تیسرے اسٹیج میں بھیجنے کے بعد ایک اور کتاب بڑھا دیجاتی ہے۔ اور خاندانی لوگوں اور دوستوں سے ملاقات کرنے کی اجازت ملجاتی ہے اور خط و کتابت کی اجازت بھی ملجاتی ہے۔

بارہ ہفتوں کے بعد وہ اسٹیج آتی ہے۔ جہاں نیک چلن قیدی کو تمام رعایات حاصل ہوتی ہیں۔ اب اس کو آدھے گھنٹے تک ملاقات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن قیدی اور ملاقاتی کے درمیان جگہ خالی ہوتی ہے۔ ملاقات وارڈر کی موجودگی میں کیجاتی ہے۔

رہائی ایک ماہ سے زیادہ قید والوں کو نیک چلنی کی بنا پر چھٹے حصے کی رعایت دے دیجاتی ہے۔ اور کتنا ہی بدچلن قیدی کیوں نہ ہو اس کے لئے بھی اکھٹت رہائی کا پیغام آجاتا ہے۔

Marfat.com

رہائی کے روز ڈاکٹر معائنہ کرتا ہے۔ اور گورنر اور پادری اس کو نصیحتیں کرتا ہے اس کو بتایا جاتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو رہا شدہ قیدیوں کی سوسائٹی سے امداد طلب کر سکتا ہے۔ رہائی کے دن ورزش نہیں کرائی جاتی۔ بلکہ اس کو اس کمرہ میں لیجایا جاتا ہے جس کمرہ میں وہ سب سے پہلے آیا تھا۔ اس کو وہاں اس کا سامان ملجاتا ہے۔ اور اس کو رہا کر دیا جاتا ہے۔ باہر اس کے رشتہ دار اس سے ملاقات کرتے ہیں۔ یا سوسائٹی کے لوگ اس سے تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ اس کا گھر دور ہوتا ہے تو اس کو جانے کے لئے ٹکٹ دلوا دیا جاتا ہے۔

قیدخانہ پر تبصرہ عام طور پر جیل خانے سے قیدی قیدخانہ کے بارے میں حسب ذیل خیالات لیکر نکلتا ہے۔

(۱) کام اکتا دینے والا اور ایک سا ہوتا ہے۔

(۲) نظام سخت فوجی ہوتا ہے۔

(۳) انسانی اور شخصی رجحانات پر کوئی توجہ نہیں دیجاتی۔ اور انسان سے مشین کا سلوک کیا جاتا ہے۔

(۴) قیدی کو اس کے حقوق نہیں بتائے جاتے ہیں۔

خطوط تیسرے درجے کے قیدی کو پہلے آٹھ ہفتہ تک خط لکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر قیدی آٹھ ہفتوں تک نیک چلن رہتا ہے اور نمبر پورے حاصل کر لیتا ہے۔ تو پھر ہر چھ ہفتہ کے بعد خطوط وصول کرنے کی اجازت ہوتی ہے اس کے بعد چار ہفتہ کے بعد خط ملتا ہے

Marfat.com

اسی طرح ملاقاتیں کرائی جاتی ہیں۔ اگر ملاقات نہ ہوئی تو ایک اور خط لکھنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ پہلے آٹھ ہفتہ کا صبر شکن انتظار انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ایک بدنصیب مگر نئے شادی شدہ نوجوان کو جب جیل جانا پڑا تو اسکو تین سال کے بعد اطلاع ملی کہ بیوی نے اس سے بغاوت کر دی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو خط لکھا۔ جس کا تین مہینہ تک جواب کا انتظار کرنا پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خط و کتابت کی پابندی کیوجہ سے بیوی کا اس سے قطع تعلق ہو گیا۔ اور اس نے دوسری شادی کر لی۔

اکثر قیدی خط و کتابت کی کوفت سے غور کرتے کرتے جنون کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اگر ان کو پندرہ دن کے بعد خط لکھنے کی اجازت ہو تو وہ اس نازک حالت تک نہ پہنچیں۔

خط و کتابت کی اجازت نہ دینے کی وجوہات یہ بیان کیجاتی ہیں۔

(۱) اپنے اعزا سے علیحدگی بھی ایک سزا ہے۔

(۲) خطوط اگر زیادہ تعداد میں جائیں گے تو عملہ سنسر کرنے کیلئے رکھنا پڑے گا۔

ایک قیدی کا بیان ہے :-

" خط و کتابت قیدی اور اس کے اعزہ کے لئے کافی اہم سزا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سزا قیدی پر زیادہ شاق گزرتی ہے۔ یا اس کے اعزہ پر۔ قیدی آٹھ ہفتہ تک تنہا بند رہتا ہے۔ اپنے کرتوتوں سے پشیمان۔ اپنے خاندان کا فکر

Marfat.com

بیوی بچوں کا خیال گھر میں بیوی اپنے خاوند کی ذلت پر رنجیدہ رہتی ہے۔ خطوط ملنے کی وجہ سے وہ اس کی زندگی پر کبھی شب کرنے لگتی ہے۔ یہ سزا معمولی اور اتفاقی مجرم کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اور عادی تہاری اس کی پرواہ نہیں کرتے"۔ یہ دلیل لغو ہے کہ زیادہ خطوط کے لئے زیادہ استثنٰی کی ضرورت ہوگی۔ خطوط اگر قیدیوں کی اصلاح کر سکتے ہیں تو زیادہ استثنات کا رکھنا کوئی بری بات نہیں ہے"۔

قیدیوں کو خطوط میں اپنے جیل کے برے سلوک کے بارے میں کچھ لکھنے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن وہ اپنے ان کے کاموں کے متعلق اشارہ کر سکتے ہیں۔ اپنی تندرستی کے بارے میں بھی لکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنی بیماری پریشانی اور تکلیفوں کا اس میں کوئی ذکر نہ کرے۔

قیدیوں کو خطوط لکھنے کے لئے جو کاغذ دیا جاتا ہے اس پر سرکاری طور پر حسب ذیل عبارت تحریر ہوتی ہے۔

"اس خط کی اجازت اس لئے دی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنے معزز دوستوں سے تعلقات قائم رکھ سکے۔ نہ یہ کہ وہ بیرونی اس کو پبلک واقعات کی اطلاع دے"۔

یہ عبارت جیل قانون کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ جیل کے قانون میں بیرون جیل کے حالات جاننے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ کسی قیدی کو دوسرے قیدی کی سزا کی مدت یا اطلاع دینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر

Marfat.com

اس کا رشتہ دار ہے تو اس کو اطلاع دیجا سکتی ہے - اگر باہر جا بنولے خط میں اکثر حصہ قابل اعتراض ہو تو خط واپس بھیج دیا جاتا ہے - اگر معمولی سا حصہ قابل اعتراض ہوتا ہے - تو اس کو قلم زد کر کے قیدی کے حوالہ کر دیا جاتا ہے -

سنسر شپ میں دیر لگنا اور خطوط کا دیر میں ملنا ضروری ہے - بعض مرتبہ دس روز تک خطوط پڑے رہتے ہیں - جواب میں بیس پچیس روز کی دیر ہو نے کی وجہ سے قیدی کے علیحدہ اور اعزہ کے الگ شبہات بڑھتے ہیں اور پریشانی میں اضافہ ہوتا ہے -

جن خطوط میں قیدی اپنے اعزہ سے درخواست کرتا ہے - کہ وہ ہوم سکرٹری سے اس کی رہائی یا سزا میں تخفیف کے لئے لکھیں ان کو روک لیا جاتا ہے -

اتفاقی قیدی اور عورتوں کے لئے یہ رعایت دیجاتی ہے کہ جیل کا معائنہ کرنے والے غیر سرکاری آدمی قیدی کا پیغام ان کے رشتہ داروں اور رشتہ داروں کا پیغام قیدی کو پہنچا سکتے ہیں -

ملاقات

خطوط لکھنے اور ملاقات کرنے کی ایک مدت ہوتی ہے قیدی کو سب سے زیادہ وقت ملاقات کرنے میں ہوتی ہے - ایک وقت قیدی سے تین آدمی مل سکتے ہیں - گود کے بچوں کے علاوہ بڑے بچوں کو ملنے کی اجازت نہیں ہوتی - رہا شدہ قیدیوں کو جیل کے قیدی سے ملنے کی اجازت نہیں ہوتی - البتہ اگر نہ اس کا قریبی

Marfat.com

رشتہ دار ہے تو ملاقات کرادی جاتی ہے۔ پہلی ملاقات میں منٹ کی ہوتی ہے اور دوسری آدھے گھنٹے کی۔ ملاقات کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔

ملاقات کا بکس

پہلا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ قیدی کو ایک بڑے بکس میں جو کمرے سے مشابہت رکھتا ہے لاکر کھڑا کردیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جیل کا افسر کھڑا ہوجاتا ہے۔ اور ملاقاتی دوسرے بکس میں۔ ان کے درمیان "تاروں کی چوڑی دیوار ہوتی ہے۔ جس میں ایک کو دوسرے کی شکل بھی نظر نہیں آتی۔ ایک قیدی کا بیان ہے کہ جب اس کی بیوی اس سے ملنے آئی تو وہ اس کی شکل شناخت نہ کر سکا۔

ملاقات کا پنجرہ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قیدیوں کو ایک پنجرہ نما کمرے میں کھڑا کردیا جاتا ہے جس کی ایک طرف فرش سے چھت تک تار لگے ہوتے ہیں۔ جالی کے باہر تقریباً ایک گز کے فاصلہ پر ایک اور جالی ہوتی ہے۔ دونوں جالیوں کے درمیان افسر بیٹھتا ہے۔ قیدی ایک طرف کے پنجرے میں کھڑا ہوجاتا ہے اور ملاقاتی دوسری جانب کے پنجرے میں۔

ایک قیدی کی بیوی جب اپنے خاوند سے ملاقات کرنے گئی تو اس کو حد درجہ صدمہ ہوا۔ اس کا خاوند جالیوں کو مضبوط پکڑے کھڑا تھا۔ دیکھیا نمک صورت داڑھی بڑھی ہوئی آنکھیں پھٹی ہوئی اپنے قطع کئے ہوئے ہوئے پنجرے میں بند نظر آیا۔ یہ اس کا خاوند نہیں بلکہ کسی چڑیا گھر میں کوئی پنجرے میں بند درندہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کو صرف ایک تسلی تھی وہ یہ کہ

Marfat.com

اس کے خیال میں یہ اس کا خاوند تھا۔ تاہم اس بھیانک و مکروہ اور ذلت آمیز منظر کو نہ بھلا سکی۔

ملاقات کرتے ہیں جو ذلتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اس کی وجہ سے قیدی کے اعزہ ملاقات کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ایک قیدی کا بیان ہے کہ ڈیڑھ سال کی مدت میں اس کے بیوی بچے ایک مرتبہ ملاقات کے آئے تو طرفین کو اس قدر ذلت و تحقیر محسوس ہوئی کہ انہوں نے تہیہ کر لیا کہ دوبارہ ملاقات نہیں کرینگے۔

اکثر حالات میں گورنر معمولی کمرے میں ملاقات کرنیکی اجازت دیدیتا ہے۔ قیدی کی شدید علالت کی صورت میں اس کے اعزہ کو بار بار ملاقات کرنے کی اجازت ملجاتی ہے۔

تفریحات جیل میں تفریح کا سامان زیادہ نہیں ہوتا جس سے قیدی دل بہلا سکے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جیل میں دل بہلانے کا سامان دیکھنا بھی ایک حماقت ہے۔ لیکن اگر کوئی سامان مہیا کیا جاتا ہے تو اس کو قیدی بہت غنیمت سمجھتے ہیں۔

لیکچر عام طور پر تعداد میں بہت کم دئے جاتے ہیں اور اس کے دینے والے ربط کا خیال نہیں رکھتے۔ اس لئے ان کو تعلیم کا عنصر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قیدی لیکچر دل کی دلچسپی کے ساتھ سنتے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی نے اس کے متعلق خاص تجویز پیش کیں جنہیں انہوں نے اس دقیانوسی خدشہ کا عذر کیا کہ اس طرح تبدیلیوں کا جمع ہونا خطرہ

خالی نہیں ہے۔ اس کے باوجود لیکچروں کے فوائد کو بھی نظر انداز نہ کر سکے۔ اور انہوں نے ایسے لیکچروں کو جن میں تاریخی اور لیڈروں کی سوانحعمریاں بیان کی جائیں بہت پسند کیا [۱]

سنہ ۱۹۰۱ء کے کمشنروں کی رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ بعض افسران کی توقعات کے خلاف یہ لیکچر قیدیوں کے لئے مفید ثابت ہوئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسٹر چرچل جو اس زمانہ میں ہوم سکرٹری تھے۔ انہوں نے لیکچر اور موسیقی کی معلومات کی تقریروں کے کرانے کے لئے خاص طور پر درخواست کی لیکن کمشنر ان لیکچروں سے ڈسپلن کے لئے خطرہ محسوس کرتے تھے [۲]

لیکن پھر بھی سنہ ۱۹۰۴ء میں عورتوں کے لئے لیکچر دینے کا انتظام کیا گیا یہ لیکچر شروع میں ہولوے جیل میں شروع کئے گئے۔ لیکن آہستہ آہستہ تقریباً ۴۳ جیلوں میں اس کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا [۳]

اسی طرح سنہ ۱۹۰۹ء سنہ ۱۹۱۰ء میں کمسن قیدیوں کے لئے ۵۶ جیلوں میں تقریباً ساڑھے گیارہ سو لیکچر دئے گئے۔ لیکن عام قیدیوں کے واسطے انسپکٹر پادری کی سفارش پر سنہ ۱۳-۱۹۱۱ میں کسی جیل میں بھی انتظام نہیں کیا جا سکا جو معمولی سی تجویز زیر غور رہتی وہ بھی لڑائی کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھی۔

لڑائی کے بعد بھی عام قیدیوں کے لئے لیکچروں کا انتظام نہیں کیا جا سکا گو لیکچروں کی تجویزیں منظور کر لی گئیں تھیں۔ لیکن گورنمنٹ نے اس کے لئے

---

[۱] قیدیوں کی تعلیمی کمیٹی کی رپورٹ سنہ ۱۸۹۶ء صد ۱۳ [۲] بلی کی رپورٹ سنہ ۱۹۰۰ء صد ۲۱ [۳] ایضاً۔

Marfat.com

رقم مقرر نہیں کی تھی۔ ان لیکچروں کا بار پادری جیل کے گورنر یا وزٹنگ کمیٹی پر پڑا۔ ان حضرات کی عدیم الفرصتی کی وجہ سے یہ کام خوش اسلوبی کے ساتھ چلایا نہ جا سکا۔

سنہ ۱۹۱۹ء سے ہفتہ واری لیکچروں کا سلسلہ کچھ باقاعدگی کے ساتھ جاری ہوا۔ ان لیکچروں میں قریب قریب ہر عنوان شامل تھا۔ لیکچر عام طور پر جمعہ کی شام کو ساڑھے پانچ بجے سے ساڑھے چھ بجے تک ہوتے تھے۔ ایک لیکچرار کا بیان ہے کہ میں ڈکنس کے کرداروں کا ذکر کر رہا تھا تو اس وقت سامعین کی تعداد ۹۰ تھی۔ یہ لوگ صحیح و مناسب موقعوں پر ہنستے تھے۔ اور رنجیدہ مقامات پر تاسف کا اظہار کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی خوش مذاقی کا بہترین ثبوت دیا لیکن روپیہ کی قلت ... عام قیدیوں کو ان لیکچروں سے فائدہ اٹھانے سے روک دیتی ہے۔

موسیقی

سنہ ۱۹۱۰ء سے موسیقی بھی جاری ہے۔ ان کا اثر قیدیوں کے اخلاق پر اچھا پڑتا ہے۔ لیکن ان لیکچروں کا انحصار اچھے لیکچراروں پر ہے۔ اور ان کے فراہم ہونے پر

سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء کے کمشنران نے پرزور سفارش کی کہ موسیقی کے پروگرام کا معقول انتظام کیا جائے۔ اور ان پروگراموں میں وہی قیدی حصہ لے سکیں جن کا چال چلن آخری دو سالوں میں بہت عمدہ رہا ہو۔

مباحثے

پادریوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مباحثے حد درجے کامیاب ہوتے ہیں۔ اور قیدی بھی ان کو بیحد پس

Marfat.com

کرلے" ہیں۔ مضمون کے انتخاب کی قیدیوں کو عام طور پر اجازت ہوتی ہے۔ عنوانات مباحثہ یہ ہوتے ہیں:۔

(۱) عورتوں کے کام کے متعلق
(۲) مرد لڑائی کے لئے زیادہ بہتر ہیں
(۳) تجارتی یونین
(۴) شراب خوری اور مسکرات سے اجتناب
(۵) تقدیر و تدبیر
(۶) قانون طلاق

ان مباحثوں کے صدر پادری ہوتے ہیں۔ قیدی تنہا بیٹھ کر ان کے ساتھ بحث کرتے ہیں۔ وارڈر اگر موجود ہوتے ہیں تو پیچھے بیٹھ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے واسطے مباحثے کے شرکا آزاد تصور کئے جاتے ہیں۔ بولنے والوں کو پنسل کاغذ بھی ملجاتا ہے۔ پنسل دوسرے روز واپس کرنی پڑتی ہے۔ البتہ لکھے ہوئے نوٹ کے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ پادری کا بیان ہے کہ:

"ان مباحثوں سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح قیدیوں پر اعتماد کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور قیدی اس اعتماد سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اس طرح شکوک و شبہات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے ہیں۔"

ہفتہ کی خبریں | عام طور پر قیدیوں کو باہر کی خبروں سے بے خبر رکھا

Marfat.com

جاتا تھا۔ لیکن سنہ ۱۹۱۵ء کے کمشنروں نے قیدیوں کی جنگی خدمات کی وجہ سے سفارش کی۔ کہ ان کو ہفتہ میں ایک دفعہ جنگ کی بحری و بری خبروں سے آگاہ کیا جائے۔ بعض جیلوں میں لڑائی کی خبروں کے علاوہ فٹ بال کے میچوں کی خبریں بھی سنائی جاتی ہیں۔ حالانکہ میچوں کی خبریں خطوں میں لکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جنگی خبروں سے یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ جب قیدی جیل سے باہر آتا ہے۔ تو دنیا کے حالات تغیر و تبدل سے بالکل ناواقف نہیں ہوتا۔ ورنہ بصورت دیگر قیدی باہر آکر اپنے آپ کو بالکل لاعلم و اجنبی نہیں پاتا۔ ایک قیدی کا بیان ہے:۔

> "اس کے باہر کے حالات سے ناواقفیت نے اس کے نئے کارخانہ کے دوستوں پر واضح کر دیا کہ یہ قیدی تھا۔"

ماہران جیل اور رہا شدہ قیدیوں کا خیال ہے کہ قیدیوں کے لئے خبروں کا جاننا ازحد ضروری ہے۔ اور اس کے لئے ہفتہ وار اخبار جاری کرنے کی سفارش کی جس میں مناسب خبریں ہوں تاکہ قیدی رہائی کے بعد مخبوط ہونے سے بچ جائیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۱۰ء میں آئرلینڈ میں اس مقصد کیلئے ایک ہفتہ وار باتصویر اخبار جاری کیا گیا۔

جیل کی لائبریری

اگر قیدی پڑھ سکیں اور لکھ سکیں تو جیل کی لائبریریوں کی وجہ سے ان کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ دوران مطالعہ میں کچھ دیر کے لئے وہ اپنے آپ کو جیل کے ماحول میں آزاد پا سکتے ہیں۔ گورتر کا بیان ہے کہ قیدی

Marfat.com

اپنی کتابوں کو بہت بیش قیمت سمجھتے ہیں۔ تیسرے درجے کے قیدی کو پہلے مہینہ میں ایک وقت میں ایک کتاب مل سکتی ہے۔ جو پندرہویں دن بدل دی جاتی ہو۔ یہ کتاب عام طور پر اسکولی نصاب کی ہوتی ہیں۔ اور چونکہ اکثر قیدیوں کو سزائیں ایک ماہ سے کم ہوتی ہیں اس لئے ان کو ناول پڑھنے کی نوبت نہیں آتی۔

پہلے ماہ کے ختم ہونے کے بعد اگر وہ نیک چلن رہے ہیں تو ان کو ایک لائبریری کی کتاب مل سکتی ہے۔ اور دو ماہ کے بعد دو کتابیں۔ بڑی جیلوں میں تعلیم کی کتابیں اکثر اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں۔ اس میں سوانح عمریاں فلسفہ، سائنس، اور سیاسیات کی کتابیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ لیکن چھوٹی جیلوں میں ایسی کتابیں نہیں ہوتیں۔ رسالوں کو قیدی شوق سے پڑھتے ہیں عام طور پر قیدیوں کو شکایت رہتی ہے کہ ان کو اچھی کتابیں نہیں دیجاتیں۔ یہ شکایتیں چھوٹی ہی جیلوں میں ہوتی ہیں۔

۱۸۹۶ء کی جیل کمیٹی نے سفارش کی کہ کتابیں ہفتہ میں دو مرتبہ بدلی جائیں۔ جس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ قیدیوں کو عام طور پر یہ بھی شکایت ہوتی ہے۔ کہ کتابوں کے انتخاب میں ان سے کوئی رائے نہیں لی جاتی بعض بعض جیلوں کی کتابوں کی فہرست ہوتی ہے جن میں سے قیدی کتابیں انتخاب کرسکتے ہیں۔ کتابوں کو ہر سال خریدا جاتا ہے۔ ان کی فہرست ہوتی ہے۔

جاہل قیدی | جاہل قیدیوں کیواسطے تصویروں والی کتابیں مہیا کیجاتی ہیں

Marfat.com

لیکن ان سے کوئی دماغی تفریح نہیں ہوتی۔ بعض جاہل قیدی اپنی جہالت کو چھپانے کے لئے بڑی بڑی شیکسپیر کی کتابیں طلب کرتے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۰ء کی ڈیپارٹمنٹل کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ جاہل قیدیوں کے لئے باتصویر یا مضمون والے رسالے مہیا کئے جائیں۔ جس پر آجکل عمل کیا جا رہا ہے۔

جیل کی صنعتیں

صنعتوں کی حالت نہایت ناقابل اطمینان ہے یہ کام نہایت طفلانہ اور نااہلیت کے معلوم ہوتے ہیں۔ نہ انسپکٹر تجربہ کار و مستند ہوتے ہیں۔ نہ مستری اچھے ہوتے ہیں۔ اس لئے قیدی بھی اپنا کام دلچسپی سے نہیں کرتے۔ جیل کا کام تین حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔

(۱) صنعتیں (۲) تعمیری کام (۳) گھریلو کام

گھریلو کام (کھانا پکانا، باغبانی، کپڑے دھونے، صفائی، کھانا تقسیم کرنا) ہوتا ہے۔ سب سے بہتر حالت صفائی کرنے والوں کی ہوتی ہے یہ لوگ اچھا کھانا بھی حاصل کر لیتے ہیں اور باہر سے تمباکو، اخبارات ممنوعہ اشیاء بھی لے آتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ عادی مجرموں میں سے لئے جاتے ہیں۔ یہ جیل میں برابر آتے ہیں۔ اس لئے ان کاموں میں مشاق ہو جاتے ہیں بعض کام ایک ہی آدمی کے لئے وقف رہتا ہے۔ رہا بھی ہو جاتے ہیں تو جلد جرم کر کے واپس اپنے ٹھیکے پر آ جاتے ہیں۔

تعمیری کام بہت کم ہوتا ہے۔ جب کوارٹر بنتے ہیں تو یہ کام کرایا جاتا ہے۔ صنعتیں مندرجہ ذیل قسم کی ہوتی ہیں۔

Marfat.com

(١) نانبائی (٢) ٹوکریاں بنانا (٣) چارپائیاں بنانا (٤) جلد سازی (٥) برش سازی - بڑھئی (٦) درزی (٧) بُنا (٨) ڈاک کے تھیلے بنانا (٩) چٹائیاں بنانا (١٠) ڈھلائی (١١) سینے کا کام (١٢) سنار (١٣) پتھر پھوڑنا (١٤) کپڑے صاف کرنا (١٥) لکڑی کا کام وغیرہ وغیرہ - تقریباً یہ سب کام گورنمنٹ کے محکموں کے لئے ہوتے ہیں -

جو قیدی جیل سے نکلتے ہیں وہ صنعت کاری سے اس قدر بھی واقف نہیں ہوتے کہ وہ ان سے اپنا کاروبار کر سکیں - انسپکٹر خود بھی کم تربیت یافتہ ہوتے ہیں - اکثر ان میں سے فوجی برخاست شدہ ہوتے ہیں - ان بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس قسم کی نوکریاں اپنے دوستوں کو دی جاتی ہیں -

قیدیوں کو کام سزا کے طور پر نہیں دیا جاتا لیکن عملاً وہ سزا بن جاتے ہیں - اول پیسنے کا کام تو عام طور پر سزا کے لئے ہی دیا جاتا ہے - مثلاً گھوڑے کے نالوں کا کام بہت تکلیف دہ ہوتا ہے - یہ کام ان قیدیوں سے لیا جاتا ہے جن کو ڈاکٹر فٹ قرار دیتا ہے -

کارخانے

کارخانہ اکثر تیسرے درجے کا ہوتا ہے جس کی نہایت خراب حالت ہوتی ہے - مشینیں اچھی ہوتی ہیں اور نہ جگہ موزوں ہوتی ہے - کبھی برسات میں پانی اکٹھا رہتا ہے -

جیل کے تمام کاموں میں بہترین کام کھیت کا ہوتا ہے - لیکن ان کاموں میں ایک فیصدی سے زیادہ قیدی نہیں لگائے جاتے -

Marfat.com

جس کی وجہ یہ ہے کہ جلیں بڑے بڑے شہروں میں ہوتی ہیں۔ اور وہاں کی ضرورت بغیر کھیت کے پوری ہو جاتی ہے۔

سنہ ۱۹۰۵ء کے جیل کمشنروں نے سفارش کی کہ جلیوں کے نزدیک کھیت ہونے چاہئیں۔

کمرے کے باہر جتنے کام ہوتے ہیں وہ جیل افسران کی نگرانی میں ہوتے ہیں اس پابندی کی وجہ سے قیدی طبیعت نہیں لگاتا۔ مثال کے طور پر سب قیدیوں کو باغ میں ساتھ چلنا پڑتا ہے۔ جیسے رسیوں سے بندھے ہوتے ہوں۔ اگر ایک قیدی کو کسی کونے میں ذرا سا کام ہوتا تو سارے قیدیوں کو اپنے اپنے کام پر ساتھ چلنا پڑتا ہے۔ جو انتہائی مضحکہ خیز ہے۔

قیدیوں کی تنخواہیں

سنہ ۱۸۷۷ء میں پہلے قیدیوں کے کام کی آمدنی کا آدھا حصہ بطور تنخواہ کے ملتا تھا۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں بھی تھوڑا بہت ملا۔ لیکن جب سے جلیں ہوم ہاؤس کے ماتحت آ گئیں اُس وقت سے تنخواہیں دینا بالکل بند ہو گئیں۔

بعض افسران کا خیال ہے کہ تنخواہیں بند ہونے سے قیدی بھی کچھ نہیں بلکہ ان کے بیوی بچوں کو جو باہر ہیں نقصان ہوتا ہے۔

علاج

سنہ ۱۸۹۵ء کی ڈیپارٹمنٹل کمیٹی کا بیان ہے۔ کہ قیدیوں کی دماغی قابلیت جسمانی طاقت، لمبائی، وزن وغیرہ قانون پسند شہریوں کے مقابلہ میں بہت گری ہوئی ہوتی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۸ء میں ۷۰۶ قیدیوں میں سے ۲۳۹ جیل کے قابل سمجھے گئے۔ باقی ہسپتال وغیرہ

Marfat.com

بھیجے گئے۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں جو قیدی آئے ان میں ۱۸۹ قیدیوں نے ساری مدت قید ہسپتالوں میں گزاری۔

قید کا اثر

اکثر قیدی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں عام طور پر چھوٹی اور معمولی بیماریوں قبض، کھانسی درد وغیرہ کے مریض ہوتے ہیں۔ قیدیوں کی صحت کا اندازہ عام طور پر وزن سے لگایا جاتا ہے۔ اگر وزن کم ہو تو قیدی کی صحت خراب سمجھی جاتی ہے۔ لیکن کسی شخص کو دماغی تکلیف ہو تو اس کا اثر وزن پر کم پڑتا ہے۔

اموات

افسران کی کوشش ہوتی ہے کہ قیدی جیل میں نہ مریں۔ ڈاکٹر جس کی تندرستی خراب دیکھتا ہے۔ ان کو رہا کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جیل میں موت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اکثر حالات میں قیدی کے لئے باہر کوئی معقول انتظام نہیں ہوتا۔ یا کوئی رشتہ دار اس کی ذمہ داری یا کفالت لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا ڈاکٹر اس کے مسئلہ رہائی پر غور کرتے ہیں۔ دیر لگا دیتے ہیں جس سے وہ چل بستا ہے۔ چنانچہ جیل میں اموات کی اوسط یہ ہے:-

	تعداد اموات قدرتی	فیصدی
سنہ ۱۲-۱۹۱۱ء	۹۷	۵۰
سنہ ۱۳-۱۹۱۲ء	۷۰	۳۸
سنہ ۱۴-۱۹۱۳ء	۹۴	۵۵
سنہ ۲۰-۱۹۱۹ء	۳۱	۹۸

Marfat.com

سنہ ۱۹۲۰-۲۱ء	۴۳	۱۴

باوجود اس کے کہ قانون کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جیل میں کوئی خراب حالت میں قیدی نہ جائے۔ لیکن اس کوشش کے باوجود اکثر لوگ جیل میں داخل ہونے کے بعد ہی مرجاتے ہیں جن کی تعداد حسب ذیل ہے:

سنہ ۱۹۱۱-۱۲ء	۴۳
سنہ ۱۹۱۲-۱۳ء	۳۰
سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء	۴۰

میڈیکل اسٹاف

قانون کے مطابق جیل کے پانچ کمشنران میں سے ایک کمشنر کا ڈاکٹر ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ایک انسپکٹر جیل بھی ڈاکٹر ہوتا ہے۔ اس کے معائنہ سے جیل کے حالات پر بہت اثر پڑتا ہے۔ ہر جیل میں ایک ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے جو قیدیوں کی صحت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ بعض جیلوں میں کئی کئی ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ جیل کا ڈاکٹر بہت کافی اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ کھانا، عمدہ کام پر لگانا اور ہٹانا۔ قال کوٹھری میں بند کرانا، ہسپتال بھجوانا اور نہ بھجوانا وغیرہ سب اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ معائنہ نہایت سرسری ہوتا ہے۔ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ ہفتہ میں قیدیوں کو صرف ایک مرتبہ دیکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر عام طور پر نالائق، بدزبان اور بدخلق ہوتے ہیں۔

۱۱۸ قیدیوں نے ڈاکٹر کے متعلق رائے دی کہ بہت بد تھی:

ڈاکٹر نا اہل علیحدہ ہونے ہیں ۷۸ قیدیوں کی رائے۔

Marfat.com

بے مروت ہوتے ہیں	۳۸ قیدیوں کی رائے	
تنگی جیل گھر لا ہیں۔	۱۸	״ ״
غنیمت ہیں	۲۹	״ ״

مندرجہ بالا رائے سیاسی قیدیوں کی ہے۔ بظاہر ہے کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ اخلاقی قیدیوں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر سلوک ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کونلٹن ہالوے کی رائے ہے:۔

"قیدی عام انسانوں سے زیادہ سخت جان ہوتے ہیں۔ جن آپریشنوں سے عام انسان گھبرا جاتے ہیں قیدی اس کی پرواہ نہیں کرتے۔"

عام طور پر قیدی کام سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرتے ہیں بیمار بنانے کے لئے خطرناک چیزیں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ... نے ایک قیدی کی آنکھوں میں سے ٹین کے دو ٹکڑے نکالے۔

سوائے برمنگھم کی جیل میں دماغی بیماریوں کا علاج نہیں ہوتا۔ مگر خود کشی بھی کیا جاتا ہے جیل میں اس کا معقول انتظام ہے۔

پاگل قیدی

ڈاکٹر ویلس گمبرنگ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلینڈ کی جیلوں میں بعض قیدی ... پاگل ہو سکتے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں خاص طور پر پاگل قیدیوں کے قاعدہ قوانین سے انسان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ خوراک دستر میں کیا دیتا ہیں

Marfat.com

یہ طے کیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں پاگل قیدیوں کی تعداد چار سو تھی اور ۱۹۱۳ء میں ۹۳۲ اور ۱۹۱۴ء میں ۸۴۳ تھی۔

۱۹۰۸ء میں رائل کمیشن کی تقرری کے بعد یہ طے ہوا کہ قیدیوں کے معائنہ کے لئے دو ڈاکٹر اس لئے رکھے جائیں کہ وہ قیدیوں میں پاگل قیدی تلاش کر سکیں۔

پاگل قیدیوں کے لئے لیورپول میں ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیان پاگل خانہ بنایا گیا تھا ۱۲۰ قیدیوں میں پاگل قیدیوں کی تعداد ۵۴ تھی۔ اور ۱۹۲۰ء میں ۶۲ قیدی پاگل قرار دیئے گئے۔

یکم مارچ ۱۹۱۹ء کو پریزنس کمیشن نے قیدیوں کی کلاسیں قائم کیں تو عورتیں ۱۵ اور مرد ۶۱ پاگل قرار دیئے گئے۔

پاگلوں کو کوٹھریوں میں رکھا جاتا ہے۔ وہ پنجرہ نما ہوتی ہیں۔ برمنگھم میں پاگلوں کے لئے علیحدہ علیحدہ بلاک ہوتے ہیں۔ علیحدہ کمرے اندر باغ ہوتے ہیں۔ کمروں کی دیواریں مزین ہوتی ہیں۔ کوٹھریاں چار قسم کی ہوتی ہیں۔

(۱) معمولی اس میں لوہے کے دروازے ہوتے ہیں۔

(۲) ہسپتال قسم کی۔

(۳) اس میں چٹائیاں ہوتی ہیں اور ۷ فٹ دروازے سے اونچی دیواریں ہوتی ہیں۔

(۴) غالیچہ دار تکئے ہوتے ہیں۔ بارہ فٹ اونچائی پر روشندا

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

پہلی اور دوسری کوٹھری ابتدائی اور معمولی پاگلوں کے لئے ہوتی ہیں۔ تیسری کوٹھری مرگی کے مریضوں اور چوتھی حد سے زیادہ خراب دماغ والوں کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔

جیلوں میں پاگلوں کے لئے انتظام بیحد خراب ہے۔ وارڈر انچارج کی ہدایت ہوتی ہے کہ پاگلوں کی ہر حرکت کا معائنہ کریں۔ اور اس کی رپورٹ کریں لیکن وارڈر ایسا نہیں کرتے۔ وارڈر انتہائی بے درد بے رحم ہوتے ہیں۔ پاگلوں کو اس طرح بند کرتے ہیں جس طرح جانوروں کو بند کرتے ہیں۔

بعض حالتوں میں پاگل خودکشی بھی کر لیتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ ایک آدمی رکھا جاتا ہے۔ پاگل کو کوٹھری میں ننگا جسم بند کیا جاتا ہے۔ بعض پاگل اس برہنگی سے بہت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

پاگل کو جب جیل سے پاگل خانہ بھیجا جاتا ہے۔ تو پنجرے میں بند کر دیتے ہیں۔ دوسرے دن ٹب میں بہت ٹھنڈا یا گرم پانی ہوتا ہے بٹھا دیتے ہیں۔ اگر اس کو سردی یا گرمی محسوس ہوتی ہے تو پاگل قرار نہیں دیتے۔ اگر گرمی و سردی محسوس نہیں کرتا اور دس پانچ منٹ یوں ہی بیٹھا رہتا ہے تو اس کو پاگل سمجھتے ہیں۔

پاگل جب تندرست ہو جاتا ہے۔ تو اس کو کمشنر یا وزٹنگ کمیٹی کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ رہائی کا حکم دیتا ہے تو رہا کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نظر بندی

نظر بندی کا ایکٹ ۱۹۰۸ء کا نفاذ ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء میں ہوا۔ نظربندی کا نظریہ امریکن ریفارمیٹری سسٹم سے لیا۔ اور کچھ حصہ آئرش کے تخیل سے چرایا تھا۔

نظربندوں کے لئے کیمپ ہل "آئل آف وائٹ" میں بنایا گیا ہے۔ اس میں عورتیں بھی نظربند کیجاتی ہیں۔ کیمپ ہل ۱۹۱۲ء میں کھلا ۱۹۱۵ء، ۱۹۱۶ء میں ۸۷ سالانہ اور ۱۹۲۰ء میں روزانہ کی اوسط ۷۵ تھی۔

کیمپ ہل

کیمپ ہل دوسرے قید خانوں کے مقابلہ میں ہوادار مقام پر ہے جس کی چھت سرخ، اور پھولوں جیسے نرم بستر سے اور کمرے جھونپڑی نما ہوتے ہیں۔ چھ بارکیں دو منزل اور ہر ایک منزل میں پچیس کوٹھڑیاں ہوتی ہیں۔ اسکا وسیع دالان کھانا کھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ قیدیوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) معمولی (۲) مستقل (۳) اسپیشل۔

قیدی کو کام کرنے کی اُجرت زیادہ سے زیادہ تین پنس، اور ہفتہ میں ہر ایک قیدی کو ایک پینی اور چھ پنس اُجرت دیجاتی تھی۔ وہ نصف خود استعمال کر سکتے تھے اور نصف خاندان والوں کو بھیج سکتے تھے

قیدی چھ ماہ تک نیک چلن رہتا تو اس کو سرٹیفکیٹ دیا جاتا تھا۔ اور سفارش کیجاتی تھی کہ ان کو مخصوص مراعات دیجائیں۔ ان کو سرٹیفکیٹ کے علاوہ دو شلنگ بطور انعام دئے جاتے تھے۔ کھیلنے کی اجازت تھی اخبارات، تصویر کارڈ، پھول وغیرہ آزادی کے ساتھ ملتے تھے۔

Marfat.com

دو سال کے بعد ان کو اسپیشل درجہ میں تبدیل کیا جاتا تھا۔ اور غذا عمر کے مطابق ہر چیز ان کو ملتی تھی۔ پہلے ہی پہ [illegible] ہو سکتی تھی۔ پڑھنے کے لئے تین ناول اور دو کتابیں ہفتہ وار ملتی تھیں۔ نظر بند اپنے خرچ پر آٹھ کتابیں خرید سکتے تھے۔ دو نیکر فی سال میں قیدیوں کو دئے جاتے تھے۔

کیمپ ہال کے کمرے اس کے کمرے ہوا دار، وسیع اور روشنی دار ہیں اس میں نظر بندوں کو یہ چیزیں استعمال کے لئے دی جاتی ہیں۔ چٹائی، تکیہ، رنگین غالیچہ، فرش پر دری، سنگل کرسیاں، آئینہ، کتابیں اور برتن رکھنے کی الماریاں۔

قیدی کو اجازت ہوتی ہے کہ اپنے رشتہ دار و دوست و احباب کی تصویریں اپنے پاس رکھے اور سیفٹی ریزر حجامت بنانے کے لئے سرکاری طور پر دیا جاتا ہے۔

اتوار کا لباس اتوار کو جو کپڑے پہنے جاتے ہیں قیمتی رنگین ہوتے ہیں ان کے اوپر کوئی سرکاری نشان نہیں ہوتا۔ غسل روزانہ اجازت لیکر کر سکتے ہیں۔ لیکن فالتو ہفتہ میں ایک مرتبہ غسل کی اجازت ہوتی ہے۔ جو کھانے کا وقت عام قیدیوں کا ہوتا ہے وہی نظر بندوں کا ہوتا ہے۔ نظر بند کام کرنے کے بعد زیادہ وقت مطالعہ کتب میں گذارتے ہیں۔ یا آرام کرتے ہیں۔

ملاقات وخطوط نظر بندوں کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنے

چائے کے کمرے میں ۴ بجکر ۳۰ منٹ سے لیکر آٹھ بجے رات تک تبادلۂ خیال کر سکتے ہیں۔ نظر بندوں کے بھی درجے ہوتے ہیں۔ خوراک درجہ کے مطابق دیجاتی ہے۔ اعلیٰ درجہ والے کا کھانا بہت عمدہ ہوتا ہے۔ چٹھیاں بھی درجے کے مطابق لکھ اور لے سکتے ہیں۔ اور درجہ کے اعتبار سے ملاقات بھی ہوتی ہے۔ معمولی نظر بندوں کے لئے ایک مہینہ میں ایک ملاقات اور ایک چٹھی لکھنے کا حق ہوتا ہے۔ زیادہ چٹھیاں لکھنے اور ملاقات کرنے کے لئے گورنمنٹ کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ملاقات سامنے میز کے پاس بیٹھکر ہوتی ہے۔ ملاقات کرلنے کے بعد نظر بند کی یا اس کے کمرے کی تلاشی نہیں لیجا سکتی۔ اسکی تلاشی گورنر ہی لے سکتا ہے [1]

خرید و فروخت

نظر بندوں کے کمرے انتہائی مزین ہوتے ہیں۔ اس کی چیزیں اچھی طرح سجائی جاتی ہیں۔ ان کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ کیمپ کی دوکان سے خرید لیتے ہیں۔ کیمپ جیل کے بنانے کا مقصد یہ تھا کہ نظر بند کو کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہو۔

پیرول پر رہائی

نظر بند پیرول پر رہا ہو سکتے ہیں۔ ان کی سخت نگرانی ہوتی ہے۔ ان کے لئے باہر سونے کیلئے کمرے ہوادار کشادہ ہوتے ہیں۔ ان کے اُٹھنے بیٹھنے کے کمرے میں وارڈنوں کے برتن نظر بند کے اپنے ہوتے ہیں۔ کھانا کھانے کے وقت وارڈر کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اسمیں نظر بند اندر جا سکتا ہے لیکن رات کو باہر نہیں نکل سکتا۔

---

[1] رپورٹ پادری کیتھلک

جب پیرول پر رہا شدہ نظر بند کا چال چلن خراب ہوجاتا تھا۔ تو اس کو سخت یا خاص سزائیں نہیں دیجاتیں بلکہ معمولی سی تنبیہ کردیجاتی ہے۔ ان کو یہ سزائیں دیجاتی ہیں کہ وہ مل جل کر نہ رہیں۔ نہ مل جل کر کام کریں۔ ان کو تمباکو کھانے اور اخبار پڑھنے کی ممانعت کردی جاتی تھی۔ جو لباس ہفتہ وار بڑھیا ملتا ہے۔ اس سے وہ محروم کردئے جاتے تھے۔ اور ان کو تین مہینے میں ایک چٹھی لکھنے اور لینے کی اجازت ہوتی تھی۔ اس طرح تین ماہ میں ملاقات کرائی جاتی تھی۔ بورڈ کے سامنے معاملہ جاتا۔ وہ ملزم سمجھتا تو کیمپ کے اندر بند کرنیکا حکم دیتا ہے جسکی میعاد چھ ماہ ہوتی ہے۔ اس نظر بند کو اس بات کی اجازت نہیں ہوتی تھی کہ وہ کسی دکان سے سودا خرید سکے۔ جبتک وہ نیک چلنی کا ثبوت نہ دیدے۔ ایسے قصوری قیدی کو تنہائی میں رکھا جاتا ہے۔ اور تنہا ایک کوٹھری میں بند کردیا جاتا ہے۔

تعلیم

قیدیوں کو تعلیم دینے کا سلسلہ ۱۸۹۶ء میں شروع ہوا تھا۔ اور ان کو صرف تعلیم دیجاتی تھی جو بالکل جاہل ہوتے تھے۔ ۱۹۱۳ء میں ۲۱ فیصدی سے ۱۳ فیصدی تک ۲۹۱ء۱ جاہل قیدیوں کی تعداد تھی۔ تعلیم چالیس سال کی عمر تک قیدیوں کو دیجاتی تھی۔ جن کی اوسط شرح ساتویں میں ہوتھی۔ نقشہ دوسرے صفحہ پر دیکھئے۔

۱۹۱۰ء میں تعلیمی سب کمیٹی کی تشکیل ہوئی جس کی بنیاد ۱۸۹۰ء میں رکھی گئی تھی۔ اس کا عہدیکشنر جیل اور سکریٹری گورنر جیل مقرر تھا۔ اور ۱۸۹۰ء میں ڈیپارٹمنل کمیٹی کا جو عمل میں آیا۔ اور جاعتوں کا رنگ دیا گیا۔ ۱۸۹۰ء

Marfat.com

سال	قیدیوں کی تعداد	ط						اد
		جاہل	صرف لکھنا پڑھنا معمولی سے پہلا دوسرا درجہ کا	درمیانی لکھنا پڑھنا	جاہل سے برابر	اچھی تعلیم	بہت اچھی تعلیم	درمیانی تعلیم
۱۸۷۰	۱۵۶ ۲۲۳	۳۳۰۸		۶۲۰۶	۹۶۰۴	۳۰۴	۰۲۰	۲۷۸
۱۸۹۶	۱۷۹,۰۰۲	۲۰۰۹		۷۶۰۸	۹۷۰۷	۲۰۰	۰۳	۱۵۴
۱۹۰۵	۱۹۴۰۱۶۸	۱۷۰۱		۷۶۰۸	۹۳۰۵	۵۰۰	۰۴	۱,۵۹۱
۱۹۰۹	۸۱۲۰۲۱۶	۱۳۰۸	۴۱۰۰	۳۸۰۶	۹۴۰۵	۵۰۴	۰۴	۵۲۱
۱۹۱۳	۱۳۹ ۰۴۰	۱۲۰۳	۴۴۰۵	۳۸۰۷	۹۶۰۵	۳۰۱۰	۰۲	۹۰

Marfat.com

میں تمام قیدیوں کے لئے کمشنر نے تعلیمی اسکیم تیار کی۔ باقاعدہ اسکول بنائے تاکہ قیدی جیل سے رہا ہونے کے بعد ملازمت حاصل کر کے شکم پوری کر سکیں لہ

تعلیم بامشقت قیدیوں کو دیجاتی تھی۔ محض قیدیوں کو نہیں۔ ان کے لئے ماسٹر مقرر ہوتے تھے۔ بامشقت قیدیوں کو پہلے چار ہفتہ تعلیم نہیں دیجاتی تھی اگر چال چلن کا نیک ہوتا تو پانچویں ہفتہ سے تعلیم بھی شروع ہو جاتی۔ اس طرح ان کے لئے باقاعدہ اسکول بنا دیئے گئے تھے ؎

جن قیدیوں کی سزا تین مہینہ سے زیادہ ہوتی تھی۔ اور چالیس کے اندر ہوتی تھی۔ ان کو تعلیم ملتی تھی۔ ورنہ نہیں۔

سنہ ۱۸۹۷-۹۸ء میں جو تعلیمی اسکیم تشکیل پائی اس سے ماسٹروں کی تقرری اور کلاسوں میں باقاعدگی پیدا ہو گئی تھی۔ پہلے ان کو صرف سلیٹیں اور چاک ملتے تھے۔ لیکن اس کے بعد کاغذ دوات قلم، پنسلیں ملنے لگی تھیں۔ دو گھنٹہ دو دن اور ایک گھنٹہ چوتھے روز کے بعد تعلیم دیجاتی تھی۔ وہ وقت ان کی مشقت کے بعد کا ہوتا تھا۔ جو قیدی تنہا کوٹھریوں میں بند ہوتے تھے ان کو وہیں تعلیم دیجاتی تھی۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں ایک پادری نے مطالبہ کیا کہ قیدی ایک جگہ مل جل کر پڑھیں گے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔ اور ماسٹروں کے وقت کی بھی [illegible] ہو جائیگی۔

موجودہ تعلیمی اسکیم

تعلیمی بورڈ کے [illegible] کے تحت سنہ ۱۹۱۹ء میں ایک نئی تعلیمی اسکیم جاری کی گئی۔ [illegible] تعداد

لہ سالانہ رپورٹ کمشنران جیل انگلینڈ سنہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۲ [illegible]

؎ سب کمیٹی سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۶ (۸)

Marfat.com

لینے کا طریقہ قیدی طالب علم کے ساتھ رائج نہیں تھا - اس کے بعد قیدیوں کا بھی امتحان لیا جانے لگا - پچیس سال کی عمر والے قیدی کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیجاتی ہے - ان کو ہفتہ میں پانچ مرتبہ تعلیم دیجاتی اتوار اور ہفتہ کو تعلیم نہیں دیجاتی - جنکی عمر ۱۶ سے ۲۱ سال تک ہوتی ہے ان کو اسی روز سے جب وہ سزا کاٹتے ہیں تعلیم دیجاتی ہے -

۱۹۱۹ء کی تعلیمی سب کمیٹی کا تعلیم سے یہ مقصد تھا کہ یہ لوگ لکھ پڑھ سکیں اور حساب کتاب کر سکیں - چالیس سال سے زیادہ کی عورتیں - اور مرد اگر تعلیم کی خواہش کرتے ہیں تو ان کو تعلیم دیجاتی ہے - اُستادوں کو معقول تنخواہ دیجاتی ہیں - ایک درجہ میں بیس قیدی ہوتے ہیں جن کو ایک ماسٹر تعلیم دیتا ہے قیدیوں کی تعلیم کا انتظام ایک افسر کے ماتحت ہوتا ہے - جو اسکول ماسٹر اور کلرک مقرر کرتا ہے - اسکول ماسٹر کو سول سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنا ہوتا تھا قیدیوں کی بھلائی و فلاح کے لئے ماسٹروں کو پادری ہدایتیں دیتا - ان ماسٹروں کی تنخواہ وارڈوں سے کچھ ہی زیادہ ہوتی تھی - ان ماسٹروں کو جیل لائبریریوں کا انتظام اور کلرکی کا کام بھی کرنا پڑتا تھا - کم عمر قیدیوں کے ماسٹروں کا سلوک بہت ہمدردانہ ہوتا ہے -

عورتوں کی تعلیم

ہالوے، مانچسٹر، لیورپول کی جیلوں میں عورتوں کو تعلیم اُستانیاں دیتی ہیں - ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۴ء میں قیدی عورتوں نے حسب ذیل تعداد میں ترقی کی -

۰۶-۱۹۰۵ء میں ۱۳۴۰۷ قیدیوں کو تعلیم دیگئی جن میں ۴۰۷۵ نے اول

اسٹینڈرڈ کا اور ۳۳۸۰ نے دوئم اسٹینڈرڈ کا اور تیسرے اسٹینڈرڈ کا ۱۱۳۶ نے چوتھے درجہ کا ۲۲۱ نے امتحانات پاس کئے۔

۱۹۱۳-۱۴ء میں ۸۸۱۳ میں سے ۴۷۱۴ نے پہلے اسٹینڈرڈ سے زیادہ تعلیم حاصل کی جن قیدیوں کی سزا تین ماہ ہوتی تھی۔ وہ مشکل سے پانچویں اسٹینڈرڈ ایلیمنٹری کے مطابق امتحان پاس کرنے کے قابل ہوتے تھے۔

۱۹۰۰ء میں تعلیمی سب کمیٹی نے قیدیوں کی تعلیم کے نتیجے طلب کئے۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ بہت سے قیدیوں نے تیسرے اسٹینڈرڈ تک کبھی امتحان پاس نہیں کئے۔ جس کے بعد انہوں نے حکم دیا کہ ان کو ہفتہ میں شام کے پانچ چھ بجے آدھا گھنٹہ تعلیم دی جاتی تھی۔ وہ روزانہ ایک گھنٹہ ملنی چاہیے۔ ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۴ء میں عمر کے اعتبار سے تعلیم کے درجے مقرر نہیں ہوتے تھے لیکن ۱۹۱۹ء کی نئی اسکیم میں عمر کے ساتھ اسٹینڈرڈ تعلیم مقرر کئے گئے۔ پچیس سال کی عمر والوں کو ۵ گھنٹے ہفتہ میں دوئم اسٹینڈرڈ کی دی جانے لگی۔ اور جو عمر میں پچیس سے کم ہوتے تھے۔ ان کے لئے پانچواں اسٹینڈرڈ مقرر کیا ہوا ہے۔ ۱۹۲۰-۲۱ء میں ۵۳۴۰۱ قیدیوں میں سے ۱۷۸ قیدیوں نے سوئم اسٹینڈرڈ تک تعلیم حاصل کی۔ ان تیسرے اسٹینڈرڈ کے پاس شدہ قیدیوں کو ان کے کمرے میں پڑھنے کے لئے کتابیں دی جاتی تھیں۔ کہ وہ حسب خواہش پڑھیں۔ ان کو پنسل اور نوٹ بک بھی دی جاتی ہیں۔ اور شورٹ ہینڈ، الجبرا الیکٹرک، انجینرنگ۔ ٹیلرنگ اور ایک غیر مقامی زبان اور ڈرائنگ وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔

Marfat.com

عورتوں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کو کڑھائی اور ٹوکریاں بننا بھی سکھایا جائے
تو اس کا بھی انتظام کر دیا گیا۔ جس میں عورتوں نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔

قیدیوں کی تقسیم و درجے

تین سے زیادہ پانچ سال تک کے قیدی
میڈسٹون، دارٹمور، لیورپول، پارکہرسٹ
جیلوں میں رکھے جاتے ہیں۔ ۲۱-۱۹۲۰ء میں ۴۹۲ قیدیوں میں سے ۳۴۳،
۵۰ قیدی تھے جن کی سزا پانچ سال تھی۔ ۳۱۴ قیدی ۳ سال تھے۔ عمر بھر کے
قیدی گیارہ، ایک بیس سالہ، دو پندرہ سالہ، گیارہ دس سالہ، ۶ آٹھ سالہ،
۱۴ سات سالہ اور تین چھ سالہ تھے۔ محض قید والے بہت کم تھے۔ عورتوں
کی تعداد بھی کم تھی۔ ۱۴-۱۹۱۳ء میں روزانہ آمد کی اوسط ۹۵ اور ۲۱-۱۹۲۰ء
کی اوسط آمد ۷۰ تھی۔ سزا یافتہ کی ۱۳/۱۴ء میں ۴۵ اور ۲۱-۱۹۲۰ء میں
تھی۔

قیدی تین درجوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ سٹار۔ انٹرمیڈیٹ اور
ریسی ڈوسٹ۔ ۰۳-۱۹۰۲ء میں صرف دو کلاسیں تھیں۔ سٹار ریسی ڈوسٹ
لیکن کمشنر نے انٹرمیڈیٹ کلاس بنا دی۔ ۱۳/۱۴ء میں قیدیوں کو تقسیم کیا
گیا۔ تو ۱۶۳۶ ریسی ڈوسٹ اور ۱۵۱۵ انٹرمیڈیٹ اور ۱۲۸۸ سٹار
کلاس میں رکھے گئے۔

سابقہ اور عادی قیدی اسٹار کلاس میں رکھے جاتے تھے لیکن
جو جوری کے مقدمات میں ماخوذ ہوتے تھے ان کو اسٹار کلاس میں نہیں
رکھا جاتا تھا۔ ذاتیات کے مقدمات کے قیدیوں کو میڈسٹون جیل میں کم

Marfat.com

رکھا جاتا تھا۔ اسٹار کلاس میں مخصوص قیدیوں کو رکھتے تھے۔ سخت سزا والے انٹرمیڈیٹ کے قیدی دارٹمور کی جیل میں بھیجے جاتے تھے۔

درجوں میں امتیاز کی وجہ زیادہ تر تنہائی ہوتی ہے۔ میڈسٹون میں سختی کم ہوتی ہے۔ بہ نسبت پورٹ لینڈ کے۔ انٹرمیڈیٹ قیدیوں کو بمقابل رسی درست کے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔

جو قیدی میڈسٹون جیل میں اسٹار کلاس کے قیدی ہوتے تھے۔ ان کو شرارت کرنے پر لال ستارہ نشان زدہ ٹوپی پہنائی جاتی تھی۔ یہی نشان انٹرمیڈیٹ کلاس والوں کا ہوتا تھا۔

Marfat.com

لباس وطعام وقیام

خوراک یہ سوال عرصہ سے ذمہ دار لوگوں میں پیدا ہوتا رہا ہے کہ آیا جیل میں غذا کی کمی اور اس کی خرابی کو سزا کا ایک جز قرار دینا چاہیے یا نہیں۔ ۱۸۴۳ء میں ایک اونٹن دماغ ہوم سکیرٹری، سر جے گراہم نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ کم غذا خراب غذا کو کسی طرح بھی سزا کا آلہ قرار نہیں دینا چاہیے۔ لیکن چونکہ اس وقت مقامی نظام حکومت کارفرما تھا۔ گراہم اپنے نظریہ کو زیر عمل لانے پر قادر نہ ہوسکتا تھا۔ مقامی حکام تو اکثر اسی نظریہ کے مطابق کہ سزا کا خاص آلہ غذا ہونا چاہیے۔ عمل کرتے تھے۔ ۱۸۶۳ء میں جب مجلس دارالامرا نے قید خانوں کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے یہ اعلان کیا کہ تعزیرات کے سلسلہ میں غذا کو ایک مفید اور مناسب عنصر قرار دیا جاسکتا ہے۔ تو اس سے ان مقامی حکام کو بھی اعانت مل گئی مجلس دارالامراء کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر گو کی کو اس بات پر متعین کیا گیا کہ وہ تحقیق کریں کہ اس سلسلہ میں غذا کا سسٹم کیا رہے گا ڈاکٹر گو کی نے افسران کی رائے ومشورہ سے اس کے بارے میں رہنمائی حاصل کرنا چاہی کہ آیا سر جے گراہم کے نظریہ کے مطابق عمل درآمد ہونا چاہیے یا مجلس دارالامراء کے خیال کے مطابق۔ مگر افسران کی طرف سے ان کو کوئی

Marfat.com

ایسا نتیجہ خیز جواب نہیں ملا کہ جس سے یہ اندازہ ہو سکتا کہ غذا کو سزا کا آلہ بنانا جو مضر صحت ہو ان کے نزدیک مناسب نہیں ہے۔

خوراک کو آلہ سزا بنانا

۱۸۷۸ء میں ایک مجلس نے قید خانوں کی غذا کا نیا سسٹم بنایا اسکا یہ اصول قرار پایا کہ سزا کی میعاد اور اس کی مدت جتنی کم ہو اتنی ہی سخت سے سخت سزا ہونی چاہئے۔ اور یہ غذا کی خرابی اور اس کی مقدار کی کمی کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے بیس سال کے بعد جب دوسری مجلس نے اس مسئلہ پر غور و خوض کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ کم مدت میں غذا کے ذریعہ سخت سے سخت سزا دینے کا اصول بالکل نامناسب اور غلط ہے لے اس کے مطابق ہوم سکرٹری نے اس اصول کو ختم کر کے شروع کے سات دن میں غذا کی سزا کے اصول کو رائج کیا۔ اس مجلس نے غذا کے اس نئے سسٹم کی سفارش کرتے ہوئے کم میعاد میں غذا کے ذریعہ سخت سے سخت سزا کے تجربات کا ایک عنصر قرار دینے کے اصول سے اختلاف ظاہر کیا۔ لیکن غیر داجبی طور پر مرغوب غذا کے ہونے کی صورت میں بہت سے خطرات بھی پیش آسکتے تھے۔ اس لئے اس مجلس نے یہ طے کیا کہ غذا سادہ سے سادہ اور غیر مرغوب ہونی چاہئے۔ جو بہترین صحت آور ہو اور جسم کی صحت اور اس کی مضبوطی کے لئے نقصان رساں نہ ہو سکے۲

پرانی خوراک

۱۸۹۸ء کی کمیٹی نے اس سلسلہ میں غذاؤں کی جس

لے بی۔ سی رپورٹ ۱۸۹۹ء صد ۲۱ سکہ ایضاً

Marfat.com

مقدار کو مناسب خیال کیا ہے اس کا اندازہ ذیل کی تفصیل سے ہوسکتا ہے

ناشتہ ڈبل روٹی ۸ اونس، دلیا ایک پنٹ۔

دوپہر کا کھانا ڈبل روٹی ۸ اونس اور شوربا ایک پنٹ یا آلو ۸ اونس یا گوشت کا پڈنگ ۸ اونس۔

شام کا کھانا ڈبل روٹی ۸ اونس اور دلیا ایک پنٹ۔

چنانچہ اس قلیل مقدار کی وجہ سے سابق قیدیوں نے یہ مسلسل شکایتیں کی ہیں کہ ان سات روز کی غذا میں انہوں نے بجز سونے کے وقت کے ہمیشہ بھوک ہی محسوس کی ہے۔ سابق قیدیوں نے بار بار یہ شکایت بھی کی ہے کہ سات روز کے بعد چار ماہ کی سزا کے زمانہ میں جو "بی" غذا ملتی تھی وہ بھی بالکل نامناسب اور ناکافی ہوتی تھی۔ اسی طرح "سی" غذا جو مقدار کے لحاظ سے کافی ہوتی تھی اس کی شکایت بھی رہتی تھی اور اس پر دوسرے اعتبار سے بھی نکتہ چینی ہوسکتی تھی۔

موجودہ خوراک غذاؤں کا یہ سسٹم مقامی قیدخانوں میں سنہ ۱۹۱۴ء تک جاری رہا اور اس کے بعد جنگ کے مجبور کن حالات نے بعض تبدیلیوں کی ضرورت پیدا کردی۔ نو ماہ تک غذا کی مقدار بہت زیادہ خراب اور نامناسب رہی لیکن سنہ ۱۹۱۸ء میں غذا کا

[1] قاعدے غذائی سنہ ۱۹۰۱ء

Marfat.com

ایک ایسا سسٹم جاری کیا گیا جو جنگ سے پہلے کی غذاؤں کی بہ نسبت کئی اعتبار سے بہت زیادہ اصلاح یافتہ تھا۔ زمانہ قید کے پہلے ہفتہ کی غذا کا جو سسٹم تھا وہ ختم کر دیا گیا۔ ایک پینٹ کوکو شام کے کھانے کے ساتھ ملنے لگا۔ (جنگ سے پہلے قیدیوں کو غذا کے ساتھ پینے کی کوئی بھی گرم چیز اس وقت تک نہیں ملتی تھی جب تک وہ دوپہر میں چار ماہ نہ گزار چکے تھے) اور اچھی کئی قسم کی غذائیں عمومی طور پر ملنے لگیں۔ جو نوعیت اور کھپت کے اعتبار سے مختلف قسم کی ہوتی تھیں۔ غذا کا یہ سسٹم جو ابھی تک زیر تجربہ ہے باقی ہے اور مذکورہ ذیل اقسام پر مشتمل ہے۔

ناشتہ — روزانہ شوربا ایک پینٹ اور سفید ڈبل روٹی ۶ اونس۔

دوپہر کا کھانا — روزانہ ۔ آدا ایک پونڈ اور سفید ڈبل روٹی ۳ اونس۔

دوشنبہ اور جمعرات کی خصوصی غذا — سور کی گوشت ۳ اونس ابلا ہوا لوبیا ۳ اونس اور ترکاری ۳ اونس جو عموماً گاجر ہوتی ہی۔

منگل کی خصوصی غذا — ابلا ہوا گائے کا گوشت ۴ اونس شوربا ایک پینٹ اور گوشت کا پڈنگ ۳ اونس۔

بدھ اور سنیچر کی خصوصی غذا — قیمہ کچلے ہوئے مٹر اور

Marfat.com

چاول یا جو کا بنا ہوا شوربا ۲۱ اونس۔

جمعہ کی خصوصی غذا مچھلی ۶ اونس اور گوشت کا پڈنگ ۳ اونس۔

اتوار کی خصوصی غذا ڈبوں کا گوشت ۳ اونس اور چاولوں کا میٹھا پڈنگ ۳ اونس۔

شام کا کھانا روزانہ کوکو ایک پینٹ۔

پیر اور جمعرات کی خصوصی غذا سفید ڈبل روٹی ۸ اونس اور گیری ایک اونس

سور ہنیر ایک اونس۔

منگل، جمعہ اور سنیچر کی خاص غذا ڈبل روٹی ۶ اونس، سور کا گوشت ایک اونس

اور اُبلے ہوئے لوبیے کے بیج ۲ اونس۔

بدھ اور اتوار کی خاص غذا ایک اونس مارگیری کے اضافہ کے ساتھ منگل کے روز کی

غذا۔

اسٹور کی چھپی ہوئی فہرست میں جو ترکاریاں لکھی ہوئی ہیں وہ یہ ہیں گوبھی، گاجر، گندنا، پیاز، چقندر اور شلجم۔ یہ ترکاریاں ہسپتال کی غذا میں اکثر دی جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات معمولی غذا میں آلوؤں کی جگہ بھی میں

Marfat.com

ترکاریاں دیدی جاتی ہیں۔ قیدی ان ترکاریوں کو بہت پسند کرتے ہیں لیکن گاؤں کے قیدخانوں میں یہ ترکاریاں مہیا نہیں ہوسکتی ہیں۔ ترکاریوں کے باغات قیدخانوں کے متصل بہت زیادہ لگے ہوئے ہیں اور ہر قسم کی ترکاریاں اس طرح آسانی سے مل جاتی ہیں۔

غذا کا قیدیوں کی صحت پر مضر اثر

موجودہ اصلاح یافتہ غذا کے بارے میں بھی ہر وہ سابق قیدی جس کو اس سے واسطہ پڑتا ہے یہ بیان کرتا ہے کہ اس غذا کا بھی کسی نہ کسی اعتبار سے بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں پچاس قیدیوں کو عام کمزوری کی، ۲۱ قیدیوں کو پُرانی بدہضمی کی، ۱۴ قیدیوں کو زبردست اسہال کی، ۱۰ قیدیوں کو جلدی خارش کی اور ۹ قیدیوں کو دائمی قبض کی شکایت رہتی ہے۔

اس کے برعکس میڈیکل افسران اس سے مطمئن معلوم ہوتے ہیں ایک افسر کا کہنا یہ ہے کہ اور زیادہ سبز ترکاری کی غذا دینا چاہئے۔ اور نشاستہ دار غذا زیادہ نہیں دینا چاہئے۔ ایک خاص ماہرِ غذائیات اس غذا پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ بہت ہی نشاستہ دار غذا ہے۔ جو سبزیوں سے بالکل خالی ہے۔ نشاستہ دار غذا بہت زیادہ حدت اور گرمی پیدا کر دیتی ہے۔ جو وقتی طور پر پیٹ بھراؤ تو ہوجاتی ہے مگر اس کا اثر بہت خراب پڑتا ہے۔ اس سے جسم کا وزن تو قائم رہتا ہے مگر دوسرے اعتبارات سے بہت ہی

Marfat.com

غیر مناسب اثرات پیدا کرتی ہے۔

سزا پانے والے قیدیوں کے قیدخانوں میں بھی ان چند برسوں میں غذا کے اندر بہت کچھ اصلاح ہوگئی ہے۔

ایک سزا یافتہ قیدی نے جو دوامی سزا کاٹ رہا تھا بیان کیا کہ ۱۹ ویں صدی کے آخر میں غذا اتنی خراب اور غیر تسلی بخش ملتی تھی جو ایک ہفتہ تک بھی مشکل ہی سے کھائی جا سکتی تھی۔ اور اس سے کبھی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ اس نے کہا کہ لوگوں کے لئے یہ ایک عام بات تھی کہ وہ ڈبلون سے نیل پی لیا کرتے اور چھیچھڑے چبایا کرتے تھے۔

سزا یافتہ قیدیوں کی عام غذا

جنگ سے پہلے سزا یافتہ قیدیوں کو مختلف قسم کی غذائیں ملنے لگی تھیں۔ کھیتوں اور پتھر کھودنے کے مقاموں میں کام کرنے والے قیدیوں کو کچھ زیادہ غذا مل جایا کرتی تھی لیکن باقی سزا یافتہ قیدیوں کو (بجز ان قیدیوں کے جن کا طبی معائنہ ہوتا رہتا تھا) اب ایک ہی قسم کی خوراک دی جاتی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ناشتہ چائے ایک پنٹ، شوربا ایک پنٹ اور ۶ یا ۸ اونس مارگرین کے ساتھ چھ اونس ڈبل روٹی۔

دوپہر کا کھانا قسم اول۔ مٹر اور لوبیے کے بیج کے ساتھ یا سور یا کسی اور جانور کے گوشت کا شوربا یا گرم گوشت یا گائے کا نمکین گوشت یا مچھلی۔

ل انگلش پریزنس لوڈے

قسم دوم - شیرے کے ساتھ ملی ہوئی گوشت کی پڈنگ - یا ابلے چاول وغیرہ ۷ اونس ڈبل روٹی -

شام کا کھانا

کوکو ایک پنٹ - روٹی ۹ اونس - سور کا گوشت یا پنیر ½ ۱ اونس -

ایک افسر کا بیان ہے کہ اب جس غذا کی اصلاح کردی گئی ہے - اس میں بڑا فرق ہوگیا ہے - اس میں کھانا کبھی کم غذائیت ہوتا ہے اور شکایتیں بھی ختم ہوگئی ہیں کھانے کے متعلق عموماً جو شکایت رہتی تھی اور جس کا ذکر اکثر رہتا تھا اس کا کم ہوجانا اپنی جگہ مفید بات ہوگی -

کھانا تقسیم کرنیکا تذلیل کُن ڈھنگ

قیدیوں کو جس طریقہ سے کھانا تقسیم کیا جاتا ہے اس کو دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سے قیدیوں کی تہذیب پر کوئی اچھا اثر پڑ سکتا ہے - جیل میں کھانے کے اوقات میں ان اخلاق و آداب کی پابندی کا خیال نہیں رکھا جاتا - جو انسانی کیریکٹر کے نشوونما اور برادرانہ احساسات کی ترقی پر اثر انداز ہوتے ہیں - ان قیدیوں کا کھانا باورچی خانہ میں تیار ہوکر ٹینوں میں ڈال دیا جاتا ہے - اور پھر جیل کی کوٹھریوں کی تنہائی میں انکو تقسیم کردیا جاتا ہے - کوٹھری کا دروازہ صرف دس انچ کھولکر کھانا قیدی کی میز پر پھینک دیا جاتا ہے - اور پھر دروازہ کو کھٹ سے بند کردیا جاتا ہے - یہ ایک بالکل ہی غیر انسانی اور نامناسب طریقہ ہے [1]

---

[1] پورٹ سٹیفن موب ہاؤس

Marfat.com

اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ کافی غذا دے کر قیدیوں کے جسموں کو باقی رکھا جائے۔ یہ اعتراض ان لوگوں پر نہیں ہے جو اس طرح کھانا تقسیم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو تو ایسا ہی کرنا چاہئے کیونکہ جتنی جلد وہ کھانا تقسیم کریں گے اتنا ہی گرم اور زیادہ بھوک لگانے والا کھانا قیدیوں کو مل سکے گا۔ بلکہ الزام درحقیقت موجودہ نظام پر ہی ہے۔

قیدیوں کو اگر غذا کی خرابی یا مقدار کے سلسلہ میں کوئی شکایت ہو تو ان کو چاہئے کہ وہ اس کی شکایت ضرور کر دیا کریں۔ بہت سے قیدی ایسے ہیں جن کو جو کچھ بھی دے دیا جاتا ہے وہ اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے مردہ دل قیدی بھی ہیں جن کو جس طرف بھی چلایا جاتا ہے اس طرف وہ آسانی سے چل پڑتے ہیں۔ اور ان کو کسی چیز کے بارے میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

کچھ لوگ اس لئے شکایت سے بچتے ہیں کہ وہ کھانے وغیرہ کے معاملہ میں کوئی شکایت کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی قیدی ہیں جن کو اس کا علم ہی نہیں ہوتا کہ ان کے حقوق کیا ہیں۔ کچھ قیدی تذبذب ہی تذبذب میں کافی تاخیر کر دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس لئے اعتراض کرنے سے گریز کرتے ہیں کہ اگر وہ شکایت کریں گے تو وہ وارڈروں کی نگاہ میں ہردلعزیز نہیں رہیں گے۔ اس لئے اعتراض نہ کرنے کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے پاس قواعد و ضوابط کا جو پرچہ رہتا اس میں یہ دفعہ ہے کہ جو فضول اور بیکار شکایت کرے گا وہ سزا کا مستوجب ہوگا۔ اس

Marfat.com

خوف سے وہ شکایت کرنے کی ہمت ہی نہیں کرتے۔ لیکن پرانے قیدی جو ذرا ہمت و دلیری سے کام لیتے ہیں کھانے کی پوری دیکھ بھال میں پیش پیش رہتے ہیں۔ اور اگر ذرا بھی کھانے میں کوئی نقص نکل آتا ہے تو اس سے پہلے کہ افسر اس جگہ سے دور ہو۔ وہ فوراً گھنٹی بجا دیتے ہیں۔ اگر کھانا متعین وزن سے تول میں کم ہو تو قیدیوں کو اس کی اجازت ہے کہ وہ اس کو از سر نو وزن کر کر کمی کو پورا کرالیں۔ اور اگر کھانا وزن میں تو پورا ہو مگر اس میں کوئی اور خرابی ہو تو اس کا معاملہ چیف وارڈر کے سپرد ہوتا ہے۔

وزن سے کم خوراک

ہمارے پاس اس کا ثبوت ہے کہ کھانا وزن میں عموماً کم ہوتا ہے۔ ایک قید خانہ میں بہت سے سیاسی قیدیوں نے اپنے کام کے اوقات سے ترازو بنالیا اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر کھانے کے وقت خوراک کو وزن کرنے کے لئے مسلسل درخواستیں گذرنے لگیں۔ اور واقعۃً یہ شکایتیں بالکل صحیح ہوتی تھیں ان میں سے ایک قیدی نے اتنی ہمت سے کام لیا کہ تین ہفتوں میں ۲۶ مرتبہ اس نے اپنے کھانے کو وزن کرانے کا مطالبہ کیا۔ اس مسلسل اعتراض کا نتیجہ یہ نکلا کہ باورچی خانہ کے افسران کو یہ ہدایت کی گئی کہ ان قیدیوں کی خوراک تقسیم کرنے سے پہلے خصوصیت سے وزن کر لیا کریں۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس موقعہ کے بعد دوسرے قیدیوں کی خوراک کے وزن کے سلسلے میں بھی اس نگرانی سے کام لیا گیا۔

گوشت آلو اور آٹے کی نوعیت

عملی تجربہ اس کھانا

خراب بھی بہت ہوتا ہے۔ پھپھوندی لگی ہوئی آٹے کی روٹی کی روٹیاں ملتی ہیں۔ شوربا کبھی گاڑھا اور کبھی پتلا ہوتا ہے۔ آلو سڑے ہوئے ہوتے ہیں اور جو گوشت کا ملتا ہے۔ وہ بالکل چمڑا ہوتا ہے اور باخراب ہوتا ہے۔

کھانے کو چوہے کی مینگنیاں

ایک قید خانہ میں ۱۹۱۹ء میں تین تین ماہ کے رکھے ہوئے آلو قیدیوں کو دیئے گئے جو کسی طرح نہیں کھائے جا سکتے تھے ایک اور قید خانہ میں قیدیوں کو اوٹ میل (Cat Meal) ملا کرتا تھا جس میں چوہوں کی مینگنیاں ہوتی تھیں سلہ اور پراگندہ ہوتا تھا۔ سیاسی قیدیوں کی مسلسل شکایات کی بنا پر حکام سے بھی اس کو خراب قرار دے دیا تھا۔ لیکن ہم کو یقین دلایا گیا ہے کہ جب یہ سیاسی قیدی رہا ہو کر چلے گئے تو وہی چوہوں کی مینگنیوں سے آلودہ اوٹ میل (Cat Meal) معمولی قیدیوں کو کھانے پر مجبور کیا گیا۔

تحقیقاتی کمیٹی کا بیان ہے:-

کھانا کھانے کے گندے برتن

سابق قیدی گواہوں نے اکثر یہ بیان کیا کہ جن ٹینوں میں کھانا قیدیوں کو دیا جاتا ہے وہ بالکل گندی ہوتی ہیں۔ تقریباً ۷ گواہوں کی طرف سے اس قسم کی شکایتیں موصول ہوئیں۔ پینل ریفارم

سلہ انگلش پرزنس ٹوڈے ۱۲۹

Marfat.com

لیگ کے ایک وفد نے ۱۹۲۰ء میں قید خانوں کے کمشنروں سے ملاقات کی تھی۔ اور یہ تجویز کیا تھا کہ اگر ٹین پیالوں کی شکل میں تبدیل کر دیے جائیں تو جو گرد و غبار کی شکایت ہے وہ دور ہو جائے گی۔ کمشنروں نے اس کا وعدہ کر لیا تھا کہ آئندہ ٹینوں کو پیالوں کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں ایک بڑے قید خانہ میں مٹی کے برتنوں میں کھانا دیا جانے لگا۔

قیدیوں کے نزدیک کھانے کی اہمیت

قیدیوں کی زیادہ تر توجہ کھانے کے سوال پر رہتی ہے اس کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ قید خانہ کی زندگی اکتا دینے والی زندگی ہوتی ہے۔ اس لئے لازمی طور پر ان کی توجہ کھانے ہی کی طرف رہنی چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کھانے کی مقدار کی کمی اور اس کا ایک ہی نوعیت کا ہونا بھی قیدیوں کو اس طرف زیادہ متوجہ رکھتا ہے۔ ایک قیدی نے ہم کو بتایا کہ جو قیدی باہر کے کام پر مامور تھے وہ گوبھی کی جڑوں اور گاجروں کو اپنی قید خانہ کی خوراک میں اضافہ کرنے کے لئے چن کر لے آتے تھے تاکہ وہ اپنا پیٹ زیادہ بھر سکیں۔ اس سلسلہ میں ایک قیدی کے متعلق پتہ بھی چل گیا جس پر اس کو سزا دی گئی۔ جو قیدی کہ ورک شاپوں میں کام پر متعین ہیں ان کو اس بات کا گلہ تھا کہ ورک شاپ میں تو کیلیں اور لکڑیاں ہوتی ہیں ان سے اگر وہ اپنا پیٹ بھرنا چاہیں تو کس طرح بھر سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک قیدی نے یہ گلہ کیا کہ

Marfat.com

ورک شاپ کی سب سے خراب چیز یہ ہے کہ یہاں کھانے پینے کی کوئی چیز کہیں نہیں مل سکتی اس کو چھپ چھپا کر کھا سکیں۔ اس سلسلہ میں ایک شہادت یہ بھی ملی کہ جنگ کے زمانہ میں قلیل راشن میں قیدیوں کو وہ چربی کھانا پڑی جو وہ رسیوں میں استعمال کیا کرتے تھے۔

سیاسی قیدیوں کی خوراک کے سلسلہ میں محض ترکاریوں کی خوراک کے مطالبہ کا سوال بھی بہت اہم ہے۔ اس سوال پر قیدی عورتوں کے لئے اسکا انتظام کر دیا گیا تھا مگر وہ جنگ کے زمانہ میں باقی نہ رہ سکا۔ کیونکہ اس زمانہ میں قیدی بڑے دقت اور تلخی سے ترکاریاں حاصل کرتے تھے۔ بہت سے ترکاری خور قیدیوں نے بہت سے ان کھانوں سے انکار کر دیا جن میں گوشت کا کوئی جزو ہوتا تھا اور باوجود ان تمام تکالیف کے جو ان کے اس پرہیز سے پیدا ہوتی تھیں۔ جیسے انہوں نے اپنے ہی آلو اور پورج پر اکتفا کیا۔ جو ان کے راشن میں شامل ہوتا تھا اور جو مقدار میں ناکافی ہوتا تھا۔ نباتی غذا کی اب بھی اجازت ہے مگر معمولی قیدی اس کے لئے بہت کم درخواست کرتے ہیں۔

لباس — تمام سزا یافتہ قیدی ایک ہی قسم کا یونیفارم پہنتے ہیں۔ جیل کے حکام اس بات کے منکر ہیں کہ قیدیوں کے اس لباس سے ان کی تحقیر مقصود ہے۔ لیکن اس میلے کچیلے ناموزوں سلے ہوئے لباس سے جن پر جا بجا تیر کے نشان بنے ہوتے ہیں اور جن کو جسم کے تناسب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے دماغ پر ہی اثر پڑتا ہے

Marfat.com

کوٹ کے اوپر ایک پیلی گول تختی لٹکی رہتی ہے۔ جس پر قیدی کا نمبر پڑا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی قیدیوں کی خودداری پر اثر انداز ہوتی ہے،

مختلف قیدیوں کے مختلف لباس

قیدیوں کی مختلف جماعتوں کا لباس بھی مختلف رنگوں کا ہوتا ہے۔ معمولی مرد قیدیوں کا لباس بھی مختلف رنگوں کا ہوتا ہے معمولی مرد قیدیوں کا لباس سیاہی مائل مٹیالے رنگ کا ہوتا ہے۔ دوسرے ڈویژن کے قیدیوں کا لباس بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔ ترقضدار اور زیر حراست قیدیوں کا لباس نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اور فوجی عدالت کے سزا یافتہ قیدیوں کا لباس بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔

جو ٹوپیاں ان قیدیوں کو جیل میں پہننے کے لئے دی جاتی ہیں وہ بھی اس نوع کی ہوتی ہیں۔

قیدی عورت کا لباس

قیدی عورتوں کو بھورے رنگ کا لباس اور نتہ بند اور سفید رنگ کی ٹوپی دی جاتی ہے۔ عورت قیدیوں کا یہ لباس اگرچہ ذرا صاف اور خوش منظر ہوتا ہے۔ مگر بہت سی عورتیں اس یونیفارم کو بھی خوش ذوقی اور پسندیدگی سے پہنتی ہیں۔ فرسٹ ڈویژن کے قیدی اور زیر حراست قیدی اگر چاہیں تو وہ اپنے ذاتی کپڑے پہن سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ صاف ستھرے ہوں اور اپنے نمبروں کی تختیاں لگالیں۔

یونیفارم سے جیل حکام کی غرض

۱۸۹۵ء میں گورنمنٹ

Marfat.com

نے اس مقصد کے پیش نظر ایک کمیٹی بنائی کہ وہ قیدیوں کے لباس کے بارے میں کوئی رائے قائم کرے ۔ چنانچہ اس کمیٹی نے یونیفارم کی موافقت کی اور اس کے حسب ذیل فوائد بتلائے ہیں

(۱) یونیفارم کے استعمال سے متعدی امراض کے پھیلنے سے حفاظت ہو سکتی ہے ۔

(۲) یونیفارم کو آسانی سے دھویا جا سکتا ہے اور آسانی سے ہی اس کی مرمت بھی کی جا سکتی ہے ۔

(۳) یونیفارم میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی قیدی جیل سے فرار ہو جاتے تو وہ اپنے یونیفارم کی وجہ سے جلد پہچان لیا جائے گا اور پھر آسانی سے اس کو گرفتار کیا جا سکے گا ۔

(۴) اس میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ یونیفارم کے ذریعہ مختلف قسم کے قیدی جماعت وار ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتے ہیں ۔

(۵) اس سے ممنوع چیزوں کو چھپانے میں بھی رکاوٹ ہوتی ہے ۔

(۶) یونیفارم سے قیدیوں کے ذاتی کپڑے بھی استعمال سے بچ جاتے ہیں ۔

مگر کمیٹی کے ان خیالات سے سابق قیدیوں کو اختلاف ہے انہوں نے اس کے برخلاف نہایت پُر زور طریقہ سے کہا کہ یونیفارم ہماری شخصیت پر ایک ... بار کا اثر پڑتا ہے ۔ اور یہ خیال بھی ظاہر

Marfat.com

کہ اگر قیدیوں کے لئے یہ پابندی ضروری ہے کہ وہ اپنا لباس نہ پہنیں بلکہ اس سے مختلف اور اس کے علاوہ یونیفارم پہنیں تو کم از کم اسکی اجازت ہونی چاہیے کہ قیدی ایک ہی یونیفارم کی بجائے مختلف انداز کے کپڑے پہن سکیں۔

انسانی جذبات سے متاثر ہو کر اس ملک میں سب سے پہلے جان ہاورڈ نے قیدخانوں کے یونیفارم کے خلاف احتجاج کیا۔ اس زمانہ میں بہت سے قیدی بہت ہی زیادہ قابل رحم حالت میں تھے۔ جن قیدیوں کے پاس پیسہ نہیں ہوتا تھا اور جو قیدخانہ میں داخلہ کے وقت داخلہ فیس ادا نہیں کر سکتے تھے۔ ان سے قیدخانہ چھوڑنے کے وقت ان کے کچھ کپڑے قیدخانہ میں رکھ لئے جاتے ہیں۔ ۱۸۶۹ء کے ایک ایکٹ کی رو سے اس بات کی ہدایت کی گئی کہ قیدخانوں کا لباس لازمی طور پر اختیار کیا جائے لیکن اس زمانے کے قیدخانوں کے بعض قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ جان ہاورڈ کے انسانیت پرستی خیالات نے جیل کے حکام کے دماغوں کی کوئی رہنمائی نہیں کی۔

حقیر اور کھردرے کپڑے

مثال کے طور پر ڈرہم کے قیدخانہ کا ایک ضابطہ ہے کہ قیدیوں کو کھردرے اور ایک ہی قسم کے کپڑے پہننا پڑیں گے جن پر تمام قسم کے نشان اور پیچ لگے ہوئے ہوں گے۔ جس سے قیدیوں کی تحقیر ہو اور جس سے کہ ان کے فرار ہونے کی صورت میں انکو پکڑنے میں آسانی ہو۔

Marfat.com

ذلیل کرنیوالا یونیفارم

اب بھی قیدیوں کو ایک ہی قسم کی پوشاک دیجاتی ہے جس پر کچھ نشانات لگے ہوتے ہیں اور باوجود حکام کے انکار کے اس سے نہ صرف کسی فرار ہونے والے قیدی کو تلاش کرنے میں آسانی ہوتی ہے بلکہ ساتھ ہی اس کے اس یونیفارم کے پہننے والے قیدیوں کی تذلیل بھی ہوتی ہے۔ ہمارے ساتھی قیدیوں نے جیل کے ذلیل کرنے والے یونیفارم کے خلاف باربار احتجاج کیا ہے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ جب ہم ایک مرتبہ جیل کا لباس پہن لیتے ہیں تو جدیں اپنی خودداری کو قائم رکھنے میں ہم کو بڑی دقت ہوتی ہے۔ قیدخانہ کے لباس کا بدصورت، بھدا اور بدرنگ ہونا اور کوٹ پتلون میں پیوندوں کا ہونا۔ ان تیروں کے نشانات کا ہونا جن سے ہماری مجرمانہ حیثیت ظاہر ہوتی ہے اور اس تختی کا لگا رہنا جس پر کوٹھری کے نمبر ہوتے ہیں یہ تمام چیزیں ہمارے اوپر اہانت آمیز اثر ڈالتی ہیں اور ہم کو یہ محسوس ہوتا ہے گویا ہم انسانوں کی برادری ہی سے خارج ہیں۔ وارڈن کا یہ کہنا ہے کہ قیدخانوں کا لباس ایک غیر ضروری اہانت ہے۔ ایک اور صاحب کا کہنا ہے کہ "یہ لباس بہت تحقیر آمیز ہے" دائمی قیدیوں کی طبیعت پر ان چیزوں کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا لیکن جن کو جیل جانے کا پہلا اتفاق ہوتا ہے۔ دراصل ان کے لئے اس میں کافی اہمیت ہوتی ہے۔

مرد قیدی کا لباس

مرد قیدیوں کو یہ لباس ملتا ہے۔ بند گلے کا کوٹ، باسکٹ، پتلون، قمیص فلالین

کی بنڈی، فلالین یا روئی کا جانگیا، پائجامہ اور جوتے۔

عورت قیدی کا لباس

عورت قیدیوں کا لباس یہ ہے:- جاکٹ، سایہ، تہبند، ٹوپی کیلیکو یا فلالین کا ایک ایسا کپڑا جس کو پہن کر کپڑے بدلے جا سکیں، انگیا فلالین کا، بٹی کوٹ فلالین یا کیلیکو کا جانگیا، موزے، جوتے اور رات کا لبادہ۔

کیلیکو کا اندر پہننے کا کپڑا تمام قیدیوں کو دیا جانا ہے مگر ان قیدیوں کو کچھ نہیں دیا جاتا جو جیل میں فلالین کا کپڑا پہن کر آتے ہیں۔ لیکن میڈیکل افسر کو درخواست دینے پر فلالین ہر قیدی کو مل جاتی ہے۔ اگرچہ بہت تھوڑے قیدی اپنے اس حق کی واقفیت رکھتے ہیں۔

قیدی جب کام پر لگے ہوں یا بارش ہو رہی ہو یا سخت سردی پڑ رہی ہو تو کرتک کا کوٹ پہن سکتے ہیں (اور اگر ہسپتال میں ہوں تو ایک لمبا اورکوٹ پہن سکتے ہیں)

رات کا لباس نہ دینے کی شکایت

مقامی قیدخانوں میں مرد قیدیوں کو سونے کے وقت کا لباس کبھی نہیں دیا جاتا۔ اور نہ ان عورت قیدیوں کو سونے کا لباس دیا جاتا ہے جو چودہ دن سے کم قید کو پورا کرتی ہیں۔

سنہ ۱۹۲۱ء کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ میں مذکور ہے:-

"سابق قیدی گواہ اس کی مسلسل شکایت کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا کہنا یہ ہے کہ" یہ بڑی قابل شکایت بات ہے کہ سونے کے وقت

Marfat.com

کے لئے صرف ایک وہ قمیص ملتی ہے۔ جو دن میں کام کرنے کیوجہ سے گرد اور پسینہ سے نم رہتی ہے۔ ایسی قیدی عورتوں کو جو ۱۴ دن سے زیادہ قید کاٹتی ہیں ان کو عموماً رات کا لباس دیا جاتا ہے۔ اگرچہ جاری شدہ احکام یہ ہیں کہ رات کا لباس صرف اسی وقت دیا جائے جبکہ اس کا حق غلط طور پر استعمال نہ کیا گیا ہو یا قیدی اس کو اپنی آزاد زندگی میں پہننے کا عادی ہو۔

سردی کا ناکافی لباس

قیدی اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ جو لباس جاڑے کے موسم میں دیا جاتا ہے وہ بالکل ناکافی ہوتا ہے۔ ایک شخص کی شکایت یہ ہے کہ گریبان دار کپڑا (کیپ) کسی استعمال کے قابل نہیں ہوتا اور وہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے۔ بٹن نہ ہونے کیوجہ سے استعمال کے قابل نہیں ہوتا جو کوٹھریاں قیدیوں کو رہنے کے لئے ملتی ہیں ان میں بہت سخت سردی ہوتی ہے۔ میں تو کمبل میں سمٹ جایا کرتا تھا۔

نیکر اور سوراخ دار موزے

جو کپڑے قید خانہ میں دیے جاتے ہیں خصوصاً پاکتابے اور اندر پہننے کا جانگیا ان کی اتنی خراب حالت ہوتی ہے کہ مسلسل نکالا نہیں رہتی ہیں ایک سابق قیدی کہتا ہے کہ "جیل میں جو تجربات مجھے حاصل ہوئے ان میں سے ہر چیز میرے حافظہ میں دھندلی ہو سکتی ہے۔ لیکن جو کپڑے خصوصاً نیچے پہننے کے کپڑے ہم کو جیل میں پہننا پڑے ان کی یاد میرے حافظہ میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔ میں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں

Marfat.com

کہ کسی آدمی یا کسی کمیٹی کو دکھلانے وقت یہ کپڑے بظاہر بہت اچھے نظر آئیں گے لیکن مجھے خاص طور پر اس بات سے کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ان کپڑوں کو باعث تحقیر سمجھنا چاہئے۔ پاتابوں اور موزوں میں سوراخ ہی سوراخ ہوتے تھے جن کو اون کے تاگوں سے جوڑ دیا گیا تھا۔

دھجیوں دار پتلون اور قمیص

قمیصیں ایسی ہوتی تھیں گویا جھاڑن کے کپڑوں سے سی لیا گیا ہو۔

پتلون تو گویا دھجیاں ہوتی تھیں جن کو ٹانگوں میں چاروں طرف لپیٹا جا سکتا تھا۔ کپڑوں کی مرمت بھی اکثر نہایت خراب طریقہ سے ہوتی ہے۔ جہاں تک ہوسکتا ہے پرانے سامان سے مرمت کی جاتی ہے۔ جو کپڑے اور کمبل وغیرہ بیکار ہوجاتے ہیں ان کے وہ ٹکڑے جو مرمت کے کام آسکتے ہیں اس مقصد کے لئے محفوظ رکھ لئے جاتے ہیں (جاری شدہ احکام کے حوالہ سے یہ بات کہی جارہی ہے) بیکار شدہ موزوں اور پاتابوں کا اوپر کا حصہ جو ادھیڑا بھی نہیں جاتا۔ جب ضرورت ہوتی ہے اس سے دوبارہ کام لکالا جاتا ہے۔ پھر یہ کہ یہ سامان اکثر زیادہ کام کا نہیں ہوتا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ قیدیوں کے اناڑی ہاتھوں سے اس کی مرمت کی گئی ہو۔

قیدیوں کو صفائی کی طرف توجہ دلانے اور مائل کرنے میں کبھی کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔ ادھر خود کپڑے اتنی خراب حالت میں ہوتے ہیں کہ صفائی کی طرف کوئی توجہ کا باعث نہیں ہوتے دوسری طرف ان کو مادہ بھی

Marfat.com

نہیں کیا جاتا۔ اسکاٹ لینڈ کے قید خانوں کے جو ۱۸۵۴ء کے قواعد و ضوابط ہیں ان کی رو سے عورت نگراں کے لئے ضروری ہو کہ "عورت قیدیوں کو اس بات کی ہدایت کرتی رہے کہ وہ خانگی امور کو درست رکھیں اور ان کو اس بات کی طرف توجہ دلاتی رہے۔ کہ وہ اپنے کپڑوں کی مرمت کرتی ہیں لیکن انگلینڈ کے قید خانوں میں اس قسم کا کوئی انتظام نہیں ہو۔ اس سلسلہ میں ایک خاص نارڈر کی شہادت یہ ہے کہ قیدیوں کے ذاتی کپڑوں کے استعمال کے بارے میں انتہائی لاپرواہی سے کام لیا جاتا ہے اور نیچے پہننے کے کپڑوں کو تو اس وقت تک نہیں دھویا جاتا جب تک ان کیلئے خاص طور پر اصرار نہ کیا جائے۔ ایک شہادت سے معلوم ہوا ہے کہ ایک قیدی کو اس کے ذاتی کپڑوں کی مرمت کے لئے اس وقت تک اجازت نہیں دیگئی جب تک اس کے رہا ہونے کا وقت قریب نہیں آگیا۔

لباس کے سلسلے میں جو تفصیل اوپر مذکور ہوئی ہے اسی قسم کا لباس عملی طور پر سزا یافتہ قیدیوں کے لئے بھی مہیا کیا جاتا ہے۔ وہی ذلیل اور چھچھورا یونیفارم ان کو بھی ملتا ہے۔ اور وہی حال اندر کے پہننے کے کپڑوں کا ہے جو بالکل پھٹے پرانے اور میلے کچیلے ہوتے ہیں۔ صفائی کے لئے بھی ان کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کیجاتی۔

تحقیقاتی کمیٹی کی اصلاحات

اس سلسلہ میں تحقیقاتی کمیٹی ۱۹۲۱ء نے وہ ایک اصلاحات پیش کی تھیں جن کا ذکر یہاں مناسب ہوگا۔ ستمبر سے اپریل تک

Marfat.com

قیدیوں کو پیروں کی پٹیاں ملتی ہیں اور ایک گرم اونی واسکٹ یا سویٹر بھی ملتا ہے جو قمیص کے نیچے یا اوپر پہنا جا سکتا ہے۔ کام کرنے کے وقت کے لئے بھی ایک لباس یا ایک ایسا لبادہ ملتا ہے جو پانی کو جذب نہ کر سکے یہ لبادہ نیلی زمین کا سرخ دھاری دار ہوتا ہے۔ جس پر بڑے سے تیر کا نشان بنا ہوتا ہے۔ یہ بہت بدشکل ہوتا ہے۔ مگر بہت کام کا ہوتا ہے۔

ہر قیدی کو اندر پہننے کی پوری پوشاک اور ایک مزید قمیص رات میں پہننے کے لئے ملتی ہے۔ کم از کم ایک قید خانہ میں کوٹھریوں کے اندر استعمال کرنے کے لئے سلیپر دی جاتی ہے۔

سردی کے مہین کمبل

قیدیوں کی ایک عام شکایت یہ بھی ہے کہ بستر کے لئے جو کپڑے قید خانوں میں دئے جاتے ہیں وہ بھی بالکل ناموزوں ہوتے ہیں۔ میڈیکل افسر کو اس کا اختیار ہے کہ وہ ایک تیسرا کمبل بھی کسی قیدی کو اس وقت دے سکتا ہے جبکہ جاڑے کے موسم میں زبردست سردی پڑ رہی ہو۔ اس پر عموماً عمل بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ کمبل بالکل باریک اور ہلکے ہوتے ہیں۔ اور کوٹھریاں بہت سرد ہوتی ہیں۔ اس لئے لامحالہ عام طور پر قیدی اس سامان کو استعمال کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جو ان کے کام کرنے پر بستروں کے لئے کچھ مزید ملتا ہے جو قیدی اتنا کام نہیں کر سکتا کہ وہ مزید سامان حاصل کر سکے اس کی حالت بہت زیادہ قابل رحم ہوتی ہے۔

Marfat.com

واشنگ فیکٹری

یہ ایک عام شکایت ہے کہ قیدیوں کے نیچے پہننے کے کپڑے پابندی کے ساتھ نہیں ملتے۔ اور جو ملتے بھی ہیں تو وہ اچھے دُھلے ہوئے نہیں ہوتے۔

کپڑوں کے پابندی سے نہ ملنے کی وجہ اسٹاف کا کم ہونا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن کپڑوں کے قابل اطمینان حد تک صاف نہ دُھلنے کے اسباب مستقل اور دائمی ہیں۔ عام طور پر قیدی یہ کہتے ہیں کہ جو کپڑے قید خانے میں دیئے جاتے ہیں وہ بالکل میلے اور گندے ہوتے ہیں۔ ایک قیدی کا بیان ہے:۔

"میں بسا اوقات نیچے کے کپڑوں کو جو پورے ایک ماہ میں ملتے تھے ان کپڑوں پر ترجیح دیتا تھا۔ جو مجھے صاف کرنے کے لئے دیئے جاتے تھے۔"

ایک دوسرا قیدی کہتا ہے میں اکثر ان صاف کپڑوں کو لینے سے انکار کر دیا کرتا تھا کیونکہ یہ ان کپڑوں سے بھی زیادہ میلے ہوتے تھے جن کو میں پہنے رہتا تھا۔

ایک اور قیدی بیان کرتا ہے:۔

"میں اکثر ان "صاف" کپڑوں کو لینے سے انکار کر دیا کرتا تھا کیونکہ یہ ان کپڑوں سے بھی زیادہ میلے ہوتے تھے جن کو میں پہنے رہتا تھا۔"

ایک اور قیدی بیان کرتا ہے:۔

"مجھے سوت کے دو "صاف" تہبند دیئے گئے جن میں اس قسم کی صاف علامتیں موجود تھیں کہ ان کو کسی بواسیر کے مریضوں نے پہنا تھا۔ ایک اندر

Marfat.com

انچارج قیدی لانڈری کے حالات کا نقشہ اس طرح کھینچتا ہے۔

"جن قیدیوں کو کپڑا دھونے پر مامور کیا جاتا ہے۔ ان کو نرم صابن بہت ہی کم مقدار میں ملتا ہے۔ اور جتنی مقدار میں بھی دیا جاتا ہے۔ وہ انتہائی احتیاط کے ساتھ تول کر دیا جاتا ہے جو عموماً ناکافی ہوتا ہے۔ پھر ان قیدیوں سے اس بات کی اُمید رکھی جاتی ہے۔ کہ وہ بہت تیزی سے کام کریں۔ یہاں تک کہ کپڑے اچھی طرح صاف بھی نہیں ہو سکتے۔

گرم پانی جو نل سے آتا ہے وہ کافی گرم نہیں ہوتا۔ پہلے اس میں رومال ڈبوئے جاتے ہیں۔ اور نرم کاربالک صابن کو استعمال کر کے ان رومالوں کو رگڑا جاتا ہے۔ پھر ان کو کھنگال کر مرکز سے دُور ایک کرنے والی مشین میں سے لے جایا جاتا ہے۔ اور آخر میں ایک لمبے کمرے میں سکھایا جاتا ہے جس کا درجہ حرارت سو ہوتا ہے۔ اور جس سے جراثیم بہت کم مرتے ہیں۔ انفلوئنزا کی دبا کے زمانہ میں میں نے ان رومالوں سے بچنے کے سلسلہ میں کوئی خاص احتیاط کرتے نہیں دیکھا یہ انفلوئنزا ہی ہے جو ساتھ مل کر کام کرنے والے مزدوروں اور ساتھ مل کر عبادت کرنے والے عابدوں کے کام کو مہینوں بند کر دیتا ہے معائنہ کرنے پر ثابت ہوا کہ صاف شدہ رومالوں کو پوری طرح جھاڑا بھی نہیں جاتا۔"

Marfat.com

فلالین کے پینیٹ اور انڈر ویسٹ کو ان مشینوں میں دھویا جاتا تھا۔ جو اپنا کام اچھی طرح نہیں کر سکتی تھیں۔ اور نگ اور بلیٹ کو اچھی طرح صاف نہیں کیا جاتا۔

ایک اور وارڈر بطور شہادت کے تشریح کرتا ہے۔ کپڑوں کے خراب دُھلنے کا سبب اصلی یہ ہے کہ ان کو لاپرواہ یا اناڑی قیدی دھوتے ہیں لحاف بستر کے جو کمبل ہوتے ہیں۔ وہ بالکل ہی میلے ہوتے ہیں ان کے متعلق خیال ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ دھوئے جاتے ہیں۔

یہ کمبل سلسلہ وار قیدیوں کے استعمال میں آتے رہتے ہیں اور بسا اوقات اس میں داغ دھبے بھی پڑ جاتے ہیں۔

چادریں ایک مہینہ میں تبدیل کیجاتی ہیں۔ تکیہ کے غلاف پندرہ روز میں ایک مرتبہ تبدیل ہوتے ہیں۔ چارپائیوں اور تکیہ کے غلافوں میں جوؤں کی کثرت قیدی کو پریشان کرتی رہتی ہے [۱]

پندرہ دن میں ایک مرتبہ غسل

سنہ ۱۹۱۱ء تک پندرہ روز میں ایک مرتبہ غسل کرنے کی اجازت تھی مگر اب ہفتہ میں ایک مرتبہ غسل کی اجازت ہے۔ جس کی مدت پندرہ منٹ مقرر کی گئی ہے۔ جو کہ انتہائی کم ہے۔ ان غسل خانوں میں ہر قسم کے قیدی غسل کرتے ہیں۔ بیمار اور مردانہ امراض کے قیدیوں کے لئے کوئی علیحدہ غسل خانہ انتظام نہیں ہے۔ ایک قیدی نے جب وارڈر سے شکایت کی تو اس ۔

---

[۱] انگلش پرزن ٹوڈے ۱۳۲ رپورٹ ہوب ہاؤس اینڈ بروک وے۔

Marfat.com

اس سے کہا کہ جب بیمار لوگ فارغ ہو جائیں گے تو غسل خانہ صاف کر دیا جائے گا۔

بیماروں کے لئے علیحدہ غسل خانے

بہت سے قید خانوں میں متعدد امراض کے مریضوں کے لئے غسل خانے کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ ان غسل خانوں کے دروازوں پر سرخ ہاروں کے نشان بنا دئے جاتے ہیں۔

بہت سے جیلوں میں غسل خانے بارکوں سے بہت فاصلہ پر بنے ہوئے ہیں۔ جاڑے کے موسم میں قیدیوں کو نہا کر گرم اور مرطوب فضا سے نکل کر راستے میں رک رک کر ٹھنڈی ہواؤں میں سے گذرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اکثر قیدیوں کو نزلہ و زکام کی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں۔

اُسترے کا استعمال ممنوع

ذاتی طور پر صفائی ستھرا رکھنے کے سلسلے میں قیدیوں کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی ہے۔ اُسترے کا استعمال بالکل ممنوع ہے اس کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہے جن کا مقدمہ چل رہا ہو۔ یا پہلے ڈویژن کا قیدی ہو۔

حجامت پندرہ روز میں

جیل مینوئل کے مطابق سر کے بال ڈاڑھی اور مونچھیں پندرہ روز میں صرف ایک مرتبہ بنوا سکتے ہیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ شاید ہی ایسا کوئی قیدی ہوگا جو ایک ماہ کے اندر اپنے بال بنوانے کی طرف توجہ دیتا ہو۔ بعض قیدی تین تین ماہ تک حجامت کے لئے انتظار کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قیدی

Marfat.com

ہمیشہ میلے کچیلے نظر آتے ہیں۔ اُن کی ڈاڑھی خوب بڑھ جاتی ہے۔ اور بالکل جنگلی اور وحشی معلوم ہوتے ہیں۔

اُسترہ کے استعمال کی ممانعت کے سلسلہ میں افسروں کی یہ دلیل ہے کہ اگر قیدیوں کو اُسترے دیدیئے جائیں تو اس صورت میں اس بات کا امکان ہے کہ یا تو وہ اس سے خودکشی کرلیں۔ یا کسی دوسرے پر اس سے حملہ کر بیٹھیں مگر یہ دلیل انتہائی لغو ہے۔ کیونکہ قیدیوں کو اس قسم کے اوزار بھی دیئے جاتے ہیں جس سے اگر وہ چاہیں تو خودکشی کرلیں۔ یا کسی دوسرے پر حملہ کردیں ۱؎

مثال کے طور پر قیدیوں کو چمڑے کے کام کے لئے چھریاں دیجاتی ہیں جن کو وہ تیز کرکے اُسترے کا کام لیتے ہیں۔

ہاتھ پاؤں دھونے کے برتن

ہاتھ پاؤں دھونے کے لئے برتن قیدیوں کو دیئے جاتے ہیں۔ جو ٹین کے ہوتے ہیں۔ قیدیوں کو ان کو چمکدار رکھنے کے لئے کافی محنت کرنی پڑتی ہے۔ قیدی پہلے ان کو پانی میں ڈالدیتے ہیں پھر عابون(؟) لگاتے ہیں۔ اس کے بعد غسل خانے کی اینٹ سے رگڑ کر چمکدار بناتے ہیں۔ برتن کو چمکدار رکھنے کی پابندی برتن کے استعمال میں مانع ہوتی ہے۔ چنانچہ بہت سے قیدی دھونے کے ٹین کو صاف رکھنے کی غرض سے کھانے کی پلیٹ میں ہاتھ منہ دھو لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کو جیل بھی اخل

۱؎ رپورٹ تحقیقاتی کمیٹی ۱۹۲۱ء

Marfat.com

ہونیکے بعد پہلے جو نصیحت کیجاتی ہے وہ یہی ہوتی ہے کہ ٹین کے برتن کو میلا ہونے سے بچانے کے لئے ان کو چاہیئے کہ ہاتھ منہ دھونے کے لئے کچی زمین کے فرش کا کمرہ استعمال کریں۔ قیدی عموماً یہی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اکثر قیدی کھڑکیوں سے پیشاب پھینک دیتے ہیں اور اس کے بعد پیشاب کرنے کے برتن میں دھونے دُھلاتے ہیں۔

پیشاب کرنیکا برتن

جس طرح ہاتھ دھونے کے لئے ٹین کے برتن دئے جاتے ہیں اسی طرح پیشاب کرنے کے لئے ٹین کے برتن قیدیوں کو ملتے ہیں۔ ان کو بھی صاف رکھنے کا حکم ہے ان کو صاف رکھنے کے لئے قیدی اپنا پاخانہ بھی کاغذ یا کپڑے کے ٹکڑوں میں لپیٹ کر پھینک دیا کرتے تھے۔ اس برتن کو استعمال نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک قیدی بیان کرتا ہے:-

"۳ ماہ تک مجھے تنہا ایک چھوٹے سے صحن میں ورزش کیلئے لے جایا جاتا تھا۔ ہفتہ میں دو تین مرتبہ مجھے وہاں ٹکڑوں میں لپٹا ہوا پڑا ہوا پاخانہ ملتا تھا" لہ

آبدست کے لوٹے

قیدیوں کو آبدست کے لئے بھی لوٹے دئے جاتے ہیں۔ جو بہت چھوٹے ہوتے ہیں ان کا اوپر کا حصہ صرف تقریباً ۱۰ انچ اور نیچے کا حصہ صرف ۲-۱ انچ ہوتا ہے۔ اس لوٹے سے آبدست لینے میں انتہائی دقت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک تیلاری

لہ انگلش پریزنز ٹوڈے۔

Marfat.com

تحقیقاتی کمیٹی ۱۹۲۸ء کے ممبران کے سامنے بیان کرتا ہے :-

" جیل میں ہم لوگ جو آبدست لیتے ہیں وہ بالکل ایسا ہوتا ہے جیسا کہ بلی چاٹ کر اپنا پاخانہ صاف کرلے ۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو برتن اس مقصد کے لئے ہم کو ملتا ہے وہ سائز میں بالکل چھوٹا ہوتا ہے ۔ جس میں پانی بہت کم آتا ہے ۔

پیشاب خانے

انتہائی سخت ڈسپلن کی وجہ سے قیدیوں کو ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے بھی کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ پیشاب خانے عام طور پر ورزش کے میدان اور صنعت گاہوں کے قریب ہوتے ہیں ہال کے قریب ہر بیس یا دس بارہ کوٹھریوں کے لئے ایک پیشاب خانہ ہوتا ہے ۔

انگلینڈ کے قیدخانہ کے ایک انسپکٹر کے بقول ۔ یہ کوشش کیجاتی ہے کہ قیدی ورزش اور کام کرنے کے وقت پاخانہ جائیں ۔ لیکن غیر فطری قید میں جو اعصابی کمزوریاں غذا کے پتلے ہونے اور جھک کر کام کرنے سے پیدا ہو جاتی ہیں وہ پاخانہ کا کوئی وقت مقرر کرنے نہیں دیتیں ۔ جس کی وجہ سے حکام اس خواہش کو پورا نہیں کرسکتے ۔"

ان ہی دقتوں کے پیش نظر رہا شدہ قیدیوں کی امداد کرنے والی انجمن کے ایک ممبر نے برسوں کے تجربے کی بنا پر کہا کہ ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے جیلوں میں ہر قسم کی سہولت کا فقدان ہے ۔ اس کے نتیجے میں قیدی کو سخت دردسری برداشت کرنی پڑتی ہے ۔

Marfat.com

مسٹر اے۔ جی۔ وال، سکرٹری پریزکمیشن اپنے ایک خط میں سکرٹری ہاورڈ ایسوسی کو لکھتے ہیں:۔

"ایک قیدی کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ گھنٹی بجا کر یا تو پیشاب خانہ کو استعمال کریں۔ یا اگر کوئی کوٹھری کوڈ استعمال ہوچکا ہے تو اس کو ۶ بجے صبح سے ۱۰ بجے رات تک صاف کریں ۱۰ بجے رات سے ۶ بجے صبح تک اگر ایک قیدی کوٹھری کے کوڈ کو استعمال کرچکا ہے تو صبح ۶ بجے جبکہ قیدیوں کی کوٹھریوں کو کھولا جاتا ہے صاف کرتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جیل خانوں کے کمیشن کے سامنے قیدیوں نے شہادت دیتے ہوئے کہا کہ وہ قید خانہ کی زندگی میں سب سے زیادہ خراب چیز پیشاب خانہ سمجھتے ہیں جس کے استعمال کے لئے اجازت مانگی جاتی ہے۔ لیکن نہیں ملتی۔ بعض مرتبہ ۱۴۔ ۱۵ مرتبہ گھنٹی بجائی جاتی ہے مگر کوئی جواب نہیں ملتا۔"

ایک قیدی ان ہی دقتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے لہ اس نے ایک وارڈر سے پوچھا کہ دروازے کے نیچے جو ایک ٹکڑا لگا ہوا ہے کیا وہ گھنٹی کا دستہ ہے۔ جس کو پاخانہ لگنے کے وقت بجایا جاسکتا ہے۔

وارڈر نے اس کا جواب دیا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم کو سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ کہ میں یہاں پھروں اور تمہاری حاضری بجاؤں۔ صبح

لہ انگلش پریزنس ٹوڈے۔

Marfat.com

کے وقت تم کو ورزش کا موقع ملتا ہے۔ اس وقت تم پیشاب خانہ بھی جا سکتے ہو۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

مجھے پاخانہ کی ضرورت ہوئی تو میں نے اس وارڈر سے جو سہ پہر کے وقت گھومنے آیا تھا۔ دریافت کیا کہ میں پاخانہ جا سکتا ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ "کہ مناسب وقت پر دریافت کرنا اس وقت ضروری نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

تم یقین کرو گے کہ مجھ کو اس دن اور اس رات بڑی تکلیف رہی اور روکنے کی وجہ سے میری آنتیں کئی روز تک خراب رہیں۔

عورتوں کے ساتھ بھی یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک قیدی عورت کا بیان ہے :۔

" اگر پیشاب خانہ میں جانے کی ضرورت ہے تو گھنٹوں گھنٹی بجانی پڑتی ہے اور پھر بھی کوئی التفات نہیں کیا جاتا۔

تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ

سنہ ۱۹۲۱ء میں جیلوں کی تحقیقات کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اس نے پیشاب خانوں کی بدحالی کا رونا رو کر حسب ذیل رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا تھا۔

" قید خانہ کی زندگی کے کسی پہلو پر سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں میں اتنا اختلاف نہیں ہے جتنا اختلاف صفائی کے مسئلہ پر اور حالات پر ہے۔ میڈیکل آفیسر علی طور پر اس بات پر متفق ہو

Marfat.com

کہ جیل میں صفائی قابل اطمینان ہے۔ اور تمام قیدیوں کا کہنا ہے کہ جیل میں صحت کے حالات قابل اطمینان نہیں ہیں۔ ان کی شکایات مندرجہ ذیل بنیادی چیزوں پر ہے۔

(۱) تمام قیدی جو مختلف وجوہات کی بنا پر جیل کی کوٹھریوں میں مقید کئے گئے ہیں (جنہیں بیمار اور اسہال کے مریض شامل ہیں) ان کو پیشاب خانہ میں جانے کے لئے اجازت لینی پڑتی ہے انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ قیدیوں کے گھنٹی کانے پر جب وارڈر آتا ہے تو وہ اس کو اسی بات کی دھمکی دیتا ہے کہ اب اسی میں ہے کہ تم اپنی کوٹھری میں جاکر بیٹھ جاؤ۔

(۲) ہر دروازے پر ایک کھلی بالٹی میں گندہ پانی رکھا کرنے کا طریقہ بہت ہی مکروہ ہے۔ کیونکہ اکثر یہ برتن صاف نہیں کئے جاتے۔

(۳) متعدد امراض خصوصاً متعدی امراض کے قیدیوں کو علیحدہ رکھنے کا انتظام ناقص ہے۔ اس لئے دوسرے قیدیوں کو ورزش وغیرہ کرنے کے موقعہ پر پیشاب خانوں کے استعمال کرنے میں پس وپیش ہوتا ہے۔

(۴) ٹائلٹ کا غذ بہت ہی کم ہوتا ہے اور کموڈوں کے سرپوش عموماً بالکل ان فٹ ہوتے ہیں۔

کوٹھریاں جب قیدی جیل میں داخل ہوتا ہے تو اس کو عارضی طور پر

Marfat.com

تنگ و تاریک کوٹھریوں میں رکھا جاتا ہے۔ جو غلیظ اور گندی ہوتی ہیں۔ اور کابکوں سے کسی قدر بڑی نظر آتی ہیں۔ اس میں ہر قماش کا قیدی سلسلہ وار رہتا ہے۔ جو رہنے کے بعد اپنی تمام بلائیں جرثیم وغیرہ وہیں چھوڑ جاتا ہے۔ سزا کی کوٹھریوں کی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ایک قیدی اپنی سرگذشت میں کوٹھری کی گندگی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے :۔

"جب میں پہلی مرتبہ سزا کے کمرے میں گیا تو دیکھا اسکی دیواریں بالکل گندی ہیں۔ میں نے ان دیواروں کو صاف کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کوٹھڑی میں کوئی ایسا قیدی رہ چکا تھا جس کی ناک سے خون جاری رہتا تھا۔ تمام دیواروں پر خون لگا ہوا تھا۔ میں نے ایک سمجھدار وارڈر کو یہ سب دکھلایا تو اس نے کہا کہ اس کے دھونے کی اجازت دینا ضابطہ اور آئین کے خلاف ہے۔ جب ایک ڈاکٹر آیا تو میں نے اس کی توجہ کمرے کی اس حالت کی طرف مبذول کرائی۔ میں نے اس کے سامنے تجویز کیا کہ اگر مجھے ان دیواروں کو صاف کرنے کی اجازت مل جائے تو اصول حفظان صحت کے مطابق مناسب و مفید ہوگا۔ پھر ہم نے ڈپٹی گورنر کو اندر بلوایا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ ضابطہ کو تو ایک طرف رکھ دینا چاہیئے۔ اس نے مجھے پانی دیے جانے سے اتفاق کیا۔ لیکن پانی اسوقت

Marfat.com

تک نہیں آیا جب تک وارڈر سے دوبارہ میں نے نہیں کہا۔"

کام کرنے یعنی کارخانہ کی کوٹھریاں بھی گرد و غبار کی آماجگاہ ہے۔ کام کی وجہ سے ان میں بدبو اور گرد و غبار کی بھرمار رہتی ہے۔ مثلاً جن کوٹھریوں میں گھوڑے کے بال چننے کا کام ہوتا ہے۔ اس کا ہلکا ہلکا غبار قیدیوں کے منہ اور حلق میں پہنچتا ہے جس سے حلق خشک ہو جاتا ہے۔ یہ غبار پھیپھڑوں میں بھی پہنچتا ہے۔ یہ غبار کوٹھری کے فرش اور دیواروں اور جتنی چیزیں مثلاً میز، الماریاں، کتابیں، لوٹا، رکابی، جو کوٹھری میں ہوتی ہیں اس پر جمع ہو جاتا ہے۔ اور یہ اتنی مقدار میں جمع ہو جاتا تھا کہ انگلی سے ان پر لکھا جا سکتا ہے۔ لازمی مضر صحت ثابت ہوتا ہے۔

ان کوٹھریوں میں جن میں قیدیوں کو ۲۴ گھنٹوں میں سے ۲۳ گھنٹے رہنا پڑتا ہے اس قسم کا کام کرنا مناسب نہیں ہے۔ یقیناً اس قسم کا کام تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔

جیل کی عمارتیں

جیل کی عمارتوں کی طرز اس قسم کی ہوتی ہے۔ جس سے قیدیوں پر رعب اور جلال طاری ہو جاتا ہے۔

اور صحیح معنوں میں قید تنہائی اور پابندی محسوس کرائی جاتی ہے۔ عمارت کی موٹی موٹی دیواریں اور ان پر گہرے رنگ، آہنی دروازے، لوہے کی زنجیریں، سلاخ دار کھڑکیاں، اندھیرے راستے، اندھے شیشے، ہر قدم پر مجرم کو جرم کا احساس کراتے ہیں۔ دل میں ایک دہشت و ہیبت رہتی ہے۔ اکثر جیلوں کے دروازے دوہرے ہوتے ہیں۔ دوسرا کھلنے سے قبل پہلا اچھی طرح بند کر دیا

Marfat.com

جاتا ہے۔ بعض دفعہ کالج اگرچہ، پھولوں کی کیاریاں جیل کی عمارتوں کی ہیبت کم کر دیتی ہیں۔ لیکن دوسرے دروازے میں گھسنے کے بعد اس قسم کی نظر فریب دلخوش کن چیز دیکھنے کی اُمید نہیں ہوتی جب تک کہ قید ختم ہو جائے۔

ہال یعنی بڑے کمرے

عمارتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ پہلی قسم کی عمارتیں ایک مرکز پر آکر ملتی ہیں جہاں ایک بڑا مینار ہوتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ سنٹر سے کنٹرول اچھا ہوتا ہے۔ لیکن اس قسم کی اول جیلوں میں قیدیوں کو اچھی طرح دھوپ نہیں ملتی۔ دوسری قسم کی جیلیں علیحدہ علیحدہ عمارت کی ہوتی ہیں۔ جن میں ہوا اور دھوپ خاطر خواہ پہنچتی ہے۔ عمارتیں دو منزل سے لیکر پانچ منزل تک ہوتی ہیں۔ پہلی منزل کے درمیان میں ایک چوڑا راستہ ہوتا ہے۔ جس کے دونوں طرف کوٹھریاں ہوتی ہیں۔ اوپر کی منزل میں راستے تنگ ہوتے ہیں۔

کوٹھریوں کی لمبائی چوڑائی

لمبائی تیرہ فٹ، چوڑائی ۷ فٹ اور اونچائی ۹ فٹ ہوتی ہے۔ باہر کی دیوار پر پلاسٹر۔ تاکہ کوٹھری کے کسی حصہ کے توڑنے کی کوشش کا جلد علم ہو جائے۔ دروازے کے قریب ہی گیس لیمپ لگا ہوا ہوتا ہے۔ جو باہر سے جلتا ہے۔ بجلی تمام جیلوں میں ہے۔ روشنی کا انتظام نامعقول وخراب ہے اکثر قیدی اس میں کام بھی نہیں کر سکتے۔ ایک قیدی کا بیان ہے کہ وہ اکثر اسٹول پر کھڑے ہو کر روشندان سے آتی ہوئی روشنی سے دن میں کام کرتا تھا چنانچہ اکثر قیدیوں کی نگاہیں بے انتہا خراب ہو جاتی ہیں۔ گو کوشش یہ کیجاتی ہے

Marfat.com

جاڑے اور گرمی میں درجہ حرارت اوسط درجہ کا ہے۔ لیکن قیدیوں کا بیان ہے کہ عام طور پر پارہ بجائے ۶۰ کے ۴۸ تک پہنچ جاتا ہے۔ یعنی بلا انتہا سردی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے اکثر کوٹھڑیوں میں قیدیوں کو چہل قدمی کرنی پڑتی ہے۔

فرش پتھر، ٹائل، سلیٹ یا کنکریٹ کا ہوتا ہے۔ جو بہت ٹھنڈا ہوتا ہے لکڑی کے تختوں کے بعض جیل خانوں میں فرش ہوتے ہیں۔ جو آرام دہ ثابت ہو رہے ہیں۔ کوٹھڑیاں اپنی ساخت کے اعتبار سے مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ مثلاً ہسپتال کی کوٹھڑیاں، خاص کوٹھڑیاں، خاموش کوٹھڑیاں، نگرانی کی کوٹھڑیاں جامہ تلاشی والی کوٹھڑیاں اور پھانسی کوٹھڑیاں ان کا نام ہوتا ہے۔ اکثر جیلوں میں زمین دوز کوٹھڑیاں بنی ہوتی ہیں۔ جن کے روشندان کبھی سطح زمین سے ہوتے ہیں۔ یہاں قیدی کو ہر درجہ تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جیل خانہ میں دو عمارتیں ہوتی ہیں۔ آمد و رفت کے کمرے غسل خانے اور کوٹھڑیاں دوسرے ہسپتال و کارخانے ہوتے ہیں۔

میدان جیل خانوں کے گرد بیس پچیس فٹ اونچی دیوار ہوتی ہے۔ دیوار کے ساتھ انواع و اقسام کے درخت اور جھاڑیاں لگوانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہ اجازت اس لئے نہیں کہ قیدیوں کے فرار ہونے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ ان میدانوں میں جانے کا ایک ہی راستہ ہوتا ہے۔ جن میں عام طور پر ڈبل دروازے ہوتے ہیں۔ بعض جیلوں میں ایک اور دروازہ بھی پشت پر ہوتا ہے۔ جس کی نگہداشت کم ہوتی ہے۔ چنانچہ اس راستے سے

Marfat.com

مسٹر ڈی ولیرا ۱۹۱۸ء میں قید خانہ سے فرار ہوئے تھے۔ جیل سے عام طور پر قیدی بہت کم بھاگتے ہیں۔ اور جو بھاگتے ہیں گرفتار کر لئے جاتے ہیں۔ سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کا بیان ہے۔ کہ

"دورانِ قید میں قیدیوں کی تعلیم و اصلاح کی کوشش کرنا اس وقت تک بے سود ہے جب تک قید خانہ کی عمارتیں دل کو ہلا دینے والی اور ہمت کو پست کرنے والی رہیں گی۔ خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے عمارتوں میں کوئی ترمیم اس کی ہیبت ناکی ختم نہ کر سکے گی۔ ان مہیب عمارتوں سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان عمارات کو ڈائنا میٹ رکھ کر اڑا دیا جائے۔ اور ان کی جگہ نئی عمارتیں بنائی جائیں۔"

درجہ بندی

۱۸۷۷ء میں قیدیوں کے ساتھ ایک سا سلوک ہوتا تھا۔ لیکن ۱۸۷۷ء میں ہوم سکرٹری کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ قیدیوں کو مختلف درجوں میں تقسیم کر سکتا ہے۔

یہ اختیار بہت کم عمل میں لایا گیا [1]

اسٹار کلاس

۱۸۷۹ء میں ایک الگ کلاس اسٹار کلاس کے نام سے کھولی گئی ۱۸۹۸ء جیل ایکٹ کے ماتحت صوبجاتی مجرموں کو اختیارات دیئے گئے تھے۔ کہ وہ جرم کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے مجرم کو مختلف درجوں میں بھیجے۔

---

[1] رپورٹ ۱۸۹۵ء کمیٹی صفحہ ۲۸

Marfat.com

اسٹار کلاس کو کوئی خاص رعایت نہیں دیجاتی صرف ان کو عام قیدیوں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ جیل کمشنروں کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹار کلاس کے مجرم بہت کم جیل میں واپس آئے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا ان کی تعداد بڑھتی گئی ۱۹۱۰ء میں مرد ۵ فیصدی اور عورتیں ۱۴ فیصدی تک پہنچ گئیں۔

اسٹیفورڈ جیل کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان اس قسم کے قیدیوں کی تعداد ۳۳ فیصدی تک پہنچ گئی تھی۔

جو لوگ واپس نہیں آئے اس کی وجہ اسٹار کلاس کا سلوک نہیں ہوتا بلکہ ذلت و رسوائی کا خیال اور دوست احباب کی سخت نگرانی ہوتی ہے۔

مقروض مقروضوں کی تعداد ۱۹۲۰ء میں ۲۵۰۴ تھی ۱۹۱۸ء میں ۱۸۳۰ اور ۱۹۱۴ء میں ۱۴۱۳۸ تھی۔

مقروض قیدیوں کو حسب ذیل رعایتیں حاصل ہیں:۔

(۱) اپنے کپڑے پہن سکتے ہیں۔ اپنا کنگا اور برش رکھ سکتے ہیں۔

(۲) شروع قید کے وقت سے دو کتابیں ایک وقت میں رکھ سکتے ہیں۔

(۳) دن میں دو مرتبہ ورزش کرائی جاتی ہے۔

(۴) ہر ہفتہ دوستوں سے ملنے کی اجازت ہوتی ہے۔

۱۸۹۹ء سے قبل ان لوگوں کو شراب منگانے کی اجازت بھی تھی۔ ۱۸۹۵ء میں ڈیپارٹمنٹ نے اس عیاشی کا خاتمہ کر دیا۔ اور ان کو کام پر لگایا جانے لگا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ان سے عام قیدیوں کا سلوک کیا جائے۔

Marfat.com

سنہ ۱۹۰۲-۳ء میں مقروض قیدیوں کی تعداد ۱۶۲۰۳ تک پہنچ گئی۔ تحقیقات پر کمشنروں کو یہ کہنے پر مجبور کیا۔ کہ مقروضوں کی تعداد حالات قید یا سلوک قید پر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا کاروبار کی حالت پر دارومدار ہے۔

مقروض قرضہ کی رقم ادا کر کے رہا کر دئے جاتے تھے۔ مقروض کو زیادہ سے زیادہ ۴۲ دن کی قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔

عام طور پر ۲۱ یا ۲۸ دن کی قید ہوتی ہے۔

ان کے لئے کپڑوں کے پہننے پہنانے، بال کٹوانے، اپنے کپڑے صاف کرنے اور ورزش اور کتابوں کے معاملہ میں خاص رعایت کی جاتی تھی۔ لیکن اتنی نہیں جس قدر اے کلاس کے قیدیوں کے ساتھ کیجاتی ہے۔

اس قانون کا نفاذ خاص طور پر عورتوں کو حقوق ووٹ دینے کے خلاف آواز اٹھانے والوں اور فوجی خدمات سے انکار کرنے والوں پر کیا گیا تھا۔ لیکن کمیونسٹوں اور قانونِ دفاع ملک کے خلاف قدم اٹھانے والوں کو ان مراعات سے دور کیا گیا تھا۔

ہوم سکرٹری کا بیان ہے کہ کوئی خاص مجرم ان رعایتوں کو بطور حق کے طلب نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہر ایک کیس پر علیحدہ غور کیا جانا چاہیے۔

اس قانون کا اثر عام قیدیوں پر بھی پڑا۔ جن لوگوں نے ایک سال کی سزا کاٹ لی ان کو حسب ذیل رعایتیں حاصل ہو گئی تھیں:-

(۱) بجائے ایک ورزش کے دن میں دو مرتبہ ورزش کرنے کی اجازت مل گئی۔

Marfat.com

(۲) باہر سے کتابیں منگانے لگے۔

(۳) باہر سے کپڑے بھی منگانے لگے۔

(۴) بجائے چار ہفتہ کے دو ہفتہ کے بعد ایک خط لکھنے اور بھیجنے کی اجازت مل گئی۔

(۵) ملاقات جنگلے یا پنجرے میں نہیں بلکہ کمروں میں ہونے لگی۔

(۶) دوسرے قیدی سے پیسہ دینے پر کمرہ صاف کرنے کا حق مل گیا۔

(۷) مشقت کے انتخاب کی اجازت مل گئی۔

عورتوں کے حقوق ووٹ کے خلاف جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان کو ایک خاص رعایت یہ بھی ملی کہ وہ ہر ہفتہ ایک گیارہ پونڈ کا پارسل وصول کر سکتے ہیں۔

باوجود ان رعایتوں کے یہ قیدی اول درجہ کے قیدی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ان کو نہ فرنیچر، تجارت کرنے، اور روزانہ کمانے، کتابیں اور اخبارات منگانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

یہ رعایتیں مخصوص قیدیوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا عام قیدیوں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ بہت کم لوگ اس سے مستفید ہوتے ہیں۔

سٹار کلاس یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے سزا پہلی مرتبہ پائی ہو۔ اور عادی مجرم نہ ہوں ان کو علیحدہ رکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں پر عادی مجرموں کا اثر نہ پڑے۔ یہ درجہ ۹۷-۱۸۹۶ء میں جاری کیا گیا۔

Marfat.com

ان کے منتخب کرنیکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پولیس سے ان کے متعلق رپورٹ معلوم کیجاتی ہے کہ آیا انہوں نے پہلے سزا پائی ہے یا نہیں۔

جن قیدیوں کے متعلق سزا یافتہ ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔ ان کو عادی مجرموں میں دسوں انگلیوں کے نشان لیکر بھیجدیا جاتا تھا۔

درجہ اوّل اول درجہ کے قیدیوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء سے سنہ ۱۹۱۱ء تک سالانہ اوسط ۱۶۵ ۵ تھی۔ اول درجہ میں خاص طور پر ٹیکس ایکٹ سنہ ۱۸۹۸ء کے مجرم رکھے جاتے ہیں۔

اوّل درجے کی آسانیاں اور سہولتیں تیسرے درجے والوں سے بہت فائق ہوتی ہیں۔ اول درجے کے قیدیوں کو دوسرے درجوں کے قیدیوں کو ملنے جلنے نہیں دیا جاتا۔

ان کو بہت سے مراعات حاصل ہوتی ہیں جس کا اطلاق انکی مالی حیثیت پر منحصر ہوتا ہے۔ حوالاتی اور اول درجے کے سزا یافتہ قیدی کے حقوق ایک ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے کپڑے پہن سکتے ہیں۔ اخبارات کتابیں جو چاہیں منگا سکتے ہیں۔ پندرہ دن میں تین دوستوں سے پندرہ منٹ تک ملاقات کر سکتے ہیں۔ ایک خط بھیجنے کے لئے اسی عرصہ میں لکھنے کے لئے ملتا اور آیا ہوا دیا جاتا ہے۔ اور یہ قیدی جیل میں اپنی تجارت بھی جاری رکھ سکتا اور روپیہ بھی وصول کر سکتا ہے۔ اپنی آمدنی یعنی خرچ پر اپنا کھانا باہر سے بھی منگوا سکتا ہے۔ اور جیل میں بھی انتظام کر سکتا ہے۔ شراب بھی پی سکے لیکن عیاشی نہیں کر سکتا۔ کسی عورت کو نہیں بلا سکتا۔

Marfat.com

وزیر ٹینگ کمیٹی عام طور پر ان کو عمدہ کمرے کرایہ پر دیدیتی ہے۔ ان کو اپنا فرنیچر اور برتن استعمال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اور چھ پنس یومیہ پر ایک مشقتی قیدی بھی کام کرنے کے لئے دیدیتی ہے۔

ایک گھنٹہ صبح و شام ورزش کی اجازت ہوتی ہے اول درجے کے قیدی جیلوں کے نواب شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ عام طور پر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو باہر عیاشانہ زندگی گذارنے کے عادی اور ملازموں کے بغیر قدم نہیں اٹھاتے۔

اگر یہ اپنا خرچ خود برداشت نہیں کر سکتے تو ان کی حالت دوسرے درجہ والوں کی سی ہوتی ہے۔ عام طور پر اول درجہ کے قیدیوں کی مالی حالت اچھی ہوتی ہے تمباکو نوشی کی اجازت نہیں ہوتی۔ اول درجہ کے قیدیوں پر زیادہ پابندیاں عائد نہیں کیجاتیں۔ ان کی سزا صرف یہ ہوتی ہے کہ کچھ دنوں کے لئے اس کو سوسائٹی سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تاکہ جرم کے ارتکاب سے پرہیز کریں۔

سیاسی قیدی

سیاسی جرائم کو انگریزی قانون جرم قرار نہیں دیتا۔ استعمال مجرم ایکٹ ۱۸۷۰ء اجنبی و غیر ملکی لوگوں کے لئے تھا۔

۱۸۹۷ء کے جیل ایکٹ کے ماتحت جرم کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے اول، دوئم درجہ قائم ہوا۔ چرچل نے ہوم سکرٹری ہونے کے زمانہ میں نیا قانون بنایا جس کی رو سے غیر اخلاقی قیدیوں کو سخت سزا دیجاتی تھی۔ قانون جرچل موجب دوسرے تیسرے درجے کے قیدیوں سے جو بے ایمانی دغابازی اور ظلم و ستم کے مرتکب نہیں ہوتے تھے اچھا سلوک کیا جاتا تھا۔

جو لوگ جرمانہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے جیل بھیجے جاتے تھے یا زیادہ

Marfat.com

سنگین جرموں کا ارتکاب کرتے تھے انہیں دوسرے درجے میں رکھا جاتا تھا۔

لیکن ججوں نے اپنے اختیارات کا استعمال درست نہیں کیا۔ اسی بنا پر درجہ بندی کا مقصد فوت ہوگیا۔

ضابطہ فوجداری سنہ ۱۹۱۴ء کی روسے جیل میں دورہ کرنے والے مجسٹریٹوں کو اختیار دیا تھا کہ وہ جس مجرم کے متعلق ہدایت درجہ موجود نہ ہو اس کو دوسرے درجہ میں رکھوا سکتے تھے۔

درجہ دوم

سنہ ۱۹۱۰ء میں مسٹر چرچل نے ایک ایکٹ پاس کرایا کہ جو قیدی بے ایمانی، ظلم و تشدد کے مجرم نہوں ان کو فسٹ کلاس کی کچھ رعایت دیجا سکتی ہے۔ جس کا استعمال عورتوں پر بھی ہوسکتا ہے۔

درجہ دوم میں جو مراعات دیجاتی ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) اس درجہ کے قیدیوں کو دوسرے درجے کے قیدیوں سے ملنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

(۲) درخواست دینے پر داخلہ کے غسل سے مستثنےٰ کردیا جاتا ہے۔

(۳) درخواست دینے پر چارپائی مل سکتی ہے۔

(۴) اپنی کوٹھری کے علاوہ کسی دوسرے کی کوٹھری کی صفائی کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

(۵) اس درجہ کے قیدیوں کے کپڑے اور درجے کے قیدیوں سے مختلف ہوتے ہیں۔

(۶) اول چودہ دن میں اس درجہ کے قیدیوں کو پلنگ کے ساتھ

Marfat.com

بستر بھی مل جاتا ہے۔

(۷) اُن کو صنعتی کام پر ہی لگایا جا سکتا ہے۔ سخت کام پر نہیں۔

(۸) ان لوگوں کو چار مہینے کے بعد خط لکھنے اور آتے ہوئے خطوں کی اجازت ہوتی ہے۔

(۹) ان لوگوں کو اوروں کے مقابلہ میں زیادہ ملاقات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ملاقات کی مدت پندرہ منٹ ہوتی ہے۔

(۱۰) انکو داخلہ کے وقت ایک کتاب کے بجائے دو کتابیں ملتی ہیں۔

(۱۱) ان کو جو کپڑے ملتے ہیں وہ ادلتے بدلتے نہیں۔ آخر دم تک وہی پہنتے ہیں دوسرے کے پہنے ہوئے کپڑے ان کو نہیں دئے جاتے۔

ان مراعات کے علاوہ تمام سلوک تیسرے درجہ کے قیدیوں کا سا ہوتا ہے وہی بدصورت موٹا لباس ملتا ہے۔ تنہائی کوٹھری میں بند کر دیا جاتا ہے۔ وہی گندی کوٹھریاں ہوتی ہیں۔ البتہ ان کو قید تنہائی کے اعتبار سے زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ دوسرے درجہ کے لوگ عام طور پر کم ہوتے ہیں۔[1] بعض موقع پر قیدی تنہا ہوتا ہے۔

---

[1] کمشنر رپورٹ ۱۹۰۶ء

Marfat.com

ورزش

دن میں ورزش کا جو وقت قیدیوں کو ملتا ہے وہ ان کے لئے بہت خوشگوار ہوتا ہے۔ جب اس قسم کی ورزش کو بھی خوشگوار سمجھا جاتا ہے تو اس سے جیل کی عام افسردگی کا اندازہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ورزش خود اس قسم کی ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ افسردگی کسی اور چیز میں نہیں پائی جا سکتی ہے۔

قیدخانہ کا منظر انتہائی افسردہ کن ہوتا ہے۔ جدھر نگاہ اٹھتی ہے قیدخانہ ہی کے در و دیوار نظر آتے ہیں۔ جہاں ورزش ہوتی ہے وہ جگہ اس قماش کی بنائی گئی ہے کہ اس کے دیکھنے سے پژمردگی پیدا ہوتی ہے۔

ورزش کبھی اتنی ہی پھیکی ہوتی ہے جتنی کہ خود وہ جگہ جہاں ورزش کی جاتی ہے۔ وارڈر ڈیوٹی پر کھڑے رہتے ہیں تاکہ قیدی آپس میں بات چیت نہ کر سکیں۔ وارڈر قیدیوں کو صف سے الگ ہو کر پاخانہ جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ ضابطہ کی رو سے ورزش کا موقعہ اس غرض سے کے لئے رکھا گیا ہے۔ عموماً قیدیوں کی قطار گلی رہتی ہے۔ اور وہ اپنی باری کے لئے منتظر کھڑے رہتے ہیں اور عموماً ۵ فٹ ایک قطار دوسری قطار سے علیحدہ ہوتی ہے۔ بڈھے اور کمزور اندر کے حلقہ میں ہوتے ہیں اور نوجوان اور تیز باہر کے حلقہ میں چلتے ہیں۔ اندر کا حلقہ اکثر ۲۰ فٹ قطر کا ہوتا ہے

Marfat.com

اور اس کے چاروں طرف چلنا ہی بڑھے آدمیوں کے لئے ورزش ہو جاتا ہے جاڑے کے موسم میں افسران باہر کے حلقے کے لوگوں کو اکثر دوڑنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ لنگڑے قیدیوں کو اس کی اجازت ہوتی ہے کہ جو ورزش وہ کر سکیں بیرونی حلقے کے اندر کے چھوٹے راستہ پر کریں۔

وارڈروں کی نگہداشت کے باوجود ورزش کے وقت قیدیوں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کا کافی موقعہ مل جاتا ہے۔ سر اور ہونٹوں کی جنبش کے بغیر بات کرنے اور پیچھے کے آدمیوں سے بات کرنے کا فن قیدی بہت جلد سیکھ جاتے ہیں۔ افسر کے آنے سے پہلے تھوڑے سے وقت میں قیدیوں کو صرف چند لفظ بولنے کا موقعہ ملتا ہے۔ لیکن ورزش کے جو ایک گھنٹہ کا وقت ملتا ہے اس میں بہت کچھ بات چیت ہو سکتی ہے قیدیوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے قریب قطار میں آنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وارڈر سے جہاں تک ہو سکتا ہے اس کی روک تھام کرتا ہے۔

بہت سے ایسے قیدی بھی ہوتے ہیں جو جیل کے تجربہ کے باعث اس قدر افسردہ ہوتے ہیں کہ وہ نہ بولنے یا گفتگو کرنے کی نہ ہمت کرتے ہیں نہ خواہش ہی رکھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ یہ لوگ زمین میں نظریں گاڑے ہوئے یا سامنے والے آدمیوں کی پشت کو اندھے طریقے سے دیکھتے ہوئے قدم کا چکر لفٹ رائٹ کے ساتھ پورا کرتے رہتے ہیں۔ یہ بالکل مرے ہوئی روحوں کا ماتمی جلوس معلوم ہوتا ہے۔

ورزش کا ایک گھنٹہ ختم ہوتے ہوئے بہت سے قیدی تنگ

Marfat.com

آجاتے ہیں۔ ایک چیز کی یکسانیت سے وہ کافی اکتا جاتے ہیں اور ان کا جسم بھی تھک کر چور ہو جاتا ہے۔ ہال کے دروازے سے حکم آتا ہے کہ ان کو اندر جیسے ویسے مشینوں کی طرح کوٹھڑیوں یا ورکشاپوں میں چلے جاتے ہیں۔ جو قیدی باہر کے کام پر مقرر ہوتے ہیں وہ اکثر ورزش شروع ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد ورزش کے میدان سے بلا لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا کام ہی اس کا بدل سمجھ لیا جاتا ہے۔ گرمی کے موسم میں کچھ قیدی ناشتہ سے پہلے ورزش کر لیتے ہیں۔ بارش کے وقت جبکہ باہر ورزش کا موقعہ نہیں ہوتا ہے تو باوجود اس کے کہ ایک بڑے سے قید خانہ میں ورزش بالکل غائب ہو گئی ہے قیدی اپنے ہالوں کے اندرونی حصوں میں ورزش کر لیتے ہیں۔ ایک یا دو قید خانوں میں گورنر ورزش کا وقت دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ آدھا گھنٹہ صبح کے وقت اور آدھا گھنٹہ سہ پہر کے وقت۔ قیدی جیل کی یکسانیت کے توڑنے کا یہ طریقہ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قیدیوں کو اپنی قید کے زمانہ میں سب سے زیادہ سنیچر کی شام اور اتوار کا دن کٹنا مشکل ہو جاتا ہے اور دوسرے اسٹیج کے قیدیوں کی ورزش نہ ہونے کی وجہ سے اور بھی ان کی افسردگی بڑھ جاتی ہے۔ ہمارے سابق قیدیوں نے کہا ہے کہ اتوار کے روز کی ورزش تمام قیدیوں کے لئے ہونا چاہئے۔ ایک کا بیان ہے کہ پہلے اسٹیج کے قیدیوں کے لئے تو اور بھی زیادہ ورزش کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہفتہ بھر کام کرنے کے لئے بھی کوٹھڑیوں میں بند رہتے ہیں۔ ایک اور سابق قیدی کا مطالبہ یہ ہے کہ سنیچر اور اتوار کو شام کے وقت مزید ورزش کا انتظام کرنا ضروری ہے

Marfat.com

ہمارا خیال ہے کہ بعض قید خانوں کے کمشنروں نے سنیچر اور اتوار کو قیدیوں کی بعض جماعتوں کے لئے دوسری ورزشیں بڑھادی ہیں۔ اس کی توسیع تمام قیدیوں کے لئے کرنے کے سلسلہ میں اسٹاف کی کمی کو ایک رکاوٹ بتایا جاتا ہے۔

۱۹۵۰ء کی ڈیپارٹمنٹ کمیٹی نے اس بات کی سفارش کی تھی جمناسٹک کی معمولی کسرتوں کو بھی جاری کرنا چاہیے تاکہ آجکل جو اکتا دینے والا کھیل ہے اس کی جگہ کسی حد تک جمناسٹک لے سکے۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہوا ہے ان سفارشات کو زیر عمل نہیں لایا گیا۔ حالانکہ ایک سے زیادہ گورنروں نے اس تبدیلی کے لئے اصرار کیا اور میڈیکل افسروں کی بالاتفاق یہ رائے تھی کہ اس قسم کی جسمانی ڈرل نابالغ قیدیوں کے لئے بہت مفید رہے گی۔ اور اس کے نتائج بہت اچھے نکلیں گے۔

ذاتی صفائی

ضابطہ یہ ہے کہ قیدیوں کو قید خانہ میں ستھرا رکھنا چاہیے لیکن شہادت یہ ہے کہ صرف بہت ہی خاص حالات میں صفائی ستھرائی کا خیال رکھا جاتا ہے ایک شخص کا بیان ہے کہ میرے تین سال جیل میں رہنے کے زمانہ میں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی قیدی کو صاف ستھرا رہنے کے سلسلہ میں کوئی تنبیہ کی گئی ہو حالانکہ قیدی کھلم کھلا میلے کچیلے رہتے ہیں اور بعض تو فخریہ طور پر بیان کرتے کہ چونکہ ان کو اس بات کا حکم دیا گیا کہ برتنوں کی پالش خراب نہ ہونے پائے اس لئے انہوں نے برتنوں کو بالکل صاف نہیں رکھا۔ کچھ ایسے قیدی بھی تھے جو پانی اور صابون کے استعمال کو بھی برا سمجھتے اور جہاں تک ہو سکتا تھا وہ ہفتہ وار

Marfat.com

غسل میں بھی کم سے کم پانی اور صابن کا استعمال کرتے تھے۔ ایک قیدی کو رہائی ہم سے یہ بیان کیا کہ وہ ایک دوسرے قیدی سے یہ کہہ رہا تھا کہ باورچی خانہ میں کام کرنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ہفتہ میں کم از کم دو مرتبہ غسل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس پر دوسرے قیدی نے جواب دیا کہ یہ فائدہ اس وقت ہو سکتا ہے۔ جبکہ کوئی غسل کرنا چاہتا ہے۔

چونکہ جیل خانہ میں وزیٹر کی حیثیت سے جاتے تھے، بڑے کمروں اور کوٹھریوں کی صفائی دیکھ کر ان پر یہ اثر پڑتا تھا کہ قیدخانوں میں بڑی صفائی رہتی ہے۔ پتھر کے فرش ہر صبح کو خوب رگڑ رگڑ کر صاف کئے جاتے تھے برآمدوں میں لوہے کی سلاخیں خوب چمکتی نظر آتی تھیں۔ اور ٹین کے برتن جو کوٹھریوں میں رکھے ہوئے ہیں انپر جب روشنی پڑتی ہے تو خوب جھلملاتے ہیں۔ یہ ظاہری صفائی دیکھ کر زائرین کے دماغ پر یہی اثر پڑتا تھا کہ قیدخانوں کے متعلق اور جو کچھ بھی کہا جائے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ قیدخانوں میں قیدی صاف رہنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ قیدخانہ میں جو صفائی نظر آتی ہے اس کے لیے قیدیوں کو اپنی ذاتی صفائی بھی قربان کرنا پڑتی ہے۔ اس کے اسباب کی تشریح آئندہ چل کر ہم کریں گے۔

Marfat.com

قیدی عورتیں

دنیا کی تاریخ میں مردوں کی طرح عورتوں کے بھی مجرمانہ اعمال سے موجود ہیں جنہوں نے انسانیت شرافت کو بدنام کیا۔

عہد قدیم کی ظالم عورتیں

جزبیل کے عہد حکومت میں اسرائیل کے بادشاہ اہاب کی بیوی نے بہت سے معصوم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور بعد میں خود بالائی منزل کی کھڑکی سے پھینکی گئی۔ جس کی لاش کو کتوں نے نوچ نوچ کر کھایا۔

زمانہ وسطیٰ میں بھی لیکریشیا بورجیا جیسی چنڈال عورتوں نے اپنے دشمنوں کو زہر دیکر اور ستا ستا کر مارا۔

موجودہ زمانہ میں جولیہ اور اس کی ظالم دوبارہ مجرم اور شوہروں کو قتل کرنے والی اولاد جین گیک ہر بڑ اور بیلی گینس۔ دھوکہ باز اور بیس لاکھ پونڈ اینٹھنے والی مسز ہمبرٹ، اور قابل عورت بیرانکس اور بیدم ہاشیل جیسی عیار عورتیں جنہوں نے شادیوں کے نام پر بہت سے لوگوں کو ذلیل اور بے وقعت بنایا اب بھی انگلینڈ وغیرہ میں موجود ہیں۔

ایسی عورتوں کی زندگیاں بڑی دلچسپ اور قابل عبرت ہوتی ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتی ہیں کہ عورتیں بھی جرم میں مردوں کی طرح ماہر ہو سکتی ہیں۔

Marfat.com

عہد قدیم میں عورتوں کو فوراً سزا اور سخت سزا دیجاتی تھی - آج سے چار ہزار سال قبل کے بادشاہ "حمورابی" کے نوشتہ قانون کے ماتحت ایک فاحشہ زانیہ کو پانی میں ڈبو کر مار دینے کی سزا دیجاتی تھی - اور اسرائیلی قانون کے مطابق سنگ باری سے مار دیا جاتا تھا - حضرت عیسیٰؑ کے دور تک بھی ایسی فاحشہ عورتوں سے نرم سلوک نہیں کیا جاتا - خود حضرت عیسیٰؑ نے اس قسم کی عورتوں کے ججوں سے فرمایا کہ تم میں جو متقی اور پرہیزگار ہو وہ ایسی عورتوں پر سنگ باری کرے - اس کے بعد حکم دیا جاؤ پھر گناہ نہ کرنا -

فاحشہ عورت کی ناک کان کاٹنا

برطانوی انگلستان بادشاہ کے عہد میں ایک فاحشہ عورت کی ناک اور کان کٹوا دی گئی تھی - ایسی ہی سزا غیر سرکاری طور پر ایک مشرقی ممالک میں دیجاتی ہے - خاوند کے قتل کرنے کی پاداش میں عورتوں کو زندہ جلایا جاتا تھا - اور ہزاروں عورتیں اس قانون کی زد میں آئیں - جن پر بدقسمتی سے جادوگرنی ہونے کا الزام لگا تھا -

چھوٹے چھوٹے جرائم کے ارتکاب پر عورتوں کے لئے زیادہ تر کوڑوں کی سزا دیجاتی تھی - جو نہ صرف پوشیدہ مقام پر بلکہ منظر عام پر دیجاتی تھی جبکہ انہیں بیچ بازاروں میں سے گھسیٹ کر لایا جاتا تھا -

عورتوں کو مردوں کے ساتھ بند کرنا

انگلستان کے اندر جبکہ سترھویں صدی میں برائڈویلز کا طریقہ رائج تھا - طوائفوں کو اس میں مرد کے ساتھ بند کر دی

Marfat.com

جاتا تھا۔ اور بہت کم ان برائڈولز جیلوں میں مردوں اور عورتوں کو علیحدہ کیا جاتا تھا نتیجہ بدمعاشی کا بدمعاشی ہوا۔ بدمعاشی نے کافی ترقی کی۔ اس زمانہ میں عورتوں کو وارڈر نہیں بنایا جاتا تھا جو قیدی عورتوں کی دیکھ بھال کرے۔

سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مصلح جیل ہاورڈ کے دور میں بھی کم از کم آٹھ جیل خانے اس قسم کے تھے جس میں زیادہ تر مرد قیدی ہوتے تھے۔ اور ان کے انچارج داروغہ عورتیں ہوتی تھیں۔

مصلح جیل الزبتھ

عام طور پر جس طرح ہاورڈ جیل کی اصلاح کا بانی تھا اسی طرح الزبتھ فرائی قیدی عورتوں کی اصلاح کی بانی تھی۔ جو ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۸۴۵ء میں انتقال کر گئیں۔

الزبتھ فرائی ان دولت مند اور بارسوخ کویکرین خاندانوں میں سے تھی جنہوں نے مجلسی حالات کی اصلاح میں بہت حصہ لیا۔ ۱۸۱۲-۱۳ء کے موسم سرما میں اس نے نیوگیٹ کا معائنہ کیا اور قیدیوں کی زندگی کو ذلیل کرنے والا المناک سانحہ دیکھا۔ کہ ان میں بے ترتیب نیم برہنہ اور جھگڑالو شرابانہ زندگی کی حامل آوارہ گرد بدچلن سزا یافتہ اور حوالاتی عورتیں یکساں طریقے پر رہتی ہیں۔ جن کے چھوٹے بچے انگلیوں سے چمٹے ہوئے تھے۔ اوپر تلے پرواہ سے عورتوں کا ایک جم غفیر ایک جگہ بھر دیا گیا تھا۔ جہاں گندگی اور زہریلے کیڑے بکثرت ہوتے تھے۔ ۱۸۱۶-۱۸ء میں الزبتھ فرائی نے ان عورتوں کی قسمت بدلنے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اور کئی اصلاحات کرانے میں کامیاب ہوئی۔

Marfat.com

الزبتھ کی کوششیں

الزبتھ فرائی کے اس پروگرام کی وجہ سے عورتوں کی جیل کمیٹیاں بنیں جو کہ صحت اور صفائی کا خیال رکھتی تھیں اور قیدی عورتوں کی آئندہ کی فلاح و بہبود کی فکر کیجاتی تھی۔

چنانچہ ۱۸۱۸ء میں انگلینڈ کے اندر ۵۱۸ جیلوں میں سے ۵۹ ایسی جیلیں تھیں جن میں مرد اور عورت قیدیوں کو ایک جگہ رکھا جاتا تھا۔ الزبتھ فرائی نے اس طریقہ کو بند کرایا۔ اور ایک اصلاح یہ کی کہ قیدی عورتوں پر انکی ہم جنس عورتوں کو نگران مقرر کیا۔ یہ قاعدہ ۱۸۳۲ء میں قانونی رو سے نافذ ہوا۔ بنیادی تعلیم، علم و ادب اور مذہبی تعلیم بھی لازمی قرار دیدی گئی۔ قیدی عورتوں کو مفید صنعتیں بھی سکھائی جانے لگیں۔ مثلاً سینا پرونا اور چٹائیں بُننا۔ جس سے ان کی ضروریات کا خرچ بھی کم ہوگیا۔

موجودہ جیل خانے

مردوں کے قیدخانہ کی نسبت عورتوں کے قیدخانوں میں انتظامات کسی قدر بہتر ہیں۔ مگر کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ ایک سا ان کچلنے والا طریقہ، ایک وہی سزا دینے کا تخیل، اصلاحی کوشش سے خالی ضرر رسانی۔ افسری کی دھونس معقول تربیت کا فقدان اور ظلم و سختی دونوں جگہ پائی جاتی ہے جو اس بنا پر رائج ہے کہ محض قیدیوں کو ان کے جرموں کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے۔

غرض کہ دونوں جنس کے قیدخانوں میں ذلت آمیز حرکات اور

Marfat.com

حصول گالیاں دیہاتی ہیں مطلق العنانہ طاقت سے کام لیا جاتا ہے۔ جو سراسر خلاف قانون ہوتا ہے۔ مثلاً وہ کام لے جاتے ہیں جو قانوناً نہیں لینے چاہئیں۔

مجرم عورتوں کی تعداد

۱۹۲۰-۲۱ء میں مقامی اور اخلاقی قید خانوں میں عورتوں کی روزانہ اوسط ۲۲۵ تھی۔ جن میں سزا یافتہ عورتوں کا روزانہ اوسط ۱۷۶ تھا۔

۱۹۱۳-۱۴ء میں مقامی قید خانوں کا روزانہ اوسط ۲۲۳۲ تھا۔ جن میں سزا یافتہ عورتیں روزانہ وسطاً ۵۹ جیل میں داخل ہوتی تھیں۔

۱۹۱۸-۱۹ء میں ۳۲۳ اور ۸۳ کا اوسط تھا۔ ۱۹۱۹-۲۰ء میں ۱۲۰۹ اور ۸۳ کا اوسط تھا۔

یہ نقشہ ظاہر کرتا ہے کہ عورتوں کی تعداد میں کافی کمی واقع ہوتی ہے چنانچہ جہاں ۱۸۷۲ء میں بارہ سو سے زائد عورتیں قید خانوں میں سخت مشقت بھگت رہی تھیں۔ وہاں ۱۹۲۷ء میں صرف ۵۲ عورتوں کی تعداد رہ گئی۔ اور اسی طرح جہاں ۱۸۹۵ء میں ہر ہفتہ میں ایک ہزار کی تعداد جیل میں داخل ہوا کرتی تھی۔ وہاں ۱۹۲۸ء میں ۷۶۳ سارے سال میں قیدی عورتوں کی تعداد شمار کی گئی۔

جیل خانوں کی تعداد میں کمی

قیدی عورتوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے قدرتاً جیل خانوں کی کثرت کم ہوتی تھی۔ ۱۹۱۳ء میں ۴۴ صرف زنانے جیل تھے ۱۹۲۰ء میں ۳۰ رہ گئے

Marfat.com

اور اب صرف گیارہ قید خانے ہیں۔ جس میں تمام انگلستان میں صرف پانچ ہیں۔ اوسطاً پچاس پچاس قیدی عورتیں رہتی ہیں۔ اور چھٹا ایک لڑکیوں کا بوسٹل جیل ہے [1]

مردوں کی نسبت عورتوں کے زیادہ جرائم

۱۹۱۳-۱۴ء میں جن جرائم کا ارتکاب مردوں کے بہ نسبت عورتوں نے زیادہ کیا۔ اس کی تفصیل اور تناسب یہ ہے [2]

زنا بطور پیشہ کرانا اور ناجائز مجمعوں کے لئے مکانات رکھنا مردوں کی تعداد ۱۱۶ اور عورتوں کی تعداد ۲۹۶ تھی۔

اخفائے پیدائش	مرد	۲۰	عورتیں	۲۵
اسقاط حمل	مرد	۴	"	۱۴
عادی شراب نوشی	مرد کوئی نہیں		"	۴
بچوں پر ظلم کرانے اور ان سے غفلت برتنے	مرد	۶۹۷	"	۱۰۵۸

بچوں پر ظلم

جو عورتیں بچوں پر ظلم کرنے کے الزام میں قید ہو کر آتی ہیں وہ انتہائی مصیبت زدہ ہوتی ہیں جو کثیر اولاد کی پرورش کرنے اور گھریلو مصیبتوں کے ہجوم کے باعث اپنی مزاجی اور اعصابی کیفیت کے توازن کو قائم نہیں رکھ سکتیں۔ ان میں سے اکثر عورتیں جاہل اور بے وقوف ہوتی ہیں۔ ان کے یہ مظالم ارادتاً عمل میں آتے ہیں۔ وہ نتیجہ

[1] امپیریزمنٹ [2] انگلش پریزنس ٹوڈے

Marfat.com

ہیں۔ جہالت، غفلت اور بدترین حالت کا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان عورتوں کی خانگی امور کی تربیت دینے کے لئے کوئی کوشش بھی نہیں کی جاتی جو بچے ان عورتوں کے ساتھ جیل میں آتے ہیں ان کی دیکھ بھال نگراں عورتیں کرتی ہیں۔

اسقاط حمل کی مجرمہ

اسقاط حمل کی مجرم عورتوں کی نفسیات پر ایک سے زائد تجربہ کار افسروں کے اس بیان سے پوری طرح روشنی پڑتی ہے کہ یہ عورتیں جیلوں میں ان بچوں سے جو ان کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ بہت ہمدردی کا برتاؤ کرتی ہیں۔

بچہ کشی

عورتوں میں دیگر جرائم میں بچہ کشی کا جرم انتہائی سخت جرم ہے۔ تمام جرائم میں یہ جرم بالکل غیر فطری معلوم ہوتا ہے۔ اور اس جرم کے مرتکب عورتوں کو سوائے پست ذہنیت کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ حالانکہ اس جرم کا ارتکاب مالی مشکلات، شرم، تنہائی اور خاندان سے خارج ہونے کے خوف کی وجہ سے ہوتا ہے۔

عورتوں کو سزائے موت بلکہ حبس دوام

جو عورتیں اس جرم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ ان کو عموماً سزائے موت کا فیصلہ سنایا جاتا ہے۔ لیکن بعد میں اس کی جگہ حبس دوام کی ہلکی سزا کر دی جاتی ہے۔ جو عملی طور پر تین یا چار سال کی سزا کاٹنی پڑتی ہے۔

۱۹۲۱ء سے گذشتہ ۹۶ برس کے زمانے میں ۔۵ عورتوں کو

Marfat.com

سزائے موت کا حکم ہوا جن میں سے صرف ایک عورت ۱۹۰۷ء میں پھانسی پر لٹکائی گئی۔ عورتیں عام طور پر سزائے موت کا حکم سُنکر چیخنے چلّانے لگتی ہیں۔ اور بدحواس ہو جاتی ہیں۔

عورتوں کی ضمانت

عام طور پر بدچلن عورتوں کی ضمانت مجسٹریٹ نہیں لیتے۔ ایک عورت اٹھارہ مہینے جیل میں رہنے کے بعد لکھتی ہے :-

" مجھے ایک مقدمہ یاد ہے کہ جس میں ایک عورت کی جس پر زنا کا الزام تھا ضمانت منظور ہوئی تھی۔ اور یہ وہ موقع تھا کہ جب ایک مرد اور ایک عورت دونوں بدچلنی کے جرم میں ماخوذ تھے۔ مرد نے، خود ہونے ہی ضمانت کی درخواست دی۔ اس کی ضمانت منظور ہو گئی اور دونوں کی ضمانت لے لی گئی "

ضمانت لینے میں کسی خاص وجہ کا بھی کوئی خیال نہیں رکھا خواہ عورت حاملہ ہو) کیوں نہ ہو۔ اور وضع حمل کا وقت بھی کیوں نہ قریب آ گیا ہو۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء کا مشہور واقعہ ہے :-

" ۱۷ برس کی ایک لڑکی پر لندن کی پولیس عدالت میں عام شاہراہ میں توہین آمیز الفاظ کرنے کا الزام لگایا گیا۔ یہ تسلیم کر لیا گیا کہ وہ حاملہ تھی۔ اس کی ماں نے ضمانت پیش کی۔ لیکن منظور نہیں ہوئی کیونکہ مجسٹریٹ کو ضمانت لینے کی کوئی وجہ نظر نہ آئی۔ اس نے فیصلہ میں لکھا کہ قید خانہ میں

Marfat.com

اس کی اچھی خبر گیری ہو گی۔ قید خانہ میں پہنچی بچہ جنا تو فوراً موت کے منہ میں پہنچ گیا۔"

عورتوں کے مقدمات

عورتوں پر مقدمات چلانا اور ان پر بدچلنی کا الزام لگانا معمولی سی بات ہے۔ ایک مرتبہ جیل میں جا پہنچے بعد تجربہ کی بنا پر عورت سمجھ لیتی ہے کہ بیگناہی ثابت کرنے اور صفائی دینے سے اقرار گناہ زیادہ آسانی سے اس کو رہائی دلا سکتا ہے۔ مقدمہ کے ثبوت کے لیے دو شہادت بہت کافی سمجھی جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات ایک شہادت ہی سے لی جاتی ہے۔ اور جیل کا دروازہ دکھلا دیا جاتا ہے۔ مجسٹریٹوں کو عورتوں کو جیلوں میں بھیجنے کی رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ سزا کم ہونے کی وجہ سے یہ جرم زیادتی پاتا جاتا ہے۔

عورتوں کی مشقت

مقامی قید خانوں میں عورتوں کا کام کپڑے دھونا، سینا، بننا، موزوں کی مرمت کرنا ڈاک خانے کے تھیلے بنانا۔ قید خانہ اور افسروں کے کوارٹروں یا کمروں کی صفائی کرنا۔ کھانا تقسیم کرنا اور کوئلہ لیجانا صفائی و ستھرائی کرنا ہے۔

مریض عورتوں کے کام

باہر کے اکثر کام جیسے گھاس کاٹنا، نالی صاف کرنا وغیرہ عموماً دق اور بخار کے مریضوں کو دیا جاتا ہے [1] جو جلد ملک عدم کو سدھار جاتے ہیں۔ گویا تریاق کے بجائے زہر دیا جاتا ہے۔

---

[1] انگلش پریزنس

Marfat.com

کھانا پکانا ان قید خانوں میں جہاں مرد اور عورت دونوں ہوتے ہیں عام طور پر کھانا پکانے کا کام مردوں کے سپرد ہوتا ہے اور ہاتھ سے کھینچنے والی گاڑیوں پر عورتوں کو رکھا جاتا ہے۔ یہ ایک اچھا انتظام ہے جس کی وجہ سے کھانا ٹھنڈا پہنچتا ہے۔ گرم نہیں پہنچ سکتا۔

عورتوں کی مشقت کی اوسط عورتوں کو جن کاموں پر مامور کیا جاتا ہے اور ان سے جو مشقت لی جاتی ہیں ان کی اوسط حسب ذیل ہوتی ہے:-

روٹی پکانے والی	۴
بستر لگانے والی	۴۷
جلد ساز	۲
روئی دھنے والی	۸
کپڑا سینے والی	۲۵
سینے والی	۳۰۳
تھیلے بنانے والی	۵۱
سوتی کا کام کرنے والی	۴۷۱
موزوں وغیرہ کی مرمت کرنے والی	۶۸
جال بنانے والی	۲۶
بادبان بنانے والی	۵
درزی کا کام کرنے والی	۱۸

Marfat.com

رسّی وغیرہ بنانے والی	۱۱۰
کھیت پر کام کرنے والی	۵
پینٹر	۳
سفیدی کرنے والی	۴
صفائی کرنے والی	۲۴۶
کھانا پکانے والی	۲۶
باغبانی کرنے والی	۲۹
ہسپتال کی چپراسی	۲۰
بھٹی جھونکنے والی	۲۷
کپڑا دھونے والی	۴۷۵
	۹۸۰

جن عورتوں کے سپرد کوئی کام ہوتا تھا اُن کا روزانہ اوسط ۴۵۶ تھا۔

کپڑے دُھلنا

مرد اور عورت قیدیوں کے کپڑے ایک ہی جگہ دُھلتے ہیں۔ اور عورت افسروں کے کپڑے بھی وہیں دُھلتے ہیں۔ علاوہ جیل میں سرکاری دفتروں کے کپڑے، جھاڑن اور تولیے دُھلتے ہیں۔ قیدخانوں کے کاموں کی زیادتی اور کمی کی ایک مثال قیدخانہ کے کپڑے دُھلنے سے بھی ملتی ہے۔ اگر قیدخانہ میں عورتیں کم ہوتی ہیں تو مردوں کیلئے باہر کا کام اور کپڑے دُھلنے کا کام کم نہیں ہوتا ہے اور کام کو پورا کرنے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے۔

Marfat.com

اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب عورتیں اتنی کم ہوتی ہیں تو کپڑے دھونے کا کام مردوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ افسروں کا کہنا ہے کہ عورتیں ضرورت کے وقت زیادہ کام سنبھال لیتی ہیں اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتی ہیں جس سے افسروں اور قیدیوں میں اشتراک عمل کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کام کی بے لطفی ختم ہو جاتی ہے۔

ڈاک خانے کے تھیلے سینا

ڈاک خانہ کے تھیلے اور یونیفارم تک سینے کے مختلف قسم کے کام ہوتے ہیں ایک قید خانہ میں ایک اچھے قسم کا کام یعنی وارڈروں کے کپڑے بنانے کا کام کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لئے سینے کی مشین قیدی عورتوں کو مہیا کی جاتی ہے۔

بننے والے کپڑے، تو لئے سوئی کے کام کرنے میں دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بیٹھنے کی سہولتیں نہیں ملتیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر کمرہ مل جاتا ہے تو اس میں روشنی کافی نہیں ہوتی۔ چھوٹے قید خانوں میں برآمدے کی زمین کے فرش پر بیٹھ کر عورتیں کام کرتی ہیں۔ قید خانہ کی عمارتیں اکثر سہ منزلہ ہوتی ہیں جس میں صرف چھت کے روشندان سے روشنی آتی ہے۔ اوپر کی دو منزلیں کی لوہے کی گیلری نیچے کی منزلوں کو بالکل تاریک کر دیتی ہے۔ جو سینے کے لئے بالکل ناموزوں جگہ ہے۔

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا حکام نے اس بات پر غور کیا ہے کہ اس دھندلی روشنی میں کپڑے سینے کا کام کتنا تکلیف دہ ہے۔ ایک قیدی عورت

Marfat.com

نے بتایا :-

"آنکھ پر زور پڑنے کی شکایتیں بکثرت ہوتی ہیں۔ ایک قید خانہ میں گرمی کے موسم میں عورتوں کو میدان کی گھاس پر بیٹھ کر سینے کی اجازت ہوتی ہے - اس میدان کی رونق کے لئے صرف چار کیاریاں ہوتی ہیں"

سینے کا کام بھی کوٹھڑیوں میں لیا جاتا ہے - اور کبھی بہت سے قیدی ایک ساتھ باہر بیٹھ کر کام کرتے ہیں - ایک قیدی عورت جو دن بھر باورچی خانہ میں متعین رہتی تھی - بیان دیتی ہے - کہ

"اس کو اپنی کوٹھڑی میں ایک ہفتہ کے اندر ۱۲ ڈاک خانے کے تھیلے سینے کے لئے دئے جاتے تھے"

چھٹی اتوار کے روز قیدی عورتوں سے کام نہیں لیا جاتا - بلکہ چھٹی کر دیجاتی ہے - لیکن اس بات کی ہدایت کر دیجاتی ہے - کہ سینے پرونے کا سامان کوٹھڑی میں چھوڑ دیا جائے - تاکہ ایک عورت اگر چاہے تو وہ اس مشغلہ میں اپنا وقت گذار سکے - عام طور پر عورتیں تنہائی سے بہتر اس مشغلہ کو سمجھتی ہیں - اور اتوار کے روز بھی سینے پرونے کا کام کرتی ہیں -

خوراک مرد اور عورتوں کی غذا میں معمولی سا فرق ہے - صرف چار عورتوں کی خوراک میں زیادہ ہوتی ہے - ۱۹۱۳ء کے بعد سے سوائے خشک روٹی اور چائے یا کوکو کے کچھ نہیں دیا جاتا تھا - موجودہ حالت کچھ سُدھر گئی ہے - لیکن پھر بھی عورتوں کی خوراک مردوں کی بہ نسبت کم ہوتی ہے -

Marfat.com

ترکاریاں

مقامی طور پر ترکاریوں میں فرق ہوتا ہے جن قیدخانوں میں باغ ہیں ان میں بہتر ترکاری اور مختلف ترکاریاں مہیا کی جاتی ہیں۔ وہاں غذا کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جہاں باغات نہیں ہوتے وہاں انتہائی نکمی ترکاریاں قیدیوں کو کھانی پڑتی ہیں۔

سور کا نکمہ گوشت

عام رائے ہے کہ کوکو اور روٹی اچھے قسم کی ہوتی ہے۔ لیکن مچھلی اور سور کا گوشت اکثر کھانے کے ناقابل اور بکرہ شکل کا ہوتا ہے۔

حاملہ عورتوں کی رعایتی غذا

مشقت کرنے والی عورتوں کو ناشتہ بھی کچھ زائد ملتا ہے۔

حاملہ عورتوں کو غذا کبھی قدرے زائد ملتی ہے اور سزا یافتہ قیدیوں کے راشن میں کچھ نہ کچھ بڑھا دیا جاتا ہے۔

لمبی سزا والے قیدیوں کے لئے یہ سزا انتہائی نا مناسب اور اکتا دینے والی ہوتی ہے۔ بعض جیلیں خراب کھانے کی وجہ سے مشہور رہیں مثلاً لورپول جیل۔ لیکن اس کے مقابلہ میں السبری کی جیل اچھی شہرت کی مالک ہے وہاں تازہ پیاز چائے کے ساتھ بھی دیجاتی ہے۔ جو قیدی اس جیل سے لورپول جیل میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں تو وہاں پہنچکر ان چیزوں کے نہ ملنے سے سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

زنانہ جیلوں کے افسر مرد

عورتوں کی جیلوں میں گورنر سے لیکر نیچے تک کل افسر مرد ہوتے ہیں۔

Marfat.com

صرف ہالووے کی جیل میں ایک ڈاکٹر عورت ہوتی ہے - ان قیدی عورتوں پر مردوں کا قبضہ انتہائی غلط اصول پر مبنی ہے - چنانچہ ایک سابق قیدی عورت تعزیری اصلاح لیگ کی کانفرنس منعقدہ ۱۹۱۷ء میں اپنے احساسات کا ان الفاظ میں اظہار کرتی ہے -

" افسران جیل کی لاپرواہی کی وجہ سے میں بیمار ہوگئی - اور کل دوران قید میں صرف چار مختلف دنوں میں صرف چار گھنٹے کی ورزش کے لئے اپنا کمرہ چھوڑ سکی - لہذا میری کوٹھری ہی میرا کھانے کا کمرہ سونے کا کمرہ - نہانے کا کمرہ اور پیشاب خانہ تھا - یہ کوٹھری کیا حالت کرتی ہے اس کا اندازہ لگا لیجئے - اور اس سے زیادہ اس بات پر غور کیجئے کہ مرد گورنر، مرد ڈپٹی گورنر، مرد ڈاکٹر، مرد پادری، مرد مجسٹریٹ، مرد انسپکٹر سب کو یہ حق حاصل ہے کہ سونے کے کمرے میں بلا اطلاع بلا اجازت بلا کھٹکھٹائے داخل ہو جائیں -

میں اس سے زیادہ کچھ اور نہیں کہنا چاہتی - حاضرین میں سے کوئی بھی شادی شدہ یا غیر شادی شدہ ایک عورت بھی یہ گوارا نہیں کرسکتی - کہ کوئی اجنبی اس کے کمرے میں اس طرح یکدم داخل ہو جائے "

حاملہ عورتوں کا محافظ خانہ جیل

تجربہ بتاتا ہے کہ عورتوں کی بہت بڑی تعداد جب وہ قامی

Marfat.com

قید خانوں میں داخل ہوتی ہیں) حاملہ ہوتی ہے۔ اس حالت میں عورتوں کے داخلہ کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ بعض اوقات جیل کے ڈاکٹر اچھی شہرت و محنت کے مالک ہو جاتے ہیں۔ تو عورتیں چھوٹے جرائم کر لیتی ہیں۔ تاکہ جننے کے لیے جیل میں رہ سکیں۔ یہ جیل کے باہر کے حالات پر ایک ملامت ہے ¹

انگلینڈ کی تھوڑی مدت کی قیدی عورتوں کے بارے میں جو حاملہ ہو جاتی ہیں، کا عام قاعدہ ہے کہ ڈاکٹر ان کے بارے میں رپورٹ کرتا ہے۔ اور وہ رہا کر دی جاتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بڑی تعداد بچوں کی جیل میں ہی پیدا ہوتی ہے۔

قید خانوں میں بچے

قید خانہ میں پیدائش کے اعداد و شمار سرکاری طور پر شائع نہیں کئے جاتے۔ اب یہ رواج ہے کہ جب بچہ جیل میں پیدا ہوتا ہے تو اس کا پتہ اس کے پیدائش کے سرٹیفکیٹ پر نمبر اسٹریٹ وغیرہ درج کر دیا جاتا ہے۔

زچگی کے لئے ماں جیل کے اسپتال میں رکھ دی جاتی ہے۔ بعد میں بچہ شریک کوٹھری ہو جاتا ہے۔ ایک جیل میں ماں اور بچہ کے لئے دوہری کوٹھریاں بھی ہیں۔ لیکن اتنی تاریک کہ کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بچے کے کپڑے حکام جیل مہیا کرتے ہیں۔ ماں کو یہ کپڑے بنوانے نہیں پڑتے۔

بچہ والی سزا یافتہ عورتوں کو جیل میں بچہ لانے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ ڈاکٹر یہ سرٹیفکیٹ دیدے کہ بچہ ماں کے بغیر نہیں رہ سکتا جو بچہ تندرست ہوتا ہے۔ یا ماں سے جدا ہونے کے قابل ہوتا ہے اس کو مجسٹریٹ کے حکم حاصل کرنے کے بعد جدا کیا جا سکتا ہے۔ جب بچہ بارہ مہینے کا ہو جاتا ہے اور

---

¹ انگلش پریزنس ٹوڈے

Marfat.com

ڈاکٹر سمجھتا ہے کہ بچہ کو باہر جانا چاہئے تو وہ رپورٹ کرتا ہے۔ ایسے بچے کو رہا کرنے سے قبل گورنر رشتہ داروں سے معلوم کرتا ہے کہ آیا وہ بچہ کو لینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ لینے کے لئے تیار نہ ہوئے تو کمشنر کو اس فیصلے کے لئے رپورٹ کرے گا۔ کہ آیا بچہ اور زمانہ کے لئے روکا جائے۔ یا ورک ہاؤس میں بھیجا جائے۔ اگر بچہ جیل میں نہیں رکھا جاتا تو اسے ورک ہاؤس میں بھیجدیا جاتا ہے۔

بچہ کا پلنگ

جس عورت کے ساتھ بچہ ہوتا ہے اس کو ایک بچہ کا پلنگ دیا جاتا ہے۔ اور عورت قیدی سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بچے کے رات کے استعمال کے لئے ہے۔ اور اس کو متنبہ کر دیا جاتا ہے کہ اگر وہ خلاف ورزی کرے گی تو اس کی رپورٹ ہوجائیگی۔ اور اگر کوئی حادثہ ہو جائے گا تو اس کی ذمہ دار وہ ہوگی۔

کسی جیل میں زیادہ بچے ہوتے ہیں تو ایک نگران کی نگرانی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ بعض مرتبہ ماں اور دادی تک بچوں کی جیل میں ہوتی ہیں۔ ماں کے لئے بچوں کی موجودگی کچھ نہ کچھ لطف وانانیت پیدا کر دیتی ہے۔ بہت سی عورتوں کے لئے بچہ کا دیکھنا ہی خوش کن ہوتا ہے۔ ایک لڑکی کا ذکر ہے۔ جو سخت مزاجی میں جواب نہیں رکھتی تھی۔ اور بہت سی سزا میں اٹھا چکی تھی۔ وہ ایک چھوٹے بچے کے ساتھ رہنے سے نرم پڑ گئی تھی۔ اور اس کے مزاج کی سختی بہت کچھ کم ہوگئی تھی۔

عورتوں کا جا قیام

سزا یافتہ عورتیں لیورپول کے والٹن جیل میں رکھی

Marfat.com

جاتی ہیں۔ جو جیل کے انتہائی اندرونی عمارت میں ہے۔ یہ جگہ مردوں کی حراست کی جگہ سے اس قدر نزدیک ہے کہ مردوں کی گفتگو جو اکثر خراب اور ناشائستہ ہوتی ہے۔ صاف صاف سنائی دیتی ہے۔

سلائی کا کمرہ سزا یافتہ عورتوں کے لئے سلائی کے لئے ایک اچھا کمرہ اور ایک اچھی لانڈری ہے۔ جس میں مقامی قیدی بھی حصہ لیتے ہیں۔ سزا یافتہ حکام کے اور اپنے کپڑے دھوتے ہیں۔ اور لوہا لگاتے ہیں یعنی استری کرتے ہیں۔ باقی سب مقامی قیدی بقایا کام کرتے ہیں۔

سزا یافتہ عورتیں، عورت افسروں کے واسطے کھانا پکاتی ہیں اور ان کا دیگر خانگی کام کرتی ہیں۔

مراعاتی سامان طویل مدت کی قیدی عورتوں کے لئے کچھ مراعات بھی ہیں۔ ان کو شروع سے ایک بستر ایک چٹائی۔ ایک کرسی پوسٹ کارڈ اور فوٹوگراف وغیرہ کی اجازت ہے۔ رومن کیتھلکوں کے کمرے میں مسیح کی صلیب بھی ہوتی ہے۔ میز کا کپڑا اور ایک پانی کا برتن بھی مزید دیا جاتا ہے۔ عام طور پر ان کی تلاشی بھی نہیں ہوتی۔ گو اچانک تلاشی کچھ ہفتوں میں ایک بار ہوتی ہے یہ اس وقت ہوتی ہے جب کھانے کی چوری کا شبہ ہوتا ہے۔

رعایتیں مرد کے مقابلہ میں عورتوں کے ساتھ جیل افسران قانونی طور پر رعایتیں روا رکھتے ہیں۔ اگر ان کا کام اور چال چلن اچھا رہت ہے تو ایک تہائی مدت سزا میں کمی کر دی جاتی ہے۔ لیکن مردوں کے لئے صرف

Marfat.com

ایک چوتھائی کم کی جاتی ہے۔ بارہ برس کی سزا یافتہ عورت کو اس بات کی بھی اجازت مل جاتی ہے۔ کہ وہ سزائے مدت کے آخری نو مہینے کسی مناسب پناہ گاہ یا مکان میں گذارے۔

عورتوں کا بڑا جیل ہالوے

انگلینڈ میں عورتوں کی سب سے بڑی جیل ہالوے جس میں قیدیوں کی تعداد ۱۹۲۷ء میں ۳۱۰ تھی۔ ان قیدیوں میں بہت سی عورتیں کئی بار آ چکی ہیں۔ ان میں سے ۴۰ فیصدی جیب کترنے والی ہیں یا معمولی چوری کی مجرمہ تھیں۔ اور ۵۰ فیصدی ان میں طوائفیں اور شرابی نشہ باز عورتیں تھیں۔

ہالوے جیل کی عمارت باوجود خوبصورت ہونے کے بدصورت ہے اور بدعنوانیوں میں دیگر جیلوں کی طرح گھری ہوئی ہے۔ انگلستان میں صرف یہی ایک جیل ہے جس میں لیڈی جیل سپرنٹنڈنٹ ہی ہے۔ مگر نتائج کے اعتبار سے انتہائی کامیاب ہے اور تعجب ہے کہ دوسری جیلوں نے اس کے طریقوں کی تقلید کیوں نہیں کی۔ وہاں پورے وقت کام کرنے والی لیڈی ڈاکٹر ہیں اور بے منظم ڈسپلن قائم رکھنے والی عورتیں ہیں۔ جس میں ۳۱ تربیت یافتہ دائیاں ہیں۔ یہ بڑا اسٹاف تین سو پچاس قیدیوں کے لئے رکھا گیا ہے تاکہ قیدیوں کو ٹریننگ دی جاسکے۔ اور دوسرے جیلوں کے لئے محفوظ رکھا جا سکے۔

انتظام

تمام جیل کو حسب ذیل آٹھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے جس کا انتظام وسیع ہونے وجہ سے بہ آسانی ہو جاتا ہے۔

(۱) اسٹار پہلی بار کی مجرم عورتیں (۲) کم سن سولہ سے اکیس سال تک۔

Marfat.com

(۳) پرانے مجرم (۴) طوائفیں (۵) بوڑھے اور ضعیف (۶) پاگل (۷) اچھوت (۸) حاملہ۔

حوالاتیوں کی بھی تقسیم اس طرح ہوتی ہے :۔

جیل کی صنعتوں کو فیل کرنے کے لئے باہر کی ٹریڈ یونین رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ لیکن جیل کی عورتیں اپنی گھریلو ضروریات کے کاموں کو انجام دیتیں مثلاً کھانا پکانا۔ کپڑے دھونا۔ سینا پرونا۔ ڈاک کے تھیلے بنانا، اور پولیس افسر عورتوں کے لئے کپڑے وغیرہ تیار کرنا ان کی مشقت ہوتی تھی۔

اصلاحی کاموں میں پرشام کو تعلیمی کلاسیں اور ہفتہ میں اتوار کو گانا بجا مختلف قسم کے کام اور گھریلو زندگی پر لیکچر دینا اور کشیدہ کاری سکھانا شامل تھے

رہا شدہ عورتوں کی امداد

رہا شدہ قیدی عورتوں کی امداد کے لئے بھی ایک سوسائٹی بنی ہوئی ہے جن میں سے ۶۳ عورتیں سزا یافتہ عورتوں سے ملنے آتی ہیں۔ یہی کمیٹی عورتوں کی رہائی کے بعد کام تلاش کرتی ہیں۔ جب تک ان کو کام مہیا نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک ان کو ایک خوشگوار ہوسٹل میں رکھا جاتا ہے۔ جس کی مالکہ ایک تنخواہ دار عورت ہوتی ہے۔

عورتوں کی اصلاح کے لئے جیل

انگلستان کی مجرم عورتوں کی اصلاح کیلئے

انگلینڈ میں الزمبیری پر ایک ہوسٹل درسگاہ ہے جو کامیاب نتائج میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ اس کی پہلی منتظمہ مس ارنچھ نڈ تھیں جو کر کلکتہ میں عورتوں

Marfat.com

بچوں کے ہوسٹل کاموں میں عمدہ خدمت انجام دے رہی ہیں۔ کرنل بارکر انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب اپنی تصنیف میں اپنے معائنہ کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:۔

"میں آخری بار سنیچر کی شام کو اس ہوسٹل میں گیا اور میں دیکھ کر حیران ہوا کہ ادھر جانے والی سڑک بہت سی پرائیویٹ موٹروں سے رکی ہوئی تھی۔ اس کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اور اچھی اچھی پوشاکوں میں ملبوس آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ دروازے کی افسر سے تعارف ہونے کے بعد ہم نے لڑکیوں کی کام کی سالانہ بکری دیکھنے کے لئے کہا گیا۔ بکری کی چیزیں جیل کے بڑے لیکچر ہال میں سجائی گئی تھیں اور اتنی شاندار نمائش تھی کہ ہم جب باہر نکلے تو بہت سا سامان ہمارے پاس تھا اور بٹوے خالی تھے۔ لیکن جانے سے قبل ہم نے کھانے پکانے کی چیزوں کا لطف اٹھایا جو کہ کھانے پکانے والی جماعت کی لڑکیوں نے تیار کی تھیں اور دوسری میزبان لڑکیوں کی ٹکڑی نے خاموشی اور قابلیت کے ساتھ مہمان نوازی کی خدمت انجام دی۔ یہ وہ لڑکیاں تھیں جو اس درسگاہ میں آنے سے پہلے بدترین مجرم تھیں۔ وہاں کی منتظمہ مس ایل بارکر سی۔ بی۔ ای نے ہمیں بتایا کہ ان ۶۵ عورتوں میں داخلہ کے وقت چار ہی ایسی تھیں جو گھریلو کام میں ماہر ہوں۔ ان کی رائے میں ان کی جیل میں آنے کی وجہ

Marfat.com

ان کاموں کا نہ جاننا ہی ہے۔"

اس ہوسٹل میں عام لڑکیاں سلسلہ وار تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ تین مہینہ لانڈری اور سینے پرونے والے کمرے اور مطبخ میں کام کرتی ہیں اور چھ مہینے ان کو قیدیوں کے مطبخ اور دیگر دستکاری کے کاموں میں لگایا جاتا ہے۔ ان کی بنی ہوئی چیزیں فروخت کر دی جاتی ہیں۔ نفع حکومت کو نہیں دیا جاتا اور نہ ہی لڑکیوں کو بلکہ عام فنڈ میں ڈالدیا جاتا ہے۔ چنانچہ جلین لڑکیوں کی یہ تفریح میں خرچ کیا جاتا ہے۔ ان کو باہر گھریلو زندگی کی زیادہ تر تربیت دیجاتی ہے بہت سی لڑکیوں کی جیل حکام کے معرفت شادیاں ہی ہو جاتی ہیں اور ان کی مانگ کافی رہتی ہے۔ جب کوئی لڑکی رہا ہوتی ہے تو فوراً ہوسٹل سوسائٹی اس کے مستقبل کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ اور اس وقت تک کوئی لڑکی رہا نہیں کیجاتی جب تک اس کے لئے ملازمت وغیرہ کا معقول انتظام نہ ہو جائے۔ بات انتہائی قابل تسکین ہے کہ ۷۰ فیصدی کامیاب نتائج برآمد ہوتے ہیں اور خاص طور پر شادیاں کرنے والی عورتوں کا مستقبل اور بھی چمکدار ہو جاتا ہے اور جو لڑکیاں شادی کر لیتی ہیں وہ شاذ و نادر ہی جرم کا اعادہ کرتی ہیں اور جیل میں واپس آتی ہیں۔ ہوسٹل کی منتظمہ کی یہی رائے تھی کہ کسی نوجوان لڑکی کو جیل میں نہیں بھیجنا چاہئے جبتک وہ اس ہوسٹل کی نظر بندی کے ایام پورے نہ کرے۔

انگلینڈ کے علاوہ یورپ کے تمام ملکوں کی جیلوں میں عورت کے ساتھ زیادہ تر غیر سرکاری ایجنسیوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ غیر سرکاری ایجنسیاں

Marfat.com

عام طور پر مذہبی اصولوں پر مبنی ہوتی ہیں اور مذہبی ادارے ان کو چلاتے ہیں اس لئے ان کے داخلہ کے لئے لازمی ہے کہ تمام قیدی اس مذہب سے تعلق رکھتے ہوں جس مذہب سے ایجنسیوں کے بانیوں کا تعلق ہو۔ بانیوں کا مذہب رومن کیتھولک تھا۔ ایسا طریقہ رومن کیتھولک ملکوں میں آسانی سے چل سکتا ہے۔ جیسا کہ اٹلی میں ہے۔ لیکن ہندوستان جیسے ملک میں اس طریقہ کا مروج ہونا ناممکن ہے۔

ان غیر سرکاری ایجنسیوں کا گورنمنٹ معائنہ کرتی ہے اور ان کو گرانٹ دیتی ہے اور لقایا خرچ قیدیوں کے تیار شدہ سامان کو فروخت کر کے چلایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ طریقہ فائدہ مند ہے۔ ڈسپلن اچھا ہے عمارتیں صاف ستھری اور قرینہ کی ہیں۔ قیدیوں کی زندگی اچھی گذرتی ہے اور مذہبی طریقوں کی وجہ سے اس کا اثر اچھا ہوتا ہے۔

تعلیم سوائے جرمنی کے تمام ایجنسیوں میں ابتدائی دیجاتی ہے اور خانگی کام اچھی طرح سکھایا جاتا ہے۔ جو عورتیں جیل سے رہا ہوتی ہیں وہ دیانت دار اور ایماندار بن کر نکلتی ہیں۔ رنڈیوں کی اصلاح کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا۔ ان کی اصلاح مشکل سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ اس میں ایک ہی قسم کی نہیں ہوتیں۔ الملی کے جیل خانوں میں اس طبقہ کی بہت بری حالت ہے۔ ان کو دوران کے دور میں ہر ایک قسم کے قیدی کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ البتہ سزا کے بعد انکو علیٰحدہ خانہ میں بھیجدیا جاتا ہے۔ اور ان کی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں دیجاتی۔

ڈاکٹر گورڈن[1] کے نزدیک فرانس کی جیل میں مستورات کے ساتھ جو طریقہ

---

[1] پینل ڈسپلن باب صفحہ ۲۰۵

Marfat.com

اختیار کیا جاتا ہے وہ بہترین ہے۔ وہاں کے جیل خانے بھی اچھے ہیں اور قیدیوں کے ساتھ سلوک بھی قابل اطمینان کیا جاتا ہے چھٹیوں اور ملاقاتوں کی عام اجازت ہے۔ ان کو ان کے کام کی تنخواہ دیجاتی ہے۔ جس میں سے قیدی عورتیں اپنی ذات پر بھی خرچ کرسکتی ہیں۔ جس کیوجہ سے خوراک میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ گورنمنٹ ان کو دونوں وقت کا معمولی سامان خوردونوش دیتی ہے لیکن قیدی عورتیں اپنی تنخواہ میں تسلی بخش خوراک بھی فراہم کرلیتی ہیں۔

کم مدت کی سزا کی قیدی عورتوں کو اپنی سزا قید تنہائی میں گذارنی پڑتی ہے۔ لیکن جب قیدی عورتیں کوٹھڑیوں میں جاتی ہیں تو ان کو پردے میں رہنا پڑتا ہے۔ قیدی عورتوں کو سوائے اپنی کوٹھریوں کے صاف کرنے کھانا پکانے کے اور کوئی کام کرنا نہیں کرنا پڑتا۔ خوراک کے علاوہ پہننے کے کپڑے بھی قیدی عورتیں جیل کی دوکان سے خرید کر پہن سکتی ہیں۔ وہاں قید تنہائی اس قدر سخت نہیں ہے جس قدر کہ انگلینڈ کے جیل خانوں میں سخت ہے۔ وہاں کوٹھریاں لمبی ہوادار اور مزین ہوتی ہیں۔ فرنیچر عمدہ اور پانی کا معقول انتظام ہے۔ بجلی بھی کل جیل خانوں میں فٹ ہے قیدی عورتوں کو جیل خانوں میں سوائے جیل کی سزا کے قید تنہائی نہیں دیجاتی۔ وہ لمبی بارک میں سوتی ہیں اور بڑے کمروں میں کھانا کھاتی ہیں۔ ان کے پڑھنے لکھنے کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ وہاں بڑی ہوادار فیکٹریاں ہیں جن کو گورنمنٹ کے ٹھیکیدار مشینری اور تمام سامان مہیا کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ ٹھیکیدار کو خاص تعداد میں کام کرنے کے لئے عورتیں دیتی ہے جن کو ٹھیکیدار

Marfat.com

کام کے عوض تنخواہ دینا ہے۔ اور ان کو کام سکھاتا ہے۔

تمام جیل خانے اس نظام کے ماتحت چلائے جاتے ہیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ عورتیں ٹھیکیدار کے لئے کام کر سکیں۔ مطبخ اور دھوبی خانوں میں عملہ مشتمر کی کی وجہ سے کام معقول طریقہ پر انجام پاتے ہیں۔

جو تنخواہیں عورتوں کو دیجاتی ہیں اور جو نرخ مال کے مقرر کئے جاتے ہیں اس کا فیصلہ چیمبر آف کامرس کرتی ہے اس لئے جیل سے باہر کی ٹریڈ یونین کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

قیدی عورتوں کو جو تنخواہیں دیجاتی ہیں ان سے وہ صرف جیل کے اندر ہی فائدہ نہیں اٹھاتیں بلکہ ان سے بہت حد تک خاندان کو مدد ملتی ہے۔

اس طرح جیل خانوں میں قیدی عورتیں تجارتی کام سیکھ لیتی ہیں اور رہائی کے بعد ان ہی فیکٹریوں میں ٹھیکیداروں کے ماتحت کام کر سکتی ہیں۔

Marfat.com

جیل کے جرائم اور سزائیں

اُصولِ سزا

جیل میں سزا دینے کا اصول حکام کی مرضی اور سمجھ پر ہے وہ قیدی کے جس فعل کو "ڈسپلن" کے خلاف سمجھیں اسکو قیدی یا کوئی غلط کہنے کا حق نہیں رکھتا۔ قیدی کا ہر فعل جرم ہے جس میں آزادی کا ذرا سا شائبہ بھی پایا جاتا ہے۔ افسر سے بے نیاز ہونا۔ عاجزی اور انکساری اور چاپلوسی کو بالائے طاق رکھنا قیدی کا سب سے بڑا جرم تصور کیا جاتا ہے قیدی سادگی کے ساتھ چلتا ہے تو افسر کو دکھلتا ہے۔ گستاخ کہہ کر پیشی کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ قیدی بے تکلف گفتگو کرتا ہے تو ناگوار معلوم دینے لگتا ہے۔ بدتمیزی کے الزام میں سزا دلوائی جاتی ہے۔ اور اسی طرح اگر وہ کبھی کو ہنس کر دیکھ لیتا ہے تو مجرم گردانا جاتا ہے۔

کہا یہ جاتا ہے قیدی قید خانہ کے قواعد و ضوابط کی پابندی نہیں کرتے اس لئے سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قواعد و ضوابط بھی اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جن پر عمل اور پابندی ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ قیدی کبھی بھی سزا سے بچنے کی اُمید نہیں کرتے۔

چنانچہ جیل کی بے آئین سزائی اصول کی دنیا کا ذکر تحقیقاتی کمیٹی ۲۱-۱۹۲۰ء کے ممبران نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

Marfat.com

"قیدیوں کا نامناسب برتاؤ مثلاً کسی دوسرے قیدی کے ساتھ کسی قسم کا تشدد کرنا تساہل کرنا بد تہذیبی کرنا یا عبادت گاہ میں کوئی بیہودگی کرنا ہی صرف ان کو سزا کا مستحق قرار نہیں دیدیتا۔ بلکہ اگر قیدی کوئی بات کرتا ہے تو وہ سزا کا مستحق سمجھا جاتا ہے اگر وہ سیٹی بجاتا یا گاتا یا کوئی بھی غیر ضروری آواز نکالتا ہے۔ اگر اس کی کوٹھری کے ٹین افسر کی خوشنودی کے لئے صاف نہیں کرتا۔ بغیر اجازت کے اپنا مقام مقررہ چھوڑتا ہے۔ اگر وہ اپنی کوٹھری میں پنسل یا کوئی ممنوع چیز رکھتا ہے۔ اگر بغیر اجازت وہ کسی قیدی کو کوئی چیز دیتا یا اس سے کوئی چیز لیتا ہے تو وہ مجرم قرار پاتا ہے"[1]

گورنر جیل کی عدالت

ان حرکتوں کے ارتکاب کرنے میں دیر نہیں لگتی کہ ملازم جیل فوراً پیشی کرانے کے کاغذات کی تکمیل میں لگ جاتا ہے۔ اور چیف وارڈر کی مدد سے گورنر کے دربار میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں افسران کی حسب منشا کارروائی عمل میں آتی ہے۔ گورنر ایک میز پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا کلرک بائیں جانب۔ چیف وارڈر یا ڈپٹی گورنر اس کے پیچھے اور رپورٹ افسر سامنے قریب کھڑا ہو جاتا ہے۔

موخرالذکر جرم بیان کرتا ہے۔ جس کو گورنر یا اس کا کلرک اپنی نوٹ بک میں نوٹ کر لیتا ہے۔ عام طور پر قیدی سے پوچھا نہیں جاتا۔ اگر پوچھا

---

[1] انگلش پریزنس ٹوڈے

Marfat.com

بھی جاتا ہے ۔ تو پہلے قیدی ہیبت کی وجہ سے الزام سے نہ منکر ہوتے ہیں اور نہ اقرار کرتے ہیں ۔ نہ کوئی صفائی دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں ۔ اس کے بعد گورنر سزا کا حکم سُناتا ہے ۔ اور جرم و سزا کی کتاب میں مخصوص چیزیں لکھ لیجاتی ہیں ۔ اور قیدی کو سزا کے لئے کوٹھری میں دھکیل دیا جاتا ہے ۔

کمیٹی و ڈائرکٹر

اگر قیدی کے خلاف بڑا الزام ہے ۔ یا اس سے ایک ہی جرم دوبارہ سرزد ہوا ہے تو گورنر اس کی رپورٹ وزٹنگ کمیٹی کے ممبر کو کرتا ہے ۔ یا وہ اخلاقی مجرم ہوتا ہے تو اس کی رپورٹ ڈائرکٹر کو کرتا ہے ۔ ڈائرکٹر کو اس کا اختیار ہے کہ اگر مجرم اپنے کئے ہوئے پر اظہار افسوس کرے اور یہ یقین دلائے کہ آیندہ یہ جُرم نہیں کیا جائیگا تو کمیٹی یا ڈائرکٹر قیدی کی سزا کا ایک حصہ کم کرسکتا ہے ۔

میڈیکل افسر کی منظوری سے سزا

کسی قیدی کو سزا اس وقت تک نہیں دیجا سکتی جبتک میڈیکل افسر اس کو مناسب نہ سمجھے ۔ اور اس کی اجازت نہ دے ۔ جس فارم کی خانہ پوری میڈیکل افسر کرتا ہے ۔ وہ اس طرح کا ہوتا ہے ۔

میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے فلاں رجسٹر نمبر کا آج معائنہ کیا وہ مختلف قسم کی حسب ذیل سزائیں بھگتنے کے قابل ہے ۔ اور یہ بھی کہ وہ ہے ۔ ہتھکڑی بیڑی زنجیریں ، جسم کی بیلٹ ، اور کینوس کی پوشاک ہیں ۔

(نقشہ دوسرے صفحہ پر دیکھئے)

Marfat.com

کیفیت	بیان سزا				
	جسمانی		غذا کے پیالے		قید تنہائی
خصوصاً دماغی حالت کے بارے میں	سرخ لکڑی کی بیت	ایک دوسری قسم کا بیت	نمبر۱	نمبر۲	

یہاں فٹ یا ان فٹ لکھا جاتا ہے

دستخط

میڈیکل آفیسر

عام طور پر میڈیکل افسر اس قاعدہ پر باقاعدگی کے ساتھ عمل نہیں کرتے قیدیوں کا معائنہ شاذونادر ہی ہوتا ہے چنانچہ ایک قیدی بیان کرتا ہے:-

"مجھے ایک مرتبہ تین دن کی قید تنہائی کا حکم ملا دوسری مرتبہ غذا کی سزا نمبر۱ کلوز کنفائنمنٹ کے ساتھ ۹ روز کا حکم دیا گیا۔ اور تیسری مرتبہ کلوز کنفائنمنٹ کے ساتھ غذا نمبر۱۔ ۱۵ روز کا حکم دیا گیا۔ دو میڈیکل افسر قیدخانہ میں آئے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی کوئی جانچ پڑتال نہیں کی۔ اور نہ میرا معائنہ کیا۔ البتہ اتنا پوچھا کہ تمہارا حال ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کسی بات کے معلوم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی"۔

اس بیان سے جس غفلت اور تساہل کا پتہ چلتا ہے اس کی اہمیت واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سزائیں جیل میں دو قسم کی سزائیں دی جاتی ہیں ایک عدالتی اور دوسری جیل کی۔ عدالتی سزائیں دو ہیں ایک پھانسی دوسری بینت لگانا۔

Marfat.com

اور جیلوں کی سزائیں حسب ذیل ہوتی ہیں۔

(۱) کوڑے لگانا (۲) تنگ جاکٹ (۳) کنویں کا دست کوٹ۔

(۴) کنویں کا پتلون۔ (۵) کنویں کا فراک (۵) زنجیر پا کمر پر باندھنا (۶) تخنوں میں زنجیر مقفل کرنا (۷) ہتھکڑیاں (۸) سیاہ لباس (۹) خاموش کوٹھڑیاں (۱۰) کال کوٹھری (۱۱) کم غذا وغیرہ۔

پھانسی پھانسی جیل کے اندر جیل افسران کے انتظام میں دی جاتی ہے۔ مقدمہ کا فیصلہ ہونے سے قبل قتل کے ملزموں کو عموماً قیدخانہ کے ہیپتال یا دوسرے قیدیوں کے ساتھ سونے کے کمروں میں رکھا جاتا ہے۔ ایک سا سلوک ہوتا ہے لیکن جب ان کو پھانسی کا حکم سُنا دیا جاتا ہے۔ تو ان کو معمولی کوٹھریوں سے تین گنی کوٹھریوں (اسپیشل کوٹھریوں) میں رکھا جاتا ہے۔ اگر یہ خونی تندرست ہوتے ہیں تو ان کو کنڈمڈ سیل (پھانسی کوٹھری) میں رکھا جاتا ہے۔ اگر تندرست نہیں ہوتے بلکہ بیمار ہوتے ہیں تو ہسپتال کے کنڈمڈ سیل میں رکھا جاتا ہے۔

جس دن پھانسی دی جاتی ہے اس کی صبح کو ملزم کو سولی گھر سے چند گز کے فاصلہ پر ایک کمرے میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس جگہ پادری سے آخری ملاقات کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ جن قیدیوں کے لئے سولی کا حکم ہوتا ہے ان کو علیحدہ وتنہا رکھنے کی انتہائی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن گفتگو اور معمولی ذرائع خط وکتابت کا جہاں تک تعلق ہے اس میں سہولت دیدی جاتی ہے۔ اور کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالی جاتی۔

Marfat.com

سولی پانیوالے کی سخت نگرانی

پھانسی کا حکم پانے والے ملزم کے پاس دن میں اور رات میں دو افسروں کا موجود رہنا ضروری ہوتا ہے۔ اس غیر معمولی نگرانی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملزم کو خودکشی کرنے کا موقع نہ ملنے پائے۔ تاکہ قانون کا وقار قائم رہ سکے۔ عادی طور پر پھانسی کے ملزم کو آخری دنوں میں جہانتک حالات اجازت دیتے ہیں۔ آرام پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اس کو خوراک بھی زیادہ دیجاتی ہے۔ اور اس کے کمرے میں معقول بستر کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

سولی پانیوالے سے ملاقات

پھانسی پانے والے ملزم سے اس وقت تک کوئی نہیں مل سکتا جب تک وزیٹنگ کمیٹی کے ممبر یا قیدخانہ کے کمشنر سے اس کی اجازت حاصل نہ کر لی جائے۔ نتیجۃً تمام وزیٹنگ سیل (ملاقات کی کوٹھری) میں دو وارڈروں کی موجودگی میں ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ پادری میڈیکل افسر اور گورنر روزانہ ملزم کو دیکھنے آتے ہیں۔

۱۸۶۸ء کے کیپٹل پنشمنٹ ایکٹ کی رو سے شیرف کو (ضلع حاکم) جو پھانسی کا حکم سنانا ہوتا ہے۔ اور گورنر پادری میڈیکل افسر کو سولی کے وقت حاضر رہنا پڑتا ہے۔ اور ان کے ساتھ نمونا ایک پرنسل وارڈ ایک ہسپتال کا افسر اور دو دو افسر جن کی نگرانی میں پھانسی پانے والا ملزم رہ چکا ہے ہوتے ہیں۔ نیز کیپٹل پنشمنٹ ایکٹ کی دوسری دفعہ کی رو سے ملزم کے رہنے والے علاقہ کا جسٹس اور اس کے رشتہ دار وغیرہ کو شیرف یا جیل افسران داخل کرنا

Marfat.com

چاہیں پھانسی کے وقت موجود رکھ سکتے ہیں۔ یہ دفعہ بہت کم عمل میں لائی جاتی ہے۔ لیکن حال ہی میں ایک موقعہ پر ملزم کے رشتہ داروں کو پھانسی کے موقعہ پر آنے کی اجازت دی گئی۔

پھانسیوں کی تعداد

سنہ ۱۹۱۹-۲۰ء میں جن لوگوں کو پھانسی ہوئی ان کی تعداد ۱۳ تھی۔ جنگ کے سالوں کو مستثنیٰ کرنے کے بعد سنہ ۱۹۰۹ء سے سنہ ۱۹۱۴ء تک پانچ برس کے عرصہ میں سولی پانے والے قیدیوں کی تعداد کا اوسط ۱۵۴۲ ہے۔ اس عرصہ میں جیوری کی سفارش کے باوجود ۲۲ شخصوں کو سولی پر چڑھایا گیا۔ جو عورتیں کہ قتل کی مجرم تھیں ان کی سزائے موت کو ملتوی کرکے ان کو پینل سروچیوڈ کاٹنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن ایک عورت کو سنہ ۱۹۰۷ء میں سولی پر ضرور چڑھایا گیا[1]۔

سزائے موت

انیسویں صدی کے وسط میں یورپ کے مشہور ممالک روس، اٹلی، ڈنمارک، ناروے، سویڈن، بلجیم، پرتگال، ہنگری، سوئٹزرلینڈ اور امریکہ کے ایک بہت بڑے حصہ نے موت کی سزا کو ترک کردیا تھا۔ مگر بربریت کے زمانہ کا یہ تحفہ انگلستان میں ابھی تک رائج ہے جس کی وجہ سے غلام ہندوستان بھی اپنے ماتھے پر یہ کلنک کا ٹیکہ لگائے ہوئے ہے۔ اس کی بنا وہاں کے رجعت پسند طبقہ کا زور و اقتدار ہے جو ملک کا قانون ساز طبقہ کہلاتا ہے۔

سنہ ۱۹۲۷ء میں اٹلی کے دو باشندوں کی "سکو" اور "وین زیٹی" کو جن

[1] انگلش پرزنس لوڈے۔

Marfat.com

مقدمات سات سال تک چلتے رہے اور امریکہ کی حکومت نے بجلی کے ذریعہ موت کی سزا دی تو تمام دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ اور اس کی انتہائی مذمت کی گئی۔

اسی طرح جسمانی سزا بلجیم اور سکسونی میں ختم کر دی گئی ہے۔ اب وہاں بینتوں کا سسٹم رائج ہے۔ جس کا ان ملکوں پر بہت اچھا اثر پڑا ہے۔

بینتیں لگانا

بینتوں کی جسمانی سزا صرف ان قیدیوں کو دی جاتی ہے جو سخت جرم کے مرتکب ہوتے ہیں یا جن کو سخت سزا دی گئی ہو۔ اور جو بغاوت کرنے یا بغاوت پھیلانے یا جیل کے کسی افسر یا ملازم پر حملہ کرنے کی سزا پائی ہو۔

معمولاً معائنہ کرنے والی کمیٹی (جس کا ایک ممبر جج ہو) کے تین ممبروں کا حکم دیتے وقت موجود رہنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن سکرٹری آف اسٹیٹ ان کی جگہ مجسٹریٹ کو مقرر کرتا ہے۔

میڈیکل افسر بینتیں لگانے کی سزا دینے کے وقت حاضر رہتا ہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ بینتوں سے صحت کو نقصان پہنچنے کا خیال ہے تو وہ اسمیں مداخلت کر سکتا ہے۔ مگر میڈیکل افسر اسی وقت مداخلت کرتا ہے جبکہ جان ہی خطرہ میں پڑتی نظر آتی ہے۔ جس قیدی کو یہ جسمانی سزا تجویز کی جاتی ہے اگر وہ پہلے سے کسی دماغی مرض میں مبتلا ہے تو اس وقت خصوصیت کے ساتھ قیدی کنٹرولر کی توجہ مبذول کرا سکتا ہے۔

بینتوں کی قسمیں

۱۸ برس کی عمر کے قیدی کو اگر بینتیں لگائی جاتی ہیں تو مالو برچ کے درخت کا ڈنڈا یا بینت استعمال کیجاتی ہے۔

Marfat.com

۱۸ برس سے کم عمر قیدی کے لئے بینت استعمال نہیں کیا جاتا۔ ۱۸ برس سے زاید عمر کے قیدی کو ۳۰ کوڑے اور ۱۸ برس سے کم عمر قیدی کو ۱۵ کوڑے مارے جا سکتے ہیں۔

کوڑے مارنے والے کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے

جب کوڑے کی سزا قیدی کو دی جاتی ہے اسوقت گورنر میڈیکل افسر چیف وارڈر اور ہسپتال کا وارڈر وہاں موجود ہوتے ہیں۔ . . . .

. . . . ہسپتال کے وارڈر کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ سزا پانے والے قیدی کی نگاہ سے چھپا رہے۔ تاکہ قیدی اس بات ناواقف رہے کہ کس کے ہاتھوں سے اس کو سزا ملی ہے۔ سزا پانے والے قیدی کی گردن اور اس کے گردوں کی جگہ چمڑے کو تسموں سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور کوڑوں کی سزا پانے کے بعد اس کو عموماً ہسپتال پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور جب تک وہ صحت یاب نہیں ہوتا اس کی دیکھ بھال ہوتی رہتی ہے۔

بینت لگانے کا طریقہ

جس طریقہ سے بینتیں لگائی جاتی ہیں یہ بعض صدی بیشتر کا طریقہ ہے۔ قیدی کو تختے وغیرہ سے باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے پیروں یا ہاتھوں کو جنبش نہ دے سکے۔ اس کی پیٹھ ننگی ہوتی ہے۔ دونوں ہاتھوں سے ضرب لگانے والا ملازم کے کندھوں پر ضرب لگاتا ہے۔ جس سے ایک سرخ رنگ اس کی سفید جگہ پر نمودار ہو جاتی ہے۔ ہاتھ پھر ویسے ہی اٹھتے ہیں۔ ایسی ہی ضربیں پھر پور کی

Marfat.com

طاقت کے ساتھ پڑتی ہیں۔ جگہ زیادہ سُرخ چوڑی ہوتی جاتی ہے جیل کا کنجی بردار ضرب جب پڑتی ہے اس کو شمار کرتا ہے۔

کوڑے مارنے والا جب کوڑے مارتا ہے اس وقت اس کی شکل انسانی کریہہ اور مکروہ اور ناپسندیدہ ہوتی ہے۔

جیل حکام کا خیال ہے کہ قیدیوں کو حملہ آور ہونے سے باز رکھنے کے لئے یہ سزا بہت ضروری ہے۔ ایک گورنر لکھتا ہے کہ اگر یہ سزا ختم کر دی جائے تو پھر وارڈوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

سزائے تازیانہ کی اوسط

	مقامی قید خانے	اضلاعی قید خانے
سنہ ۱۹۰۱-۲ء سے پہلے پانچ سال کا اوسط	۳۲	۱۲
سنہ ۱۹۰۶-۷ء 〃 〃 〃	۲۳	۱۲
سنہ ۱۹۱۱-۱۲ء 〃 〃 〃	۱۹	۹
سنہ ۱۹۱۶-۱۷ء 〃 〃 〃	۸	۵
سنہ ۱۹۱۷-۱۸ء کے سال کا اوسط	۱	۰
سنہ ۱۹۱۸-۱۹ء 〃 〃	۳	۰
سنہ ۱۹۲۰-۲۱ء 〃 〃	۳	۴
سنہ ۱۹۲۰-۲۱ء 〃 〃	۱	۰

بہیمت کی جسمانی سزا کم کرنے کے لئے سنہ ۱۸۹۹ء کا جیل ایکٹ مفید

Marfat.com

ثابت ہوا۔ اس ایکٹ کے پاس ہونے سے ۴ سال پہلے مقامی قیدخانوں میں جسمانی سزا پانے والوں کی تعداد ۳۰۱ تھی لیکن اس کے نفاذ کے بعد ۴ سال کے عرصہ میں یہ تعداد صرف ۹۲ تک رہ گئی۔

تنگ وتاریک کوٹھڑیاں

۱۸۷۷ء کے جیل ایکٹ سے قبل جن قیدیوں کو سزا دیجاتی تھی ان کو تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں بند کیا جاتا تھا۔ لیکن اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد اس اختیار کا قلع قمع ہوگیا۔ اور رہی سہی کسر رائل کمیشن کی رپورٹ ۱۸۹۲ء کی مذمت نے نکالدی۔ اور تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں بند ہونا قطعی ختم کردیا گیا۔ اب زیادہ تر قیدی اپنے سزا کا وقت اپنی کوٹھڑیوں میں گذارتے ہیں۔ دوسرے حالات میں سزا کے لئے معمولی کوٹھڑیوں کو زمین مخصوص کردیجاتی ہے۔

غذا کی سزا

سزا کے طور پر قیدیوں کو جو غذا دی جاتی ہے۔ وہ دو قسم کی ہوتی ہے نمبرا کی غذا میں ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۸ء تک ایک پونڈ روٹی پانی کے ساتھ تھی۔ زمانہ جنگ کے قواعد وضوابط کے مطابق ۱۹۱۸ء میں صرف ۱۲ اونس روٹی کی اجازت تھی۔ اس کے علاوہ ۸ اونس آلو بھی دیا جاتا تھا۔

نمبر۲ کی غذا ۱۹۱۸ء سے قبل حسب ذیل تھی:۔

ناشتہ روٹی ۸ اونس۔ دوپہر کا کھانا ۱/۲ پونڈ رج۔ ایک پائنٹ آلو ۸ روٹی ۸ اونس۔ شام کا کھانا۔ روٹی ۸ اونس

Marfat.com

سنہ ۱۹۱۸ء میں روٹی کم کرکے ۱۲ اونس کردی گئی اور ایک پائنٹ آلو اس کے علاوہ دیا جاتا۔ سزا کی یہ غذائیں اب بھی جاری ہیں۔

روٹی اور پانی کی غذا تین دن سے زیادہ نہیں دیجا سکتی۔ غذا نمبرا کی سزا کی مدت اگر اس سے طویل ہو گی تو روٹی اور پانی کی جگہ ہر تین دن میں معمولی غذا دینی پڑے گی۔ غذا نمبر کی سزا کا حکم ۱۵ دن سے زیادہ عرصہ کے لئے نہیں دیا جا سکتا۔ اور کسی قیدی کو جس کو یہ سزا دی جا چکی ہے۔ دوبارہ یہ سزا کسی نئے جرم میں نہیں دی جا سکتی۔ جب تک اتنی مدت کا وقفہ نہ ہو جائے۔ جتنی کہ وہ سزا کاٹ چکا ہے۔

اس قاعدہ کے یہ معنے لگائے جاتے ہیں کہ روٹی اور پانی کی ۱۰ کی مدت جو قیدی نے گذاری ہے اس کے گزرنے پر دوبارہ سزا دیجا سکتی ہے۔ یعنی اگر غذا کی سزا ۱۵ روز کی تھی تو سزا کے بعد ۹ دن گذرنے پر سزا دی جا سکتی ہے۔

کام سے مستثنیٰ

جب کسی قیدی کو روٹی اور پانی کی سزا دیجاتی ہے تو اس پر کسی کام مشقت کا کرنا لازمی یا ضروری نہیں رہتا۔ لیکن اس کو اپنی کوٹھری میں موزوں کام کرنے کا اختیار ہوتا ہے جو کام اس کو زیادہ تر دیا جاتا ہے وہ پرانی رسّی کا سن چننے کا کام ہوتا ہے۔

جب کسی قیدی کو غذا کی سزا کا حکم سُنایا جاتا ہے۔ تو اس کا تمام سامان اس کی کوٹھری سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ البتہ اس کے برتن اور کنگھا وغیرہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس سزا پانے والے قیدی کو ۸ بجے رات اپنی تختہ اور بستر کے

Marfat.com

کپڑے رات بھر کے لئے اپنی کوٹھری میں لے جانے کی اجازت دیدی جاتی ہے اور صبح ہوتے ہی جو کام پہلے کیا جاتا ہے۔ وہ یہی کہ سامان کوٹھری سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

اگر سزا پانے والے قیدی کو ہسپتال میں منتقل کر دیا جاتا ہے تو جو وقت ہسپتال میں صرف ہوتا ہے تو اس کو سزا میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اگر یہ پتہ چل جاتا ہے کہ قیدی بناوٹی بیمار پڑا تھا۔ اور اس کی تصدیق میڈیکل افسر بھی کر دیتا تو پہلی کی سزا کا جو باقی حصہ رہ گیا تھا اس میں اور سزا بڑھا دی جاتی ہے دوران سزا میں اگر قیدی کوئی جرم کرتا ہے۔ تو قید تنہائی کے بعد اس کا مقدمہ کیا جاتا ہے۔ اگر وہ غذا نمبر ا کا پایا ہوا ہے تو اس کو دوسری مرتبہ یہ سزا نہیں ملتی لیکن نمبر ا کی جگہ نمبر ۲ دیجا سکتی ہے۔ یا نمبر ۲ کو نمبر ا کے ساتھ دے سکتے ہیں انگلینڈ کے قیدخانوں کے تقریباً ایک تہائی افسروں کا بیان ہے کہ اس سزا کو ختم کر دینا چاہئے لیکن افسوس انگلینڈ کے سرمایہ دار رجعت پسند طبقے اس سزا کے ختم کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ معمولی معمولی جرموں پر یہ سزا دیجاتی ہے ملاحظہ ہو جرموں کی نوعیت اور سزا کی حیثیت۔

جرم	سزا	
ٹینوں کو صاف نہ رکھنا	غذا کی سزا نمبر ا	ایک روز کے لئے
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ کے لئے
	حق تخفیف سزا میں کمی	ایک دن
	خطوط نہ لکھنے اور نہ ملنے	ایک ہفتہ کے لئے

Marfat.com

جرم	سزا	
بغیر اجازت کے پاخانہ جانا	غذا کی سزا نمبرا	تین روز کے لیے
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط لکھنے اور نہ ملنے	”
گانا	غذا کی سزا نمبرا	تین روز
	کال کوٹھری کی سزا	۱۴ روز
	خطوط نہ لکھنے اور نہ ملنے	۱۴ دن
گفتگو کرنا	غذا کی سزا نمبرا	دو روز
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط نہ لکھنے نہ ملنے	ایک دن
کام پورانکرنا	غذا کی سزا نمبرا	۲ دن
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط نہ لکھنے نہ ملنے	”
ورزش کے موقع پر سیٹی بجانا	غذا کی سزا نمبرا	۳ روز
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط لکھنے اور نہ ملنے	”
کسی دوسرے قیدی کو عاریتاً کتاب دینا	غذا کی سزا نمبرا	ایک روز
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط لکھنے اور نہ ملنے	”

Marfat.com

جرم	سزا	
کرسمس کے موقعہ پر گانیوالوں کو کھڑکی سے دیکھنے کی کوشش کرنا	غذا کی سزا نمبر ۱	ایک دن
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط لکھنے اور نہ ملنے	"
غسل خانہ میں باتیں کرنا	غذا کی سزا نمبر ۱	۲ دن
	کال کوٹھری کی سزا	۱۴ دن
	خطوط نہ لکھنے اور نہ ملنے	ایک ہفتہ
پنسل رکھنا	غذا کی سزا نمبر ۱	۲ دن
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط نہ لکھنے اور نہ ملنے	"
کسی افسر نے اگر غلطی سے کسی دوسرے قیدی کو رپورٹ کر دی اور اصل مجرم نے یہ کہا کہ مجرم تو میں ہوں۔	غذا کی سزا نمبر ۱	۳ دن
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط نہ لکھنے اور نہ ملنے	"
کوٹھری میں قلم چھپا کر رکھنا	غذا کی سزا نمبر ۱	۳ دن
	کال کوٹھری کی سزا	۱۴ دن
	خطوط نہ لکھنے اور نہ ملنے	۱۴ دن
کسی دوسرے قیدی کو سلام کرنا۔	غذا کی سزا نمبر ۱	۳ دن
	کال کوٹھری کی سزا	ایک ہفتہ
	خطوط نہ لکھنے اور نہ ملنے	"

Marfat.com

جرم	سزا	
کسی قیدی کو ڈبل روٹی کا ٹکڑا دینا	غذا کی سزا نمبرا	ایک دن
	کال کوٹھری کی سزا	۷ دن
کرسمس کے روز گانا	غذا کی سزا نمبر ا	تین روز
	کال کوٹھری کی سزا	۱۴ دن

معمولی حرکتوں پر سزائیں

جس طرح کھانے پینے میں کمی کرنے کی سزا قیدی کو معمولی حرکتوں پر دی جاتی ہیں اسی طرح معمولی حرکتوں پر جیل میں سزا دینے کا عام رواج ہے۔ مثلاً

ایک قیدی کو دوسرے درجے سے تیسرے درجہ میں اس لئے منتقل کیا گیا۔ اور ۴۴ نمبر کاٹنے کی سزا اجواب بند کر دی گئی ہے) یوں دیکھی کہ اس نے سیٹی بجائی تھی۔ حالانکہ سیٹی آہستہ بجی تھی کہ اس آدھے گز کے فاصلہ کا آدمی ہی اس کو بمشکل سُن سکتا تھا۔ وارڈر نے رپورٹ کی اور آنکھ بند کر کے سزا تجویز کر دی گئی۔

اسی طرح اتفاق سے ایک قیدی کا پاجامہ ایک کیل میں پھنس کر ... کام کرتے وقت اس میں ایک بڑا سوراخ ہو گیا۔ لہذا یہ خیال کیا گیا کہ ... کو عمداً پھاڑا گیا ہے۔ اس سے ایک ماہ کے لئے تمام مراعات سے محروم کر دیا گیا۔

عام طور پر اس قیدی کی جیل میں مصیبت آجاتی ہے۔ جو نیا اور نا واقف

Marfat.com

ہو۔ اس کو ملازمین ٹھگتے ہیں۔ ستاتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر بلا وجہ پٹی کراکر سزا دلواتے ہیں۔ اس قسم کی زیادہ پیشیاں وارڈوں کی دشمنی اور شرارت اور ترقی کے خیال کی بنا پر ہوتی ہیں۔ اور قیدی بلا قصور تکلیفیں اٹھاتا ہے لے

جیل کے جرائم

قیدخانہ کے کمشنروں نے جیل کے جرائم کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) تشدد

(۲) فرار ہونا اور فرار ہونے کی کوشش کرنا۔

(۳) تساہل

(۴) اور دوسرے قواعد کی خلاف ورزی کرنا۔

تساہل اور خلاف ورزی کی مذکورہ سزائیں دیجاتی ہیں۔ تشدد کو ختم کرنے اور روکنے کے حسب ذیل سزائیں ملتی ہیں۔

تنگ جاکٹ (صدری)

یہ صدری خاص طور پر موسم گرما میں پہنائی جاتی ہے۔ تاکہ قیدی کا جسم کس دیا جائے۔ اور تکلیف و کلفت محسوس کرے۔ یہ صدری ملزم کے جسم سے چھوٹی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کو پہنا کر تسموں سے کسا جاتا ہے۔ جس کے کھولنے میں بھی قیدی بے چین ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء کی جیل تحقیقاتی کمیٹی پریشان کن تنگ جاکٹ کا ایک نمونہ ان الفاظ میں لکھتی ہے۔

"ایک کناڈی سپاہی نے خودکشی کرنے کی کوشش کی تو اس کو تنگ جاکٹ پہننے کی سزا دی گئی۔ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو ½ ۵ بجے

لے انگلش پریزنس

Marfat.com

شام کے وقت اس نے پاخانہ جانا چاہا اس کی جاکٹ تسموں سے اتنی زیادہ کسی ہوئی تھی کہ اس کو بہت دشواری سے کھولا جا سکا۔ پتلون کے بٹن کھولنے میں جب زور لگایا گیا۔ تو اس نے سپاہی نے کہا میرے بازو مجروح کئے دیتے ہو۔ وارڈر زور سے چیخا اس کے بازو کو توڑ دو۔

جب وہ پاخانہ سے فارغ ہو کر واپس آیا تو اس کو پھر اسی حالت میں کر دیا گیا۔ ۹ بجے کے قریب اس وقت اتفاقاً سپتال میں پادری آ گیا۔ اس نے اس سے شکایت کی۔ اس نے وارڈر سے جاکٹ کو ذرا ڈھیلا کرنے کے لئے کہا۔ وارڈر نے کہا مکر کر رکھا ہے۔"

کرمچ کی وردی

جس طرح ہندوستانی جیلوں میں ٹاٹ وردی پہنائی جاتی ہے۔ اسی طرح انگلستان کی جیلوں میں شریر قیدیوں کے لئے کرمچ کا لباس پہننے کے لئے دیا جاتا ہے۔ جس میں کرمچ کا کوٹ اور کرمچ کی پتلون ہوتی ہے۔ اس لباس میں پسینہ آنے کے بعد قیدی چین سے بیٹھ نہیں سکتا۔ پسینے خنجر اور نشتر کا کام دینے لگتے ہیں۔ انتہائی روحانی کوفت ہوتی ہے۔ پسینے سے تر ہونے کے بعد کرمچ جسم پر مصیبت معلوم ہوتی ہے۔ جتنے دن کے لئے یہ سزا دی جاتی ہے۔ اتنی مدت اس کا پہننا لازمی ہے۔ ایک منٹ کے لئے بھی جسم سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ علیحدہ کرنا جرم سمجھا جاتا ہے۔ رات کو بھی یہی لباس پہننا پڑتا ہے۔ اور کروٹوں اور آہ و بکا کے

Marfat.com

ساتھ رات گذارنی پڑتی ہے۔

یہ لباس عام طور پر انگلینڈ کے ان قیدیوں کو پہنایا جاتا ہے جو کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں اور احتیاط سے استعمال نہیں کرتے ہیں۔ یہ سزا صرف گورنر کے حکم سے ہی دی جا سکتی ہے۔

مذکورہ مجرم کی عورتوں کو کریچ کا فراک پہنایا جاتا ہے۔ اس سزا سے پہلے قیدیوں کو لوہے اور مشینی ہتکڑیوں میں رکھا جاتا تھا۔ اس کی موقوفی کے بعد اس کے بدل میں یہ سزا تجویز کی گئی ہے جو وہی مقصد پورا کرتی ہے۔

ٹخنوں کے تسمے

ٹخنوں میں تسمے باندھنے سے پاؤں بالکل جکڑ جاتے ہیں۔ دوران خون میں فرق پڑتا ہے۔ یہ سزا میڈیکل افسر کی منظوری کے بغیر نہیں دیا سکتی ہے۔

کمر اور ٹخنوں میں زنجیریں باندھنا

اس سزا کی دوسری شکل کمر اور ٹخنوں میں زنجیریں باندھنا ہوتی ہے۔ اور اس سزا کا استعمال ان قیدیوں پر کیا جاتا ہے۔ جو جیل سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا جیل کے ملازم افسر پر حملہ کرتے ہیں۔ اس سزا کی مدت چھ ماہ ہوتی ہے۔ جس کو چھ ماہ کی سزا دیجاتی ہے اس کی کمر اور ٹخنے بالکل سیاہ اور زخمی ہو جاتے ہیں۔ لیٹنے میں دقت ہوتی ہے۔ چلنے میں بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

تسموں والی کوٹھری

جو قیدی کام چور آرام لینے اور مشقت سے بچنے کے لئے بیمار بنتے ہیں ان کو ڈاکٹر تسموں

Marfat.com

والی کوٹھری میں بند کر دیتا ہے۔ اور ان کو یہ سزا دی جاتی ہے کہ تمام جسم تسموں سے جکڑ کر کوٹھری میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کی شکل بالکل ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کسی چڑیا کو کس کر باندھ دیا جاتا ہے۔

بعض ڈاکٹر صحیح بیمار کو بھی شرارت کی وجہ سے یہ کوٹھری دے دیتے ہیں چنانچہ تحقیقاتی کمیٹی ۱۹۲۰-۲۱ء میں ڈاکٹروں کی اس شرارت کے دو واقعوں کا ذکر کرتی ہے۔

"ایک قابل اعتماد قیدی نے بیان کیا کہ جب میں ہسپتال میں تھا تو مجھے ایسے قیدیوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جو بڑے قیدخانہ سے لائے گئے تھے۔ جن کی عموماً آنکھیں سیاہ اور چہرے کسی نہ کسی طرح بدنما کر دیئے گئے تھے ان کو تسموں والی کوٹھریوں میں بند کیا گیا۔

اسی طرح ایک قیدی کو لاکر تختہ پر کھڑا کر دیا گیا۔ یہ آدمی بہت کمزور اور بیمار نظر آرہا تھا۔ اور سر سے پیر تک کانپ رہا تھا وارڈوں نے کہا بن رہا ہے۔ ہم اس کو تسموں والی کوٹھری میں رکھیں گے۔ چنانچہ اس کو دو یا تین روز کے لیے اس میں بند کر دیا گیا۔

اس شخص کا جیل میں آنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ وہ مکاری اور حیلہ سازی میں اتنا ماہر نہیں ہو سکتا تھا"

کالی اور بادامی وردی

جو قیدی بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں

Marfat.com

ان کی شناخت کے لئے ان کو کالی اور بادامی رنگ کی وردی پہنائی جاتی ہے
یہ وردی اس وقت تک ان کے جسم پر رہتی ہے جب تک کہ وہ رہا نہ ہو جائیں۔

زرد اور سیاہ رنگ کی وردی

جو قیدی جیل خانہ سے فرار ہو جاتا ہے اس کو زرد اور سیاہ رنگ کی وردی پہنائی جاتی ہے۔ اس کا بھی مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس وردی سے سمجھ لیا جائے۔ کہ یہ قیدی خطرناک اور بھگوڑا ہے۔ اور بھاگ چکا ہے۔ یہ وردی بھی پوری قید قیدی کو پہننی پڑتی ہے۔ ایسے قیدیوں کی خاص نگرانی رکھی جاتی ہے۔

خاموش تہ خانہ کی کوٹھریاں

شور وغل مچانے والے قیدیوں کو خاموش کوٹھریوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ کوٹھریاں عام طور پر معمولی بڑے کمروں کے نیچے کے حصہ میں بنائی جاتی ہیں۔ چنانچہ میجر ماجرسن لکھتا ہے:۔

"پرانے قیدی اپنی شیطنت یا مزاج یا غیر ذمہ داری کی وجہ سے بہت زیادہ شور وشغب کرتے ہیں اور رات کے وقت کوٹھریوں میں بہت اودہم مچاتے ہیں۔ دوسرے قیدی اعتراض کے طور پر آوازیں بلند کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قید خانہ کو جیسا پُرسکون ہونا چاہیے ویسا نہیں ہوتا۔
تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہے۔ کہ اگر اس قسم کے قیدیوں کو ان کوٹھریوں میں رکھا جاتا ہے جہاں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی آواز

Marfat.com

کوئی سُن نہ سکے گا۔ وہ شور و غل کرنا ترک کر دیتے ہیں۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بڑے قید خانوں میں بڑے کمرے کے باہر دو تین خاموش کوٹھریاں بنا دی جاتی ہیں وہاں ان آدمیوں کو جنھوں نے شور مچانے کا تہیہ کر لیا ہو خاموش کرنے میں عملی طور پر کامیابی ہوتی ہے" لے

مخصوص کوٹھریاں

جو قیدی سخت مزاج، متلفی اور شری قسم کے ہوتے ہیں اور جیل خانہ کے ڈسپلن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اپنی غنڈہ گردی سے جیل پر چھا جانے کی کوشش کرتے ہیں ان کو مخصوص کمروں میں جن کی دیواروں میں گدے لگے ہوتے ہوتے ہیں (اور جو چیز بھی لگی ہوئی ہوتی ہے مضبوط ہوتی ہے) بند کر دیا جاتا ہے۔ جس سے اور قیدی بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ان کمروں میں بغیر ڈاکٹر کے حکم کے قیدیوں کو بند نہیں کیا جاتا۔

عام قیدیوں کے لئے اس کوٹھری کا استعمال بند کر دیا گیا ہے۔ صرف قیدیوں کے تشدد کو روکنے کے لئے استعمال کیجاتی ہیں۔

ہتھکڑیاں

شرارتوں کو روکنے کے لئے یہ سزا دی جاتی ہے۔ یہ سز گورنر یا میڈیکل افسر میں سے کسی ایک کی ہدایت پر استعمال کی جاتی ہیں۔ شرارتوں کو روکنے کے سلسلے میں قدم اٹھانے کے لئے وزیٹنگ کمیٹی کے کسی ممبر کو فوراً اطلاع کرنا ضروری ہے۔ اور ہتھکڑیاں وزیٹنگ کمیٹی

لے انگلش پرزنس لوڈے

Marfat.com

کے ممبر کے حکم کے بغیر ۲۴ گھنٹے سے زیادہ استعمال نہیں کی جا سکتیں۔

جرموں اور سزاؤں کا اوسط

سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء میں مقامی قیدخانوں میں ۱۸۔ مرد قیدیوں کو اور چار عورت قیدیوں کو زنجیروں یا ہتکڑیوں میں رکھا گیا۔

اور اسی طرح اخلاقی قیدیوں میں ۲۸ مرد قیدیوں کو زنجیروں یا ہتکڑیوں میں باندھا گیا ان ۲۸ قیدیوں میں سے ۲۲ قیدیوں کو پارکہرسٹ کے مریضوں کے قیدخانہ میں ہتکڑیاں پہنائی گئیں۔

سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء میں ۶۶ تشدد کے واقعات مقامی قیدخانوں میں پیش آئے۔ ان میں سات عورتیں مجرم تھیں۔ اور ۴۵۸ واقعات دوسرے قواعد قیدخانہ کے خلاف کرنے کے سلسلے میں پیش آئے ہیں جن میں زیادہ خاموشی کے ضابطہ کے خلاف ورزی کرنے والے تھے۔

اخلاقی مجرموں کے قیدخانوں میں (۶) واقعات تشدد کے پیش آئے جن میں چار عورتیں تھیں۔ تین نے فرار ہونے کی کوشش کی۔ ۶۹ واقعات قتل کے پیش آئے۔ (جس میں ایک عورت تھی) اور ۵۸ واقعات دوسرے ضوابط جیل خانہ کے توڑنے کے سلسلے میں پیش۔ (جن میں پندرہ عورتیں تھیں)

پارکہرسٹ کے اذکار رفتہ قیدیوں کے قیدخانہ میں جہاں بہت سے دماغی بیماری کے مریض تھے، تشدد کے ۸۷ واقعات پیش آئے۔

Marfat.com

جن قیدیوں کو مقامی قید خانوں میں سزا ملی ان کا اوسط یہ ہے :-

۱۹۱۳-۱۴ء	۱۲ - ۸
۱۹۱۷-۱۸ء	۷ - ۶
۱۹۱۸-۱۹ء	۷ - ۱
۱۹۱۹-۲۰ء	۶ - ۰
۱۹۲۰-۲۱ء	۳ - ۹

Marfat.com

جیل کا عملہ

جو کیفیت جیل کی لکھی جا چکی ہے ۔ اس سے یہ بات صاف ہوگئی ہے کہ اگر افسر جو قید خانہ کے نظام کو چلاتے ہیں بلند معیار اور اعلیٰ کیرکٹر اور اصلاح پسند ہوتے تو ان کے لئے یہ بات مشکل نہ تھی کہ وہ اس نظام میں کچھ نہ کچھ انسانیت پیدا کر دیتے ۔ یہ اپنی رحمدلی اور نفرت برداشت سے اس نظام کی سختی کو نرم بنا سکتے تھے ۔ جس ضابطے کے ماتحت یہ قیدیوں کے ساتھ گھل مل نہیں سکتے ہیں اس کی خلاف ورزی کر کے قیدیوں کی تھوڑی سی ہمت افزائی کر سکتے اور آئندہ جرائم کے ارتکاب سے اجتناب کرنے کی ترغیب دے سکتے تھے ۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ قید خانہ کا نظام وہی غیر انسانی طریقوں پر قائم ہے ۔

نظام کے غیر انسانی ہونے کے ساتھ افسروں کے سخت اور غیر ہمدردانہ رویہ سے ظلم اور بھی بڑھ گیا ہے ۔ ایک قیدی لکھتا ہے کہ

"قید خانہ کی زندگی کی تنہائی اور اس کے جمود کو ختم کرنے کیلئے معمولی چیزوں کی تبدیلی کافی ہو سکتی ہے ۔ صبح کے وقت ایک افسر کی مسکراہٹ اور خندہ پیشانی سے پیش آنا دن بھر کی خوشی کا باعث ہو سکتا ہے ۔ اور اس کے تکلیف دہ اور طنز آمیز نظروں سے ایک قیدی کو کافی مایوسی اور افسردگی

Marfat.com

پیدا ہو سکتی ہے"۔

قید خانہ کے نظام میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے قید خانہ کے عملے کے ملازموں کا سوال کافی اہمیت رکھتا ہے۔ بہت سے لوگ اس سوال کے حل کو اس مسئلہ کی جان سمجھتے ہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس جگہ ان مرد اور عورتوں کے اوصاف کا ذکر کریں جن کے ہاتھ میں قید خانہ کا انتظام و انصرام ہے۔

گورنران

گورنروں کا تقرر ہوم سکرٹری کرتا ہے۔ اور ماتحت افسروں کا تقرر قید خانہ کے کمشنر کرتے ہیں۔ گورنروں کا انتخاب اور ان کا تقرر کن اصولوں کے پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

قانونی طور پر کسی خاص اوصاف سے متصف ہونا ضروری نہیں ہے لیکن ریٹائرڈ فوجی اور بحری افسروں کے تقرر کی بھرمار سے پتہ چلتا ہے کہ نظم و نسق کی قابلیت و استعداد کو ہی ابتدائی طور پر سوچا گیا ہے۔ بعض گورنروں کے تقرر سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب اثر حضرات اس میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔

گورنروں کے فوجی خصائل ان گواہوں کی تنقید کا ایک خاص مقصد بنے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اس سسٹم میں اصلاحی امکانات کے متعلق غور و خوض کیا ہے۔ ایک شاہد جس کو قید خانہ کے سسٹم کے سلسلے میں ایک خاص پوزیشن حاصل کی ہے۔ کہتا ہے [1]

---

[1] انگلش پریزنس ٹوڈے

Marfat.com

"قید خانہ کی اصلاحات کے سلسلے میں کوئی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتی جب تک قید خانہ کے سسٹم کے بڑے اور فائق لوگوں کو تبدیل نہ کر دیا جائے۔ اب تک عموماً ادھیڑ عمر کے سابق فوجی آدمی گورنر کمشنر اور وارڈر ہوتے رہے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو انسانی فطرت کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اور یہ عمومیت زیادہ تر گورنروں میں پائی جاتی ہے۔ بظاہر تعلیم اور نفسیات کے اوصاف کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا۔"

ایک میڈیکل افسر کہتا ہے کہ :-

"گورنر وہ ہونا چاہئے جو نفسیات کے علم کا ماہر ہو۔ اور ہمارے اچھے ہیڈ ماسٹروں کی نمائندگی کر سکیں۔"

ایک وزٹنگ مجسٹریٹ کہتا ہے۔ کہ :-

"گورنر ایسے ہونے چاہئیں جو جرائم اور سزاؤں کے علم کے مختلف نظریوں سے واقفیت رکھتے ہوں۔ اور جن کو نوآبادیات یا غیر ممالک کا تجربہ ہو ایک گورنر کو ملک اور بیرون ملک کے سزا یافتہ قیدیوں اور کمسن مجرموں کے ساتھ معاملہ کرنے کے تجربات کا علم رکھنا چاہئے۔"

بلاشبہ قید خانہ کے موجودہ گورنروں میں تعلیمی اور نفسیاتی اوصاف کا موجود ہونا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ چیز ناقابل معافی ہے کہ گورنر ایسے موضوع سے اس قدر ناواقف ہوں۔

Marfat.com

موجودہ گورنروں میں نصف ایسے گورنر ہیں جن کو قیدخانہ کے ماتحت عہدوں سے ترقی دیکر گورنر بنا دیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے قیدخانوں کے سسٹم میں فوجی اثرات ترقی پر ہیں۔ اور نظم و نسق کے طرز کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ جن لوگوں کو ترقی دیکر گورنر بنایا گیا ہے۔ ان کے بعض خصائل بہت ناپسندیدہ ہیں۔ ایک پادری ان کے بارے میں کہتا ہے :-

"یہ لوگ اپنے حکام بالا کے خوشامدی اور ماتحت افسروں کے لئے مصیبت ہیں"۔

ایک بڑے افسر جس نے مدت تک ملازمت کے فرائض انجام دے ہیں حسب ذیل الفاظ میں اپنا تجربہ بیان کرتا ہے :-

"اگر آپ کوئی ایسا آدمی دیکھیں گے جس نے اپنی زندگی بھر ملازمت کی ہو اور اس نے اس کے فرائض انجام دے ہیں تو وہ اپنے متعلق یہ خیال رکھے گا کہ وہ ایک بالاتر ہستی ہے جس کو قیدیوں جیسے پست انسانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہوگی"۔

اس طرح اصلاحی پہلو سے نظر موڑ لی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک ایسا آدمی جس نے کبھی جیل کی ملازمت سے باہر قدم نہ رکھا ہو۔ وہ انسانی اثرات ہمدردی کا تخیل قائم نہیں کر سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے کہ ترقی پانے والے گورنر بالکل غیر ہمدرد اور شخصیت پسند ہوتے ہیں۔ تو یہ حقیقت واضح ہے کہ

Marfat.com

ایک وہ افسر جو اس جیسے سخت نظام میں بڑی ترقی پاتا ہے۔ غالباً ایک سخت اور سنگدل آدمی ہو سکتا ہے۔

ایک ریٹائرنگ مجسٹریٹ جو کوارٹر سیشنز کا ۳۰ سال سے زاید چیرمین رہا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے:۔

"ریٹائرڈ سپاہی اور ترقی پانے والے وارڈر ایسے لوگ نہیں ہو سکتے جن کو گورنر بنا دیا جائے۔ یہ لوگ اپنی ذاتی اہمیت اور ذاتی اختیارات کا بہت خیال رکھتے ہیں"۔

کسی قیدخانہ کے گورنر کی ایسی تصویر کھینچنا اور ہر گورنر پر صادق آتی ہو ناممکن ہے۔ یہ عجیب و غریب کیرکٹر کے لوگ ایک دوسرے سے بالکل نہیں ملتے۔ البتہ ظلم کرنے میں سب برابر ہوتے ہیں۔ چنانچہ جیل تحقیقاتی کمیٹی ۲۱-۱۹۲۰ء کے ممبران کی ان کے بارے میں یہ رائے ہے:۔

"ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ گورنر عموماً کم علم، تخیلات سے خالی نئی تجاویز کے اجراء میں تذبذب کرنے والے ہوتے ہیں۔ مگر اسکے ساتھ منتظم، منصف اور صاحبِ ضمیر ہوتے ہیں"۔

گورنروں کے متعلق قیدی جو خیالات رکھتے ہیں ان کا اظہار ایک شاہد اپنے الفاظ میں یوں کرتا ہے۔ یہ رائے بہت عام ہے کہ:۔

"گورنر صرف فوجی لوگ ہوتے ہیں جن کو قیدیوں کی بہبود کا خیال بہت کم ہوتا ہے۔ نظم و نسق ان کا خدا ہوتا ہے جس کی سختی سے سامنے پرستش کرتے ہیں۔ یہ لوگ مغرور

Marfat.com

لاپرواہ اور قیدیوں اور وارڈوں دونوں کے لئے بے حس ہوتے ہیں اور اصلاحات کے سخت دشمن ہوتے ہیں۔ ۹، ۱۰ گورنروں میں سے صرف ایک گورنر کو میں نے اچھا پایا۔ وہ ایک عیسائی شریف آدمی تھا۔ صرف کبھی کبھی اس نے مجھ سے بات کی۔ دوسرے گورنروں کے نزدیک میں صرف ایک نام رکھتا اور سب کچھ تھا مگر انسان نہ تھا"۔

گورنروں کے فرائض

گورنر قیدیوں اور قید خانہ کے نظم ونسق قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس ذمہ داری کی جو اہمیت ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کو قید خانوں کے کمشنروں کی مرضی کے بغیر ایک رات بھی قید خانہ سے غیر حاضر رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ صبح کے وقت کلیسا میں شرکت کرتا ہے۔ اور ایک ایسی جگہ پر پہنچ کر جہاں سے پوری عمارت جیل دیکھی جا سکتی ہے معائنہ کرتا ہے کہ آیا واجبی طور پر نظم ونسق قائم رہے یا نہیں۔ اس کے بعد وہ ایک کمرے میں بیٹھ جاتا ہے۔ درخواستیں سنتا ہے۔ رپورٹوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ سرکاری اور دوسری قسم کی اطلاعات قیدیوں کو پہنچاتا ہے۔

اس کے بعد قید خانہ کے معائنہ کی نوبت آتی ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ گورنر روزانہ وارڈوں، کمروں، صحنوں اور [illegible] یہاں تک کہ روٹی گھر، باورچی خانہ اور کارخانوں کا بھی معائنہ کرتا ہے۔ اور ہسپتال

بڑے قیدخانوں میں ان فرائض کو بڑی سرسری طور پر انجام دیا جاتا ہے
عموماً یہ ہوتا ہے کہ گورنر جیل کے ایک حصہ کا چکر لگاتا ہے اور گذرتے
وقت کوٹھریوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال لیتا ہے۔

ضابطہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے گورنر ۲۴ گھنٹے میں کم از کم ایک
مرتبہ ہر قیدی کو جا کر دیکھے۔ اور خاص طور پر کام پر لگے ہوئے قیدیوں کو
روزانہ جا کر دیکھے۔ کہ وہ کام کر رہے ہیں یا نہیں۔

ایک بڑے قیدخانہ کے گورنر کے معائنہ کی حسب ذیل سرگذشت یہ
ظاہر کرتی ہے کہ کارروائی محض رسمی ہوتی ہے:۔

"قیدخانہ کی کوٹھری کے دروازے سے گذرتے وقت گورنر
نذیر سے سوال کرتا ہے سب ٹھیک ہے۔ اس سوال کا
یہی جواب دیا جاتا ہے کہ ہاں صاحب۔ بعض اوقات گورنر
ایک آدمی کو یہ بتلانے کے لئے روک بھی لیتا ہے کہ تم اپنی جگہ
پر صحیح کھڑے نہیں ہو۔ کسی سے اس کے چشمے کے بارے میں
معلوم کرتا ہے کہ اس کا ہے یا جیل کا۔ غرض معمولی باتیں
دریافت کرتا ہے جن کا حقیقی تعلق وہ قیدیوں سے نہیں رکھتا۔
اسپتال کے وارڈوں کا معائنہ کچھ کم سرسری ہوتا ہے"۔

چھوٹے قیدخانوں کے معائنہ میں اکثر زیادہ وقت دیا جاتا ہے
اور وہ زیادہ بہتر طریقے پر ہوتا ہے۔

گورنروں کے اثرات اگرچہ گورنر کے کام بہت محدود ہیں مگر

Marfat.com

اس کا عام رویّہ قیدخانہ کی فضا میں ایک امتیازی اثر رکھتا ہے۔ اگر وہ اپنے انداز میں قیدیوں کا ہمدرد ہے تو ماتحت افسر بھی اسی ہمدردی کو اختیار کریں گے اور اگر وہ بے رحم منتظم ہے تو ویسا ہی خیال اور رویّہ باقی اسٹاف کے لوگوں میں پایا جائیگا۔

گورنر اپنے ذاتی اثر کے علاوہ کچھ احکام نافذ کرنے کا بھی اختیار رکھتا ہے۔ بعض وقت ان گورنروں کا فیصلہ کسی مزاہ کام کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بڑے قیدخانہ کا ایک افسر اس بات کی شکایت کرتا ہے۔ کہ نوجوان قیدیوں کے لئے ایک عرصہ سے کھیلوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کیونکہ گورنر انتظامات کی تکلیف نہیں اُٹھانا چاہتا تھا۔

قیدخانہ کی زندگی میں تقریروں، گانے کی مجلسوں، پنسل اور کاغذ کے استعمال وغیرہ جیسی معمولی چیز کی اجازت دینے ان کی حوصلہ افزائی کرنے یا روک دینے کا اختیار گورنر کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

ماتحت اسٹاف میں ڈپٹی گورنر کا عہدہ بہت زیادہ غیر پسندیدہ سمجھا۔ اس کو ختم بھی کر دیا گیا ہے۔ لیکن استعمال میں اس کا نام عام طور پر باقی ہے۔ اور پانچویں درجہ کے گورنر جن کا بڑے قیدخانوں میں گورنر تقرر کرتا ہے۔ اسکے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ ڈپٹی گورنروں کو ماتحت افسروں کے برتاؤ کو دیکھ کر انکی غفلت یا غلط حرکات کی رپورٹ کرنے کی خاص طور پر ہدایت تھی۔ اور ان کی غیر ہمدردی اور نامعقولیت کا بھی کافی سبب تھا۔

ڈپٹی گورنر قیدیوں کے خطوط پڑھ کر سنانے جیسے کاموں میں

گورنر کی مدد کرتے تھے اس لئے ان کے اختیارات بھی کافی ہوتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ان کی شکایتیں قیدی گورنر سے بہت زیادہ کرتے تھے۔

ماتحت اسٹاف

قیدخانہ کا اصل ناخدا چیف وارڈر ہوتا ہے۔ یہ چیف وارڈر ہی نظم و نسق کے تمام تفصیلی امور طے کرتا ہے۔ اسٹاف کے فرائض متعین کرنا اور قیدیوں کو کام پر لگانا چیف وارڈر عموماً گورنر جیسا رویہ اختیار کرتا ہے۔ بلکہ بعض وقت اس کا اثر بالکل آزادانہ تصور کیا جاتا ہے۔ ۱۹۲۰-۲۱ء کی جیل تحقیقاتی کمیٹی اپنی رپورٹ میں لکھتی ہے۔

"ہمارے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک سخت گیر چیف وارڈر کے آنے سے تمام قیدیوں کا نظام بدل گیا۔ اور اسمیں گورنر کا کوئی اثر نہ تھا۔"

چیف وارڈر کے ماتحت پرسنل وارڈر ہوتے ہیں۔ قیدخانہ کے ہر ہال میں ایک پرسنل وارڈر ہوتا ہے۔ اور بڑے قیدخانوں میں پرسنل وارڈر کو بالکل وسط میں مقام دیا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ قیدیوں کے کمروں سے ورکشاپ میں آنے جانے کی اور نظام الاوقات کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ پرسنل وارڈر اپنے ہالوں میں قیدخانہ کے ضوابط کے بجاآوری کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ان کو قیدیوں کی کوٹھریوں کا معائنہ کرنا پڑتا ہے۔ کہ آیا وارڈر افسر نظم اور صفائی کو قائم رکھے ہوئے ہے یا نہیں۔

وہ تمام درخواستیں جو قیدی گورنر، میڈیکل افسر اور پادری سے ملنے

Marfat.com

کے لئے دیا جاتا ہے۔ انہیں پرسنل وارڈروں کے ہاتھوں سے گذرنی ہیں۔

قیدخانہ کے دوسرے افسروں کے درجات یہ ہیں۔ سول سرجن۔ کلرک ماسٹر دستکار، وارڈر، انجینیر، میر کاریگران، عطار۔

عورتوں کے قیدخانوں میں ایک عورت سپرنٹنڈنٹ ہوتی ہے۔ جو گورنر کی معاون ہوتی ہے۔ اور اس کے ماتحت چیف وارڈر، پرنسپل وارڈر ہیں اور وارڈرس ہوتی ہیں۔ ان میں سے صرف وارڈروں اور وارڈرسوں کے فرائض اور خصائل بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

چند سال پہلے قیدخانہ میں ملازمتوں کی جو جگہ خالی ہوتی تھی۔ ان کا اشتہار شائع کیا جاتا تھا۔ مگر اب جتنی ضرورت ہوتی ہے اس سے زیادہ درخواستیں آجاتی ہیں۔ جب ایک درخواست دینے والا قیدخانہ کے کمشنر کو لکھتا ہے۔ تو اس کو خانہ پوری کے لئے ایک فارم بھیجدیا جاتا ہے۔ دوسری چیزوں کے ساتھ ان سے یہ بھی معلوم کیا جاتا ہے کہ جس کے ہاں اس نے پہلے ملازمت کی ان کا نام اور پتہ کیا ہے۔

نیز اس کے اسکول ماسٹر کا پتہ معلوم کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس مذہبی وزرا کا نام اور پتہ بھی دریافت کیا جاتا ہے۔ فوجی اور بحری ملازمین کے متعلق اس سے خاص طور پر سوال کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہی افسر بنایا جاتا ہے۔ جو بہتر اخلاقی اصول اور محفوظ کیرکٹر رکھتے ہیں۔ اگر جوابات اطمینان بخش ہوتے ہیں۔ نیز درخواست دہندہ کا نام اس وقت کے لئے جبکہ

Marfat.com

کوئی جگہ خالی ہو نوٹ کر لیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس قید خانہ میں پہونچے جو اس سے قریب تر ہو اور وہاں آخری طور پر تقرر کرنے سے پہلے اس کا تعلیمی و طبّی معائنہ کیا جاتا ہے۔ تعلیم کا معائنہ بہت ابتدائی ہوتا ہے۔ اور طبّی معائنہ مکمل ہوتا ہے۔

گورنروں کے ماتحت افسران کے تقرر کے سلسلے میں سابق فوجی اور بحری آدمیوں کی طرف میلان ہوتا ہے۔ ۱۸۹۵ء کی ڈیپارٹمنٹل کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ مقامی قید خانوں اور سزا یافتہ قیدیوں کے قید خانوں میں ۱۹۵۹ ماتحت افسر ہیں جن میں ۹۸۷ فوجی اور بحری ملازمت کر چکے تھے۔

جیل کے مستقل ملازمین میں داخل ہونے سے پیشتر وارڈروں کو چار ہفتے کے واسطے ٹریننگ سکول میں تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے۔ جس کے بعد ۸ مہینے کی امیدواری کرنی پڑتی ہے۔ پہلا اسکول ۱۸۹۶ء میں جیمسفورڈ جیل میں کھولا گیا۔ دوسرے سال آدمیوں کے لئے ہل جیل میں اور عورتوں کے لئے وارم وڈ جیل میں اسکول کھولے گئے۔

جنگ کے زمانہ میں ٹریننگ اسکول بند کر دئے گئے۔ لیکن ۱۹۱۹ء میں مردوں کے لئے ایک اسکول ہل میں اور عورتوں کے واسطے منچسٹر میں پھر کھولا گیا۔

زیادہ تر وارڈر ٹریننگ ختم کرنے کے بعد جگہ پاتے ہیں لیکن بعض اوقات بلا ٹریننگ بھی تقرر ہو جاتے ہیں اور اپنے فرائض وہیں سیکھتے ہیں۔ موجودہ احکام کی رو سے ٹریننگ اصولی بھی ہے اور عملی بھی۔ عملی تعلیم میں روز مرہ اور

Marfat.com

ضبط و نسق کے طریقے وغیرہ شامل ہیں - اصولی ٹریننگ کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے - کہ یہ گورنر، پادری اور دوسرے لوگ دیتے ہیں -

بظاہر یہ بڑی موثر معلوم ہوتی ہے کہ عملاً ہر وارڈر یہ رائے قائم کرتا ہے کہ اخلاقی نقطہ نظر سے یہ اسکول بالکل بے فائدہ ہیں - البتہ قانون کا ان کو علم ہو جاتا ہے -

چار مہینے کی تعلیم کے بعد اُمیدوار کو جیل کے فرائض پر سوالوں کا ایک پرچہ دیا جاتا ہے - اور جوابات معہ گورنر اور دوسرے افسران کی رپورٹ کے ساتھ کمشنر کے پاس بھیجدئے جاتے ہیں - گورنر کی سفارش ضرور ہونی چاہئیے آیا افسر کسی خالی جگہ پر مقرر کیا جائے - یا تعلیم کے لئے اور مدت دیجائے یا نکال دیا جائے -

ماتحت اسٹاف کے کل ممبروں کو اس ٹریننگ اور اُمیدواری سے گذرنا پڑتا ہے - ان کو بعد میں کچھ اور ٹریننگ دیجاتی ہے -

افسران جو باورچی خانہ اور روٹی کی نگرانی کے مقرر ہوتے ہیں انکو نارمن وڈ کے جیل کے باورچی خانہ میں تین مہینے کے لئے جانا پڑتا ہے - اور یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ وہاں جانے کے بعد چاق و چوبند اور ہوشیار ہو جاتے ہیں -

وارڈروں کے فرائض

یہ سمجھا جاتا ہے کہ افسران تمام قانون اور جاری شدہ احکام سے واقف ہوتے ہیں - جو ان کے فرائض سے تعلق رکھتے ہیں - ان کو مقامی جیلوں کے

Marfat.com

افسران کے احکامات کی ایک کتاب دیجاتی ہے۔ جس میں تمام ضروری قواعد وضوابط ہوتے ہیں۔

جیل افسران کے فرائض عملاً اندادی دیکھ بھال تک محدود ہیں۔ دروازوں اور پھاٹکوں کا کھولنا اور بند کرنا قیدیوں کو دیکھتے رہنا کہ کہیں بات چیت تو نہیں کرتے ہیں یا کسی قانون کے خلاف ورزی تو نہیں کرتے کبھی کبھی یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی بھاگ تو نہیں گیا ورزش کے وقت ان کی نگرانی کرنا۔ کارخانہ میں ان کے سروں پر کھڑا رہنا کوٹھریوں میں سوراخوں سے اپنی غرض کے لئے جاسوسی کو روکنا قیدخانہ کی کوٹھریوں کے سامان کی جانچ کرنا یعنی ہر چیز اپنی جگہ پر ہے۔ اور صاف ہے ممنوعہ چیزوں کی تلاش میں قیدیوں کی تلاشی لینا۔ جب ان کے دوست یا عزیز ملنے آتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے برتاؤ کی شکایت تو نہیں کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

قیدیوں کے ساتھ تعلقات

قواعد جیل کی رو سے وارڈروں کو ممانعت ہے کہ وہ قیدیوں سے بلا ضرورت گفتگو کریں یا ان سے بے تکلف ہو جائیں۔ ان کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ وہ قیدیوں کے ساتھ انسانیت اور شریفانہ برتاؤ کریں۔ اس کے ساتھ ان کو یہ بھی تنبیہ کی جاتی ہے کہ ضبط اور امن قائم رکھنے میں اس کو سخت گیر بننا چاہئے اور جیل کے قواعد وضوابط پر پورا پورا عمل کرائیں۔ قیدیوں کے سامنے وارڈروں کا ہنسنا بھی جرم قرار دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

وارڈروں کا ان قیدیوں سے جن کی طویل سزا ہوتی ہے ۔ میل ہو جاتا ہے اور بے تکلف ہو جاتے ہیں ۔ وہ ان کے لئے ممنوعہ اشیا باہر سے لاتے ہیں عزیزوں دوستوں سے خط و کتابت، تمباکو، شراب، اچھی غذائیں اور اخبار بھی ملنے کا ذریعہ بنتے ہیں ۔

ناجائز تجارت کے خلاف قانون بہت سخت ہیں ۔ ظاہر ہونے پر برخاستگی لازمی نتیجہ ہوتا ہے ۔ اس کے باوجود ملازمان خلاف ورزی کرتے ہیں اور رشوت خوری سے نہیں بچتے ۔

اسی طرح قیدی دوسری قسم کے ناجائز فعل کرتے ہیں ۔ ان سے جیل افسران ان کے ساتھ رعایت کر کے اپنے کام لیتے ہیں ۔ اچھی چیزوں کے بنانے والے ہوشیار قیدی افسران کی ذاتی استعمال کے لئے چیزیں بناتے ہیں چنانچہ دو قید خانوں میں افسروں کے واسطے بڑھئی قیدیوں نے لکڑی کے صندوق، دیوارگیری بنائی تھیں ۔ اور ایک دوسری جیل میں درزیوں نے افسروں کے لئے سوٹ تیار کئے تھے !

قانوناً وارڈروں کو فرائض صرف نظم و نسق قائم رکھنا ہیں ۔ ان کو خود کوئی سزا وغیرہ دینے کی اجازت نہیں ہے ۔ جب تک اس کو ایسا کرنے پر حفاظت خود اختیاری مجبور نہ کر دے ۔

لیکن اس قانون کے باوجود وارڈر تنہائی میں چھوٹے ڈنڈے قیدیوں پر بے دریغ استعمال کرتے ہیں ۔ چنانچہ ۲۱-۱۹۲۰ء کی جیل تحقیقاتی کمیٹی لکھتی ہے کہ

Marfat.com

۱۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء میں خراب برتاؤ کا ایک بہت سخت واقعہ پیش آیا۔ ایک سخت سزا کے قیدی کو اپنی کوٹھری سے باہر آنے کا حکم دیا وہ دروازے تک آیا۔ مگر داخلہ سے اس نے انکار کیا۔ اس کو کوٹھری میں داخل کرنے کے لئے معمولی دھکا دینے کی ضرورت تھی۔ لیکن وارڈر نے ڈنڈے سے اسیر حملہ کیا۔ جس سے وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ گرنے کے بعد اس کو ہوش میں لایا گیا ہوش میں آنے کے بعد پھر مار پڑی پھر بیہوش ہوا۔ اور وہ زمین پر سے گھسیٹ کر سزا کی کوٹھری میں لایا گیا۔ جہاں پھر وارڈروں نے اس کی ڈنڈوں سے خبر لی"۔

جیل کے اسٹاف میں جاسوسی

جیل کے اعلیٰ افسران کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے ماتحت حکام اپنے فرائض ادا کرتے ہیں یا نہیں اگر انکی ادائیگی میں کاہلی و سستی کا دخل ہوتا ہے۔ تو گورنر کے پاس ان کی رپورٹ کر دیجاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسٹاف میں خوف کا نقصان دہ ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ خوف گورنر سے لیکر قیدی تک کام کرتی ہے۔ گورنر چیف وارڈر پر چیف وارڈر ماتحت وارڈروں پر اور وارڈر قیدیوں پر دباؤ ڈالتے ہیں۔

افسران جیل پر جرمانہ پہلے گورنر بھی کر سکتا تھا۔ لیکن اب صرف کمشنروں کے اختیار میں جرمانہ کرنا باقی رہ گیا ہے۔ افسران کو معمولی فروگذاشت پر نرم تنبیہ کر دیجاتی ہے۔ اس سے زیادہ اہم قصور پر ڈانٹ دیا جاتا ہے۔ اور سخت فروگذاشت

Marfat.com

پر سختی سے پھٹکارا جاتا ہے۔ اگر ایک سال کے اندر ۲ تنبیہوں یا ۲ ڈانٹ پر یا ۲ سخت پھٹکار کے بعد بھی قصور سرزد ہوتا ہے۔ تو کمشنر کو رپورٹ ہوتی ہے۔ جو یا تو افسر کو ۲ مہینہ کا موقع دیتا ہے۔ یا اس کی ترقی روک دیتا ہے۔ یا ہوم سکرٹری کو اس کی برخاستگی کے لئے لکھتا ہے۔

زیادہ سنگین قصوروں کے لئے پہلی بار کمشنر کو رپورٹ کی جا سکتی ہے۔ ان رپورٹوں کے لئے اکثر اوقات جاسوسی تک کی جانے لگتی ہے۔ چنانچہ ایک وارڈر جیل کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے بیان کرتا ہے:۔

"پرنسپل وارڈر کے طریقے بہت ذلیل ہوتے ہیں وہ افسروں کو قواعد توڑتے ہوئے۔ یا قیدیوں کو توڑتے ہوئے اجازت دیتے ہوئے پکڑنے کی غرض سے وہ بلی کی طرح رینگتا پھرتا ہے۔"

Marfat.com

قیدیوں کی خودکشی

وزیٹرز کمیٹی کے ممبران کو جب کسی قیدی کے خودکشی کا علم ہوتا ہے تو وہ ناتھ و اسباب کی تحقیقات کے لئے فوراً جیل میں آ جاتے ہیں۔ سامان خودکشی قیدیوں کے کمرے میں کافی ہوتا ہے۔ چاقو وغیرہ ان کو استعمال کے لئے ملتے ہیں۔ وزیٹرز کمیٹی اس صورت میں یہ بات جاننا چاہتی ہے کہ کن حالات و خیالات نے قیدی کو خودکشی کرنے پر آمادہ کیا ہے۔

جیل خانوں میں عام طور پر خودکشی کا سلسلہ پایا جاتا ہے۔ اور خاص طور پر پاگل خانوں میں خودکشی کی وارداتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ خودکشی قیدی اس حالت میں کرتا ہے جب اس کا دماغی توازن ختم ہو جاتا ہے۔ خاص بات یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ جو قیدی باہر سے خرابی دماغ کا شکار ہوتا ہے وہ کم خودکشی کرتا ہے۔ البتہ ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جن کے دماغ جیل میں ہی آکر خراب ہو جاتے ہیں خودکشی کرنیوالے جوان ہی ہوتے ہیں جس کا باعث جیل کی تکلیفیں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے قیدی خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر گورنگ ۲۳ سال کی عمر کے قیدیوں کی خودکشی کے بارے میں جنہوں نے سنہ ۱۸۸۶ء اور سنہ ۱۹۰۹ء میں خودکشی کی اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:-

ہزار میں سے ۱۷ آدمیوں نے خودکشی کی۔ انہیں عام طور پر زیادہ سزا پانیوالے قیدی

Marfat.com

تھے۔ بعض وجہ کے ان میں کسی نے خودکشی نہیں کی۔ قیدیوں پر چونکہ جیل والے عام طور پر سختیاں کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اسی کی وجہ سے قیدی تنگ آ کر اور پریشان ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں۔ عام طور پر جو خودکشی کرتا ہے اس میں بچے کم ہیں۔ زیادہ تر موت کا شکار بنتے ہیں جیل میں کافی انتظام ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود خودکشیاں ہوتی ہیں۔

جن قیدیوں نے سنہ ۱۸۹۶-۹۸ء اور سنہ ۱۹۱۲-۱۴ء میں خودکشی کی یا خودکشی کی کوشش کی اس کا نقشہ یہ ہے۔

روزانہ آمد کی تعداد	خودکشی کی کوشش کرنے والے				خودکشی کرنیوالوں کی تعداد	سال
	کل	مشتبہ	دماغی کمزوری	عادی		
۱۷۶۱۴	۶۶	۲	۵۲	۱۳	۵	سنہ ۱۸۹۶ء
۱۷۰۷۶	۶۹	۶	۴۵	۱۸	۵	سنہ ۱۸۹۷ء
۱۷۰۵۱	۷۱	۲	۵۰	۱۹	۸	سنہ ۱۸۹۸ء
۵۱۷۴۱	۲۰۶	۱۰	۱۴۷	۴۹	۱۸	کل
	۳۹۰۷	۱۰ ۹	۲۸۰ ۴	۹۰ ۴	۳۰ ۴	اوسط فی دس ہزار
۱۹۷۳۰	۸۸	۵	۵۶	۲۷	۹	سنہ ۱۹۱۲ء
۱۹۳۵۹	۱۱۱	۰	۷۰	۴۱	۱۲	سنہ ۱۹۱۳ء
۱۸۱۵۵	۱۲۹	۱	۶۹	۴۹	۱۲	سنہ ۱۹۱۴ء
۵۷۲۴۴	۳۲۸	۶	۱۹۵	۱۲۷	۳۳	کل
۱۹۰۷۸	۱۰۹ ۳	۲	۶۵	۴۲ ۳	۱۱	اوسط سالانہ
	۵۷۰ ۳	۱۰ ۱	۳۴۰ ۱	۲۲۰ ۱	۵۰ ۷	اوسط دس ہزار

ان بیس سالوں میں جو خودکشیاں ہوئیں اس کے بارے میں کمشنر جیل کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب تقریباً جیل افسران کی سختیوں کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

چھوٹی عمر کے قیدی چونکہ نہ سزا کی نوعیت سے واقفیت رکھتے ہیں نہ قانون سے باخبر ہوتے ہیں اور جیل کو ایک ہوا سمجھتے ہیں اس لئے اس کی دہشت ناتجربہ کار ذہن پر فوراً اثر انداز ہوتی ہے اس لئے یہ کمسن مجرم زیادہ تر خودکشی کرتے ہیں اور اپنے دماغ کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ جن لوگوں نے خودکشی کی اسکے نقشہ سے اندازہ لگا لیجئے۔

عمر	۱۵ -	۲۰ -	۲۵ -	۳۵ -	۴۵	۵۵	۶۵	۷۵	کل
عام	۱ - ۳	۶ - ۶	۱۷ - ۵	۱۸ - ۹	۱۴ - ۲	۸ - ۳	۲ - ۵	۲	۶۹۷
قیدی	۱۶ - ۱	۳۱ - ۱	۵۴ - ۲	۵۲ - ۲	۳۵ - ۲	۲۳ - ۱	۶ - ۰	۱۰۰	۲۳۲

۲۰، ۲۵ برس کی عمر والے قیدی خودکشی زیادہ کرتے ہیں چنانچہ ان کی اوسط پانچ گنی زیادہ ہے۔ میڈیکل ڈاکٹر سبلے اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:-

"خودکشی کرنیوالوں میں نوعمر قیدیوں کی تعداد زیادہ ہے جنہوں نے جیل کے سخت سلوک سے تنگ آکر خودکشی کی۔

زہریلی اشیا سے خودکشی

ڈاکٹر ونکا بیان ہے کہ یوں تو قیدی چاقو، بلیڈ، دروڑ اور لوہے کے ٹکڑے اور کھانے کے برتنوں سے خودکشی کرتے ہیں لیکن زیادہ تر زہریلی اشیا خودکشی کرنیوالے قیدی استعمال کرتے ہیں۔ وہ زود اثر اور پریشان کن نہیں ہوتیں۔ اور ان کے استعمال میں بھی دقت نہیں ہوتی۔ جیل والوں پر افسران بالا نے محتاط رہنے پر انتہائی زور ڈالا لیکن انہوں نے بتایا کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مشکل ہے۔ قیدی مطلوبہ زہریلی شے کسی نہ کسی طرح حاصل کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر گورنگ کہتا ہے کہ احتیاط افسران جیل کو اپنے سخت سلوک سے کرنی چاہئے۔ قیدی خودکشی سخت سلوک کی وجہ سے کرتے ہیں۔ کمشنر جیل لکھتا ہے:-

Marfat.com

"سزا کے پہلے ہفتہ میں قیدی خودکشی زیادہ کرتے ہیں۔ اور خاص طور پر حوالاتی زیادہ اس فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بہ نسبت قیدیوں کے یہ حوالاتی وہ ہوتے ہیں جو دوبارہ اور سہ بارہ ہوتے ہیں" (احکام جیل کمشنر صفحہ ۔)

ایک میڈیکل انسپکٹر بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:۔

"جو قیدی پہلی مرتبہ حوالات میں آتے ہیں وہ ۴۰ فیصدی خودکشی کرتے ہیں ۸۷ حوالاتیوں میں سے ۳۴ حوالاتیوں نے پہلے ہی ہفتہ میں آکر خودکشی کی۔ ان کو یہ خیال سہما دیتا ہے کہ معلوم ان کو کیا سزا نہ بھگتنی پڑیگی۔ اس لئے وہ جان دینے پر آمادہ ہوجاتے ہیں"۔ (انگلش پریزنس انڈر لوکل گورنمنٹ صفحہ ۵۵۶)

بہت سے قیدی طویل سزاؤں کے ملنے پر زندگی سے ناامید ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں۔ وہ طویل مدت کی مصیبت سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور اس پریشان کن زندگی کے مقابلہ میں خودکشی کو بہتر سمجھتے ہیں۔

مالوے میں (۱۸۹۶ء) ایک قیدی نے دس سال کی سزا کے خوف سے[1] اور برکسٹن جیل میں (۱۹۱۲ء) میں لمبی سزا[2] سنکر قیدی نے خودکشی کی۔ اور پرکلیئر جیل ۱۹۱۳ء میں عمر بھر[3] کی سزا کے خوفناک تصور سے ایک چھوٹے بچے نے خودکشی کی۔

یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ کوئی صحیح الدماغ اور سلیم العقل قیدی خودکشی نہیں کرتا صرف وہی قیدی خودکشی کرتے ہیں جن کی دماغی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے بس میں نہیں رہتے۔

---

۱ سالانہ رپورٹ کمشنران جیل انگلینڈ و ویلز سنہ ۱۹۱۱-۱۲ء صفحہ ۲۲ ۲ ایضاً سنہ ۱۸۹۷-۹۸ صفحہ ۲۳۲
۳ ایضاً سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء و دیم ۱۳۱

Marfat.com

خودکشی اور دماغی فتور والے

جن قیدیوں کا دماغ خراب ہو جاتا ہے وہ عموماً خودکشی کی دھمکیاں دیتے ہیں

جو اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں وہ خودکشی کر لیتے ہیں۔ ایک قیدی ایک دماغ خراب ہوئے قیدی کی خودکشی کا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے :-

"میں ایک روز چیف وارڈر کے دفتر میں گیا مجھ کو ایک درخواست ہوم سکرٹری کو بھیجنی تھی۔ چیف وارڈر کا دفتر بلاک ۱ اور ۲ کو عبور کرنے کے بعد آتا تھا۔ میں ہاں سے گذرا۔ اس کے کچھ فاصلہ پر ایک بڈھا قیدی بیٹھا ہوا تھا وہ اونچی دیوار سے چھلانگ لگا کر آیا تھا۔ وہاں ایک افسر آگیا تھا جس کی وجہ سے میں اس کے قریب نہ جا سکا۔

کام کرانے والا ماسٹر بھی بہت سنگدل تھا۔ وہ قیدیوں کو کام نہ کرنے کی سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ اور ان سے دگنا کام لینے کی کوشش کرتا تھا۔

قیدی ایس کو بھی ماسٹر نے کچھ دنوں تک بہت تنگ کیا۔ بی ماسٹر نے ایس کی رپورٹ کی اور اس کو زمین پر دے مارا۔ جس کے جواب میں قیدی نے ماسٹر کا گلہ دبوچ لیا۔

ماسٹر نے جب دیکھا کہ اس نے مجھ کو اچھی طرح دبوچ لیا ہے تو پریشان ہوا۔ قیدی عادی مجرم تھا اس نے بی ماسٹر کی اچھی طرح مرمت کی۔ اس کے گھڑی اُٹھا کر ماری۔ اور ۲۴ گھنٹہ تک مارتا رہا۔ ماسٹر نے اس کی رپورٹ کی قیدی کو سزا دیئے گئی کہ کتا ہیں نہ دی جائیں ٹھنڈا پانی نہ دیا جائے۔ اور جو بلّی اس نے پال رکھی تھی وہ اس سے علیحدہ کر لی گئی۔

قیدیوں کی بارکوں میں آہنی جالی تنی ہوئی ہوتی ہے تاکہ قیدی کسی پر کوئی چیز نہ

Marfat.com

پھینکے۔ وارڈر قیدی کو جانور سمجھتے تھے۔ اور اس سے ڈرتے تھے چنانچہ اس نے جال کو توڑ دیا۔ اور اُوپر آ بیٹھا۔ اور اپنا سر اور پیٹ دیوار میں دے دے مارنے لگا۔ بمشکل تمام افسران نے اس کو اپنے قبضہ میں کیا۔ لیکن وہ بے جان ہو چکا تھا۔ اسی حالت میں اس نے جان دیدی۔" لے

ایک وارڈر بیان کرتا ہے:۔

قیدی کو جب خوف زدہ کیا جاتا ہے۔ اسی حالت میں وہ خودکشی کرتا ہے۔ جب تک خاص وجہ نہ ہو اس وقت تک قیدی خودکشی نہیں کرتا۔ خودکشی کی وجہ تنہائی کی قید بھی ہوتی ہے۔"

سنہ ۱۹۰۰ء میں جیلوں کے اندر خودکشی کی کوئی رپورٹ نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ معلوم کی گئی تو پتہ لگا کہ جیل افسران کا سلوک قیدیوں سے نرم رہا۔ اور ان سے کوئی سخت مشقت نہیں لی گئی تھی۔ خودکشی کے اسباب میں ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ قیدی کو اس کی مرضی کے خلاف مشقت دی جانے پر بھی بُرا اثر پڑتا تھا۔ اور اس سے متاثر ہو کر قیدی خودکشی کر لیتا تھا۔ عام طور پر خودکشی کرنے والے قیدی اپنی خودکشی کا اعلان نہیں کرتے۔ خودکشی کرنے والے کا دماغ فوراً خراب ہوتا ہے۔ جس سے زہر اثر وہ خودکشی فوراً کر لیتا ہے۔

جن لوگوں نے لوکل جیل خانوں اور قیدیوں کے جیل خانوں میں سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک خودکشی کی اس کا نقشہ یہ ہے:۔

Marfat.com

سال	روزانہ کی اوسط مقامی اور قیدی جیلوں میں	نمبر مقدمات خودکشی	تعداد دس ہزار قیدیوں میں	روزانہ کی اوسط صرف مقامی جیلوں میں	نمبر مقدمات خودکشی	دس ہزار قیدیوں سے تعداد	روزانہ کی اوسط صرف قیدیوں کی جیل کی	نمبر مقدمات خودکشی	تعداد دس ہزار قیدیوں میں
سنہ ۱۹۱۳ء	۱۴۶۴۱	۳	۲ — ۰۵	۱۳۱۰۴	۲	۱ — ۶۵	۲۵۳۷	۱	۳ - ۹۴
سنہ ۱۹۱۵ء	۱۰۴۰۶	۴	۳ — ۸۴	۸۲۵۰۶	۴	۱ — ۸۴	۲۱۵۰		
سنہ ۱۹۱۶ء	۹۲۰۶	۲	۲ — ۵۲	۷۴۲۴	۲	۸ — ۰۹	۱۷۸۲		
سنہ ۱۹۱۷ء	۸۷۹۲	۳	۳ — ۴۱	۷۲۹۹	۳	۳ — ۰۷	۱۳۹۳		
سنہ ۱۹۱۸ء	۸۴۴۹	۳	۳ — ۵۵	۷۲۲۰	۳	۲ — ۱۵	۱۳۲۹		
سنہ ۱۹۱۹ء	۸۰۷۰	۵	۵ — ۶۴	۷۳۱۷	۴	۵ — ۴۷	۱۵۵۳	۱	۲ - ۴۴
سنہ ۱۹۲۰ء	۹۹۰۳	۷	۷ — ۰۷	۸۳۹۲	۷	۸ — ۳۶	۱۳۲۵		
اوسط سنہ ۱۹۱۵-۲۱ء	۱۰۳۸ — ۱۴	۳ — ۴۳	۳ — ۵۸۳	۲۳۰۱ — ۷۱	۳ — ۱۴	۵ — ۲۲	۱۶۲۵ — ۵۶	- ۲۸	۱ — ۴۸

(مطبوعہ علیمی پریس دہلی)

Marfat.com